صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسولِ اکرم کا نظامِ جاسوسی

پروفیسر محمد صدیق قریشی

Marfat.com

Marfat.com

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نظامِ جاسوسی

پروفیسر محمدؐ صدیق قریشی

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،
لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

۳۹۷،۹۹۲۱
۳۸۲ ص
۹۵۰۰۱

طابع : شیخ نیاز احمد
مطبع : غلام علی پرنٹرز
اشرفیہ پارک، فیروز پور روڈ، لاہور
اشاعت اوّل : سنہ ۱۹۹۰ء

مقامِ اشاعت:
شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،
۱۹۹- سرکلر روڈ، چوک انارکلی، لاہور ۲/۵۴۰۰۰

Marfat.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط

(تمہارے لیے رسولِ خدا میں ایک بہترین نمونۂ عمل ہے)

(قرآن حکیم ۳۳ : ۲۱)

Marfat.com

Marfat.com

فہرس

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ	۷	غزوہ بنو سلیم	۸۹
جاسوسی اور اُس کی ضرورت	۱۳	غزوہ ذی اَمّر	۹۰
ہجرت اور اذنِ جہاد	۳۱	سریہ محمدؓ بن مسلمہ	۹۴
غزوات اور سرایا	۴۶	سریہ زیدؓ حارث	۹۴
سریہ حمزہؓ	۵۳	غزوہ اُحد	۹۷
سریہ عبیدہؓ بن حارث	۵۴	غزوہ حمراء الاسد	۱۰۹
سریہ سعدؓ بن وقاص	۵۵	سریہ قطن	۱۱۴
غزوہ ابوّا	۵۶	سریہ عبداللہؓ بن اُنیس	۱۱۶
غزوہ بوّاط	״	سانحۂ رجیع	۱۱۷
غزوہ بدر الاُولیٰ	۵۸	غزوہ بنی نضیر	۱۱۹
غزوہ ذو العشیرہ	۵۹	غزوہ ذات الرّقاع	۱۲۳
سریہ نخلہ	۶۳	غزوہ بدر الاُخریٰ	۱۲۴
سریہ بدر	۶۸	غزوہ دومۃ الجندل	۱۲۶
غزوہ بنی قینقاع	۸۵	غزوہ مریسیع	۱۲۸
غزوہ سویق	۸۷	غزوہ احزاب	۱۳۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
غزوہ بنو قریظہ	۱۴۷	سریہ بشیرؓ بن سعد انصاری	۱۶۸
غزوہ بنی لحیان	۱۵۱	سریہ موتہ	۱۶۹
غزوہ ذی قردہ	۱۵۲	سریہ ذات السلاسل	۱۷۱
سریہ عکاشہؓ بن محصن	//	غزوہ فتح مکہ	۱۷۳
سریہ جموم	۱۵۳	غزوہ حُنین	۱۸۷
سریہ عیص	//	غزوہ طائف	۱۹۱
سریہ فدک	۱۵۴	سریہ قطبہؓ بن عامر	۱۹۴
سریہ عبداللہؓ بن رواحہ	//	غزوہ تبوک	۱۹۵
غزوہ حدیبیہ	۱۵۶	کامیابی کا راز	۱۹۹
غزوہ خیبر	۱۶۳	ضمیمہ ۱	۲۳۰
سریہ حِسمی	۱۶۷	ضمیمہ ۲	۲۳۶
سریہ حُرقہ	۱۶۸	کتابیات	۲۴۴

Marfat.com

دیباچہ

انسان کی زندگی کے ہر دور میں عسکری ماہرین نے لڑائیوں کے قواعد وضوابط وضع کیے ہیں۔ کسی نے سعیٔ مسلسل کے ارتکاز کو عزیز جانا تو کسی نے جارحانہ انداز کو مقدّم خیال کیا۔ یہ اصول ہر دور میں اپنی اپنی ضروریات کے پیشِ نظر وضع ہوتے رہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو بھی قواعد وضوابط وضع کیے اُن کی پُشت پر منشائے ایزدی کارفرما ہوتی تھی۔ آپؐ کے وضع کردہ اُصولوں میں نصب العین کی فضیلت، پیہم جدّوجُہد، صبر واستقلال، تحفظ اور احتیاطی تدابیر، انضباط، اطاعت اور دُعائیں شامل ہیں۔

آپؐ کی سیرتِ مطہّرہ کے دوران میں جتنی بھی لڑائیاں لڑی گئیں اُن میں فوجی نقل و حرکت کی تمام اقسام ملتی ہیں۔ کوئی بھی معرکہ فوج اور اُس کے سپہ سالار کی قائدانہ صلاحیتوں کا ماحصل ہوتا ہے۔ آپؐ کی بھی ماہرانہ قیادت میں مُسلمانوں نے اعلیٰ ترین قابلیّت اور کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ ان میں دفاع، حملے، تعاقب، لڑائی سے علیحدگی، رسائی، گشت، گھات لگا کر حملہ کرنا، قراولی، مُخبری اور نفسیاتی جنگ وجدل وغیرہ سب ہی کچھ شامل تھا۔ آپؐ کی حیاتِ طیبہ کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مکی زندگی کا تعلّق دل سے اور مدنی زندگی کا تعلّق دماغ سے ہے۔ مدنی زندگی میں آپؐ کو قریش کے علاوہ یہودیوں اور مدینہ کے پانچویں کالم کے ساتھ واسطہ پڑا۔ مُشرک قبائل اپنی جگہ سرگرمِ عمل تھے اور چند سالوں کے بعد رُومی بھی مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے تدابیر اختیار کرنے لگے۔ رُومی اُس وقت ایک سُپر پاور تھے۔ اپنے نہایت ہی قلیل وسائل

Marfat.com

لیکن نہایت ہی اعلیٰ نصب العین کے ساتھ آپؐ نے مدینہ سے باہر نکل کر بھی لڑائی لڑی اور مدینہ کے اندر محصور ہو کر بھی دشمن کا مقابلہ کیا۔ اِن لڑائیوں سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ہر مسلمان کا زندہ رہنا اور شہادت پا جانا صرف اللہ ہی کے لئے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی دی ہوئی ہدایات کی روشنی میں انہوں نے جو بھی طریقے اختیار کئے وہ ہر اعتبار سے مؤثر تھے۔

وقت اور گیرائی کسی بھی حربی دفاع کے لئے بہترین رسائی رکھتے ہیں۔ کسی بھی صحرا میں آباد لوگوں کے لئے تجارت اور جنگ اپنی صلاحیتوں کو آزمانے کا بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عرب کے صحرا کے باسی تھے اِس لئے

ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عرب کے صحرا کے باسی تھے اس لئے زندگی کے اس لازمے سے آپؐ بخوبی واقف تھے۔ آپؐ نے ایک الہامی مشن کی تکمیل کرنی تھی۔ اِس لئے آپؐ کی لڑائیاں جہاد فی سبیل اللہ تھیں۔ جن میں مالِ غنیمت کو خمس کی وصولی کے بعد مجاہدین میں بانٹ دیا جاتا تھا۔ رسالے کو ترقی دینے کے لئے آپؐ نے سوار کے ساتھ ساتھ گھوڑے کا حصہ بھی مقرر فرمایا۔ آلاتِ حرب کی اقسام کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات فرمائے۔ آنے والے سالوں میں عربوں کی بنائی ہوئی زرہیں اپنی صفت کی مہارت کی بنا پر مشہور ہو گئیں[۲]۔

فنِ حرب میں آپؐ کی ماہرانہ قیادت آپؐ کی کامیابی کی پوری پوری ضامن رہی کیونکہ اس حیثیت میں آپؐ کی ذہانت و فراست کے ایسے ایسے گوشے اُبھرتے ہیں جو ذہن پر اَن مٹ نقوش پیدا کر جاتے ہیں آپؐ کی شجاعت، فنِ حرب میں مہارت اور تدبّر و سیاست قابلِ رشک ہیں۔ آپؐ نے زندگی کے ہر گوشے میں کمال حاصل کیا۔ آپؐ نے دشمن پر قابو پانے کے لئے اپنے صحابہؓ سے مشاورت کی تاکہ ان میں خود اعتمادی پیدا ہو۔ اس خود اعتمادی کے بغیر آپؐ عسکری شعبے میں کیونکر کامیابی حاصل کر سکتے تھے؟ آپؐ نے جو اقدامات اور طریقے اختیار فرمائے اُن پر آپؐ کے دوست اور دشمن

Marfat.com

دونوں ہی انگشت بدنداں ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اَلْعِلْمُ سَلَاحِی یعنی علم میرا ہتھیار ہے۔ گویا آپؐ نے تمام غیر اسلامی قوتوں کا مقابلہ علم کی قوّت سے کیا۔ آپؐ نے جن باتوں کے متعلق مناسب سمجھا ان کو ظاہر کر دیا اور جن کے متعلق ضروری خیال کیا اُنہیں صیغۂ راز میں رکھا۔ لیکن انجام کار وہ منصوبہ کامیابی سے ہمکنار ہُوا۔ دس برس کی مختصر مدّت میں آپؐ نے بارہ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض علاقے کو مسخّر کیا۔ ان غزوات و سرایا کی کامیابی کے پیچھے یقیناً آپؐ کا نہایت ہی کامیاب نظامِ جاسُوسی کارفرما تھا۔

آپؐ نے ہر غزوہ میں شرکت سے قبل یا کوئی سریہ بھیجنے سے پیشتر اُس کے ضروری اسباب مہیّا فرمائے۔ آپؐ نے فوجی حکمتِ عملی اور حربی داؤ پیچ کے فنون میں کئی ایک ابواب کا اضافہ کیا۔ آپؐ کے مادّی وسائل کم تھے لیکن عزیمت اور استقامت ایک نہایت ہی کامل عسکری منصوبہ بندی کا مظہر تھے۔ کسی بھی غزوہ یا سریہ کو لیجیے اُس کے پیچھے آپؐ کا نظامِ جاسُوسی ہی کارفرما ہوتا۔ اس نظام کا تعلق ایک ایسے دَور سے تھا جب کہ عصرِ حاضر کی جدید ٹیکنالوجی کا تصوّر تک بھی نہ تھا۔ ایک مقام سے دوسرے مقام تک پیغام رسانی بھی ایک کارِ دارد ہوتا تھا۔ آپؐ کے نظامِ جاسُوسی کی ترتیب و تشکیل کو دیکھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسے عصرِ حاضر میں ترتیب دیا جا رہا ہو۔ ہمیں سب سے بڑھ کر یہ حقیقت سامنے رکھنی ہو گی کہ آپؐ اُمّی تھے۔

ہجرت سے قبل آپؐ نے جنگِ فجّار کے سوا کسی جنگ میں شرکت نہ فرمائی تھی۔ اُس وقت آپؐ کی عُمر سولہ برس تھی۔ یہ جنگ قریش کے دس قبائل اور صحرا جنوبی کے ایک قبیلے کے درمیان ہوئی تھی جس نے حرام مہینوں میں جنگ کی پابندیوں کی خلاف ورزی کی تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپؐ اس موقع پر خورد سال تھے اور محض اپنے چچا ابوطالب کو تیر پکڑا دیتے تھے۔ لیکن ایک دوسری روایت کے مطابق آپؐ نے باقاعدہ طور پر لڑائی میں حصّہ لیا تھا اور مخالف قبیلہ کے سردار ابو یرہ کو زخمی بھی کیا۔ ہجرت کے بعد جب جہاد کا اذن ہُوا تو آپؐ کو کُل

Marfat.com

اکیس قبائل سے نبرد آزما ہونا پڑا جو عرب کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے۔ اُن میں ہر قبیلہ اپنی جگہ ایک آزاد و خود مختار اکائی تھا۔ اس دَور کے حالات سامنے رکھ کر انسان ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ آپؐ نے کس طرح اپنی افواج روانہ کی ہوں گی کیونکہ فوجی نوعیت کی معلومات کے بغیر کسی بھی قسم کا کوئی اقدام ممکن نہیں تھا۔

عصرِ حاضر کے سپہ سالار کے پاس اعانت کرنے والا جی ایچ کیو ہوتا ہے جہاں جہاندیدہ جرنیل لمحہ بہ لمحہ جنگ کے واقعات سے واقف ہوتے رہتے ہیں۔ وہ صرف اپنے احکام و امور کی بجاآوری سے باخبر رہتا ہے اور بس۔ اُس کی ذاتی شجاعت کا دُور دُور کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اِس کے علی الرغم ماضی میں صُورتِ حال بالکل اِس کے برعکس ہوتی تھی۔

رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے جاسُوسی کے نظام کو جس طرح منظّم کیا اس کے مفصّل مطالعہ کی ضرورت ہے کیونکہ سیرت پر سیر حاصل مباحث کی موجودگی کے باوجود چشمِ مردم سے یہ پہلو اب تک نہاں رہا ہے۔ پہلے تو جب مَیں نے اِس نازک و مشکل کام کا تصوّر کیا تو دانتوں کو پسینہ آ گیا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے راہیں کُشادہ کیں۔ اس کتاب کا مقصد سیرتِ مُطہرّہ کے متعلق ایک نئے زاویہ نگاہ سے عالمانہ تحقیق پیش کرنا مقصود ہے۔ لیکن مولانا ابوالکلام آزاد کے الفاظ میں "زندگی اور زندگی کے متعلّقات کی صدہا صُورتیں ہیں۔ کون ہے جو اِس صحیفۂ نبوّت کا اوّل سے آخر تک حق مطالعہ ادا کر سکتا ہے؟ پس بجز اِس کے چارہ کار نہیں کہ اپنے چہرۂ اعمال کے حُسن و آرائش کا جو حصّہ سب سے زیادہ بگڑ گیا ہو، سب سے پہلے اُسی کو اِس آئینہ میں دیکھ کر سنوار لیں"۔[۳]

اِس کتاب کے مطالعہ سے ہمیں اُن طریقوں کا اندازہ ہوگا جو آپؐ نے اپنی مہمّات کے دوران میں اختیار کئے۔ اُن سے واقفیّت کے بغیر ہمیں آپؐ کی جنگی اسکیم سے استفادہ کرنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ علم و بصیرت کا اصل سر چشمہ صرف حیاتِ نبوّت اور منہاج مقامِ رسالت ہے جسے قُرآن حکیم نے الحکمت سے تعبیر کیا ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا[۴]

"جسے حکمت مل گئی تو یقین کرو اُس نے بڑی ہی بھلائی پالی"

اللہ تعالیٰ اس نذرانۂ عقیدت و محبّت کو شرفِ قبولیّت عطا فرمائے اور اسے میرے حق میں بھی توشۂ آخرت بنائے (آمین)، تحقیق و جستجو کا دروازہ تو ہمیشہ ہی کھلا ہے کیونکہ سیرت ایک بھرپور فکر انگیز زندگی کا مُرقّع ہے۔ روزِ محشر تک یہ سلسلۂ مبارکہ جاری رہے گا لیکن پھر بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوّل وصف کی بھی مکمل طور پر تشریح و توضیح نہیں ہو سکتی ؎

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اوّل وصفِ تو ماندہ ایم

(پروفیسر) محمّد صدیق قریشی
نیا محلّہ روڈ جہلم

۱۔ النّبیؐ الخاتم ص ۴ سیّد مناظر احسن گیلانی

۲۔ Montross, Lynn; War Through Ages, P. 122

۳۔ رسولِؐ رحمت ص ۲۷ مولانا ابوالکلام آزاد — (مرتّبہ مولانا غلام رسول مہر)

۴۔ قرآنِ حکیم ۲: ۲۶۹

Marfat.com

Marfat.com

جاسُوسی اور اُس کی ضرورت

جاسُوسی کا فن اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ انسان کی تاریخ - پانچ ہزار برس قبل مصریوں کے ہاں ایک اچھی خاصی منظّم خُفیہ مُلازمت موجود تھی - اور جاسُوسی کے علم کا مطالعہ کئی ایک خُفیہ علُوم میں سے تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شاہ ٹٹماس سوم کے عہد میں تھیوٹ نامی ایک کپتان نے اپنے جاسُوسوں کی مدد سے جافہ کے شہر میں کوئی دو سو کے لگ بھگ مسلّح سپاہی داخل کئے۔ اُس نے اُن کو آٹے کے تھیلوں میں بند کیا اور شہر کو جانے والی آٹے کی رسد کے ساتھ بھیج دیا۔ روایت ہے کہ حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام نے علاقے کی جاسُوسی کے لئے کئی ایک مُہمّات روانہ کیں۔ قدیم نسلوں، خاص کر امریکی ریڈ انڈین، کا جاسوسی کی چھوٹی چھوٹی مہمّات میں مہارت کی بنا پر خاصا نام ہے۔ چھوٹی چھوٹی سکاؤٹنگ کی اس قسم نے تیزی سے قراولی کی مہمّات کی شکل اختیار کر لی جن میں خاصے وقت اور لمبے فاصلوں کا دخل ہوتا ہے۔

جنگ جیتنے کے لئے بہترین فوج کا ہونا ضروری ہوتا ہے لیکن محاذ پر اس فتح کو حاصل کرنے کے لئے کئی ایک مقامات پر جاسُوسوں کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ اپریشنل پلان چُرا لیں۔ ریلوے کے ایک پُل کی تعمیر کے لئے ہزاروں افراد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اُسے اُڑانے کے لئے چند افراد ہی کافی ہوتے ہیں۔ وہ فوج جس کے پاس جاسُوس نہیں ہیں اُس آدمی کی طرح ہے جس کی آنکھیں ہیں نہ کان۔ قدیم چینی سپہ سالار جنرل سن تزو کا کہنا ہے کہ جسے "علم پیش آگاہی" کہا جاتا ہے کہ وہ ارواح سے حاصل نہیں ہوتا، نہ بُتوں سے، نہ گُزرے ہوئے واقعات کی مماثلت سے اور نہ قیاس سے، وہ اُن سے حاصل ہوتا ہے جو دُشمن کے حالات سے واقف ہوں۔ دُشمن کی قوّت سے آگاہی کی بنا ر فتح کا ہونا

Marfat.com

یقینی ہو جاتا ہے۔ بصورتِ دیگر ہر لڑائی میں شکست ناگزیر ہو جاتی ہے۔ دارا نے اسکندرِ اعظم کے مقابلے میں محض اس لئے شکست اٹھائی کہ اُس کا جاسوسی کا کوئی نظام نہ تھا اور اُس کے خلاف محض ایک دستے نے ہی پیش قدمی کر کے اُسے شکست سے ہمکنار کر دیا۔[۲]

جاسوسی ایک ایسی پُراسرار جنگ ہے۔ جسے ہر وقت جاری رکھنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ دُشمن کی سرگرمیوں سے چشم پوشی کرنا ایک مجرمانہ غفلت ہے اور اس کے لئے میدانِ جنگ میں خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ عصرِ حاضر میں انٹیلی جنس اور کاؤنٹر انٹیلی جنس دونوں طرح کی سرگرمیوں کو جاری رکھا جاتا ہے۔ اوّل الذکر میں تو دُشمن کے خُفیہ راز حاصل کرنے کی جدوجہد کی جاتی ہے جب کہ مؤخر الذکر میں اپنے رازوں کی پردہ پوشی کے لئے ان سے انکار کیا جاتا ہے۔ اطلاع اُس وقت جاسوسی بن جاتی ہے جب اس کی جانچ پڑتال ہو جائے اور یہ ایک حقیقت معلوم ہو۔ محض قیافہ کرنا قطعاً جاسوسی نہیں ہے چاہے وہ قیافہ کتنا ہی باضابطہ کیوں نہ ہو۔ اس طرح اخذ کئے گئے نتائج انتہائی ناقابلِ اعتبار ہوتے ہیں۔ جنگیں چاہے جارحانہ ہوں یا مدافعانہ، ان کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ مختلف النوع انتظامی اقدامات اُٹھانے پڑتے ہیں۔ منتخبہ افراد کو باقاعدہ تربیّت دی جاتی ہے، اُن کا امتحان لیا جاتا ہے اور پھر کہیں جا کر اُن کو کمانڈر مُقرر کیا جاتا ہے۔

حکومتیں انٹیلی جنس سروس کی کئی ایک ایجنسیاں قائم کرتی ہیں جن میں سے کچھ تو اپنے شہریوں کے لئے ہوتی ہیں اور کچھ بیرونِ ملک دُشمنوں کے لئے۔ بعض دفعہ تو کئی ایجنسیاں بیک وقت کام کرتی ہیں اور اُن کو ایک دُوسرے کے وجود تک کا پتا نہیں ہوتا۔ یہ ایجنسیاں دوسرے ممالک کی سالمیت کے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کے مفادات کے لئے بھی سرگرمِ عمل رہتی ہیں۔ بعض ممالک جاسوسی کو بہت زیادہ اہمیّت دیتے ہیں جیسا کہ رُوس۔ کرنل لیوروف کا قول ہے: "لڑائی انٹیلی جنس کے لئے ہوتی ہے نہ کہ انٹیلی جنس لڑائی کے لئے"۔[۳] روس میں ایسی ایجنسی کا نام کے جی بی ہے۔

اِس کا اصلی نام سوویٹ کمیٹی برائے ملکی سلامتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس کے ہم پلّہ سنٹرل انٹیلی جنس ایجنسی سی آئی اے ہے جسے ۱۹۴۷ء میں قائم کیا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دُوسری جنگِ عظیم کے بعد یُو ایس اے نے عالمی سیاست میں ایک اہم کردار ادا کرنا شروع کیا تھا۔ برطانیہ کی خفیہ سروس ایم آئی ۵ کارکردگی کے اعتبار سے بے حد مؤثر ہے۔ رُوسیوں نے برطانوی انٹیلی جنس کو روایتی طور پر بہت خطرناک قرار دیا ہے۔ سٹالن نے اگست ۱۹۴۳ء میں ونسٹن چرچل کی صحت کا جام "انٹیلی جنس سروس" کے نام پر کیا۔[۴] اِس کے باوجود برطانوی خُفیہ سروس اپنے کام کی تشہیر نہیں ہونے دیتی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جب اس اِدارے کا سربراہ پاکستان کے دَورے پر آیا تو اُسے کراچی کے ایئر پورٹ سے ایک مورس مائنر کار میں بٹھا کر شہر لے جایا گیا۔

ہر مُلک اپنے وسائل کے مطابق ایک خُفیہ سروس کی تشکیل کرتا ہے۔ اِس میں اُس کے عزائم کا بڑا دخل ہوتا ہے جیسے بھارت اکھنڈ بھارت کا حامی ہے وہ اس علاقے میں مانیٹر کا کردار ادا کرنے کا خواہش مند ہے۔ اِس کی خُفیہ ایجنسی آر اے ڈبلیو (را) اپنے کارندوں کو ہتھیار، جعلی دستاویزات اور رقوم دے کر اپنی مطلب برآری کرتی ہے۔ جب سے (۱۹۷۹ء) افغانستان میں رُوس کا عمل دخل بڑھا ہے افغانستان کی خُفیہ ایجنسی خاد بھی کافی حد تک فعّال ہو گئی ہے۔ پاکستان میں جاسُوسی کا عمل محدود نوعیّت کا حامل ہے۔

بعض دفعہ سفارتی عملے کے افراد بھی جاسُوسی کرنے کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے سفارتی استحقاقات کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون کی رُو سے اُن کو ناپسندیدہ شخصیّت قرار دے کر مُلک سے نکال دیا جاتا ہے۔ ایسا کرتے وقت کئی ایک ممالک تیسری دُنیا کے ممالک کے ساتھ امتیازی سلوک بھی روا رکھتے ہیں۔ ایسے ممالک میں رُوس سرِ فہرست ہے۔ سفارتی سطح پر سفیر جاسوسی کے کام نہیں کرتا اگرچہ اس کے عملے کے افراد عموماً یہ کام کرتے ہیں۔ تاجروں، سیّاحوں اور دوسرے پیشوں کے افراد سے بھی

Marfat.com

جاسوسی کے کام کروائے جاتے ہیں۔

کسی بھی ملک کی عسکری تاریخ میں یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ کمانڈر خطرات کے معنوں میں ہی سوچتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ خطرات اس کے ساتھی ہوتے ہیں۔ یہ اس کی ذہانت کا تقاضا ہے کہ وہ اُن کو محسوس کرے اور اپنی معلومات اور ذرائع سے اندازہ لگائے کہ وہ کس حد تک خطرات مول لے سکتا ہے۔ اس بات کا انحصار تنظیم کی بجائے ذہن پر ہے کہ وہ خطرات کو کس زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ہم تنظیم کو کسی بھی لمحہ تبدیل کر سکتے ہیں لیکن جب تک فکر میں وُسعت پیدا نہ ہو کسی بھی بات کا حصول ناممکن ہوتا ہے۔

خطرات کی دو اقسام ہیں:۔

۱۔ معلوم خطرات

۲۔ نامعلوم خطرات

اوّل الذکر کا سدِّ باب کیا جا سکتا ہے لیکن نامعلوم خطرات کو کم کرنا ہی اصل بات ہے۔ مؤخر الذکر کا تعلّق دُشمن، موسم یا موقع کی زمین سے ہے۔ دُشمن کے خطرے کا کس طرح تعیّن کیا جا سکتا ہے ؟۔ اس کا تعلّق دُشمن کی صلاحیتوں کا تعیّن کر کے ہی کیا جا سکتا ہے اور ان کا تعلّق براہِ راست دُشمن کے جائے مقام اور طاقت کے ساتھ ہے۔ کمانڈر کے نامعلوم خطرات کو سُراغ رساں ہی کم کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے وہ اپنی توجہ لازمی اطلاعات پر مرکوز کریں گے۔ یہی وہ حقیقی تعلق ہے جو کمانڈر اور سراغ رساں کے درمیان قائم ہوتا ہے اور اس پر ہی سُراغ رسانی کے ڈھانچے کی تعمیر کی جاتی ہے۔ جب یہ تعلق قائم ہو جاتا ہے تو تمام پروگرام اچھے طریقے سے چلتے ہیں بصُورتِ دیگر تمام ڈھانچہ تاش کے پتّوں کی طرح گر پڑتا ہے۔

ہر محاذ کے کمانڈروں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے خطرات کا تعیّن کریں اور ان سے اپنے کمانڈر کو بھی مطلع کریں۔ اگر یہ خطرات ایسے ہیں کہ مقامی کمانڈر ہی ان سے نبرد آزما

Marfat.com

ہو سکتے ہیں تو پھر یہ سمجھا جائے گا کہ خطرات نسبتاً کم ہیں۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے انہیں لازمی معلومات حاصل ہونی چاہئیں۔ یورپ کے دو سینئر کمانڈروں نے اس طرح محسوس کیا۔ ہر ایک نے خبر رسانی کے تخمینوں کو اکثر و بیشتر نظر انداز کیا۔ جنرل آئزن ہاور نے لکھا:[5]

"وہ کمانڈر جو دیگر انٹیلی جنس کے اندازوں سے ہی مشورہ لیتا ہے کبھی بھی لڑائی نہیں جیت سکتا۔ وہ ہمیشہ ہی بیٹھا رہے گا اور پیشین گوئی کی گئی تباہ کاریوں کے متعلق خوفزدہ رہے گا۔"

اسی لب و لہجہ میں جنرل بریڈلے نے لکھا:[6]

"اگر میں ہر دفعہ ڈکسن یا کسی دوسرے جی ۲، جنہیں بھڑیا کہا جائے گا، کے کہنے پر چوکس رہتا تو ہم بیشتر پُرخطر اقدامات نہیں کر سکتے تھے جن کی وجہ سے جنگ کے خاتمے میں تیزی پیدا ہوئی۔"

جنگی جاسوسی کے متعلق اس احساس کو جاسوسی کے عنصر کے ذریعے ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ البتہ کمانڈر کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر حال میں دشمن کی صلاحیتوں کا لائحہ عمل ضرور تیار کرے۔ اگرچہ یہ لائحہ عمل صرف اتنا ہی ہو کہ "اپنے مقام پر ٹھہرے رہو اور لڑو۔"

اگر دشمن کی صلاحیتوں کے متعلق کمانڈر کو یہ اندازہ ہو جائے کہ وہ اس کی صلاحیتوں سے کہیں زیادہ ہیں تو اُسے یہ ضرور فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ وہ اپنی کن صلاحیتوں سے دشمن کی کن صلاحیتوں کو تباہ کر سکتا ہے۔ نچلے درجے کی کمان کے خطرات بڑے درجے کے خطرات بن جاتے ہیں کیونکہ یہ تسلسل کی زنجیر ہے جو ایک سرے سے چل کر دوسرے تک پہنچتی ہے۔ عصرِ حاضر میں اس کی مثال یوں سمجھئے کہ سکواڈ کے خطرات ممکن حد تک پلٹن، پلٹن کے کمپنی، کمپنی کے بٹالین، بٹالین کے رجمنٹ، رجمنٹ کے ڈویژن، ڈویژن کے کور، کور کے فوج، فوج کے آرمی گروپ، آرمی گروپ کے تھیئٹر کمانڈر اور تھیئٹر کمانڈر کے اندرونی زون کے سربراہ مول لیتے ہیں۔ کئی ایک مثالیں موجود ہیں کہ کسی سینئر نے جونیئر کی ذمہ داریوں

Marfat.com

کو قبول کرنے سے انکار کر دیا یا اُسے کمان کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا لیکن اس سے کمان کی زنجیر کے تسلسل سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

سراغ رساں کو اپنے طور پر کوئی پیشین گوئی، فیصلے یا منصوبے نہیں بنانے چاہیئیں کیونکہ ایسا کرنا ان کے لئے از حد مُضر ہو گا کیونکہ عملہ، سُراغ رساں اور رسد وغیرہ کا انتظام کرنے والے محض کمانڈر کی اعانت کرتے ہیں۔ اُن کا خود کوئی وجود نہیں ہوتا بلکہ مجموعی طور پر اُن کے اذہان اس کے مرکزی ذہن کی تشکیل کرتے ہیں۔ وہ اُن کی مدد سے کمان چلاتا ہے۔

یہ ضروری ہے کہ کمانڈر اور اس کے مُخبروں کے درمیان باہمی احترام اور وفاداری ہو۔ اس کی عدم موجودگی میں یہ تعلق مناسب طور پر کام نہیں کر سکتا۔ یہ ضروری ہے کہ جاسُوس اپنے مقصد میں دیانت دار ہو اور اُسے اپنے کمانڈر کے ذہن کے مطابق ہی سوچنا چاہیئے جاسُوسی کمانڈر کے لئے ہوتی ہے اور اُسے اُسی طرح ہی کام کرنا چاہیئے کہ کمانڈر کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ ایک اچھے جاسُوس کو درج ذیل شرائط کو پورا کرنا چاہیئے۔

کامل وفاداری، ذہانت اور ذکاوت، سفر کا تجربہ، اُن ممالک کا پورا علم جہاں اُسے بھیجا جا رہا ہے، گرفتاری کے بعد جسمانی اذیّت برداشت کرنے کی قوّت تاکہ اپنی معلومات کا راز فاش نہ کر دے۔ سن تزو کا خیال ہے کہ روشن خیال حکمران اور قابل قدر جرنیل زیرک لوگوں کو ایجنٹ کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔ لڑائی میں خُفیہ اقدام لازم ہیں۔ ان پر فوج کی نقل و حرکت کا انحصار ہوتا ہے۔

کمانڈر کو اپنے مُخبروں سے ناممکن مطالبات نہیں کرنے چاہیئیں، بعینہ مُخبروں کو اپنے طور پر اپنے کمانڈر سے آزادانہ اپنے فرائض ادا نہیں کرنے چاہیئیں۔ سٹاف کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ کمانڈر کے ذہن کو سمجھے اور اس کے زاویہ نگاہ کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے پر صرف کر دے۔ کمانڈر کے زیادہ اہم شعبوں میں سُراغرسانی اور آپریشن و کارروائی شمار کئے جا سکتے ہیں۔ عملے اور رسد کی اہمیّت بھی اپنی جگہ مسلّمہ ہے

Marfat.com

لیکن اوّل الذکر کی نسبت یہاں فیصلے زیادہ دُور رس ہوتے ہیں اور لمحہ بہ لمحہ کمانڈر کی توجہ کے طالب نہیں ہوتے۔

سٹاف کو اُن اصطلاحات کا علم ہونا چاہیئے جو کمانڈر کے زیرِ استعمال ہوتی ہیں۔ اِس طرح سٹاف آفیسر اپنی انفرادی حیثیت میں اپنے کمانڈر کے ساتھ زیادہ مؤثر انداز سے کام کر سکتا ہے۔

کمان کی فوجی زنجیر میں ذمہّ داریوں کا یہ تقاضا ہے کہ کسی بھی فوجی آپریشن میں واقعات کے تسلسل میں بعض چیزیں ناگزیر ہوتی ہیں۔ اِن ناگزیر سے چشم پوشی مشکلات پیدا کرتی ہے کیونکہ اُن کو نظر انداز کرنے سے اُن کو وقوع پذیر ہونے سے تو نہیں روکا جا سکتا بلکہ وہ بار بار وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ اس لئے ناممکن سے اجتناب کرنا چاہیئے اور ناگزیر لوازمات کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ اس طرح مشکل سے اجتناب کیا جا سکتا ہے۔

یہ بات مقدّمے کے طور پر تسلیم کر لینی چاہیئے کہ مُخبر یقین کے ساتھ دشمن کے کسی اقدام کی پیشین گوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس سے پیشین گوئی، اندازے یا دشمن کے کسی ممکنہ اقدام کی ترجیح کی اُمید نہیں کی جانی چاہیئے۔ مزید برآں نتائج اخذ کرنے کے لئے اشارے اساس نہیں بننے چاہئیں بلکہ اشاروں کے شعبے میں حقیقت کے لئے تلاش میں شدّت پیدا کرنے کے اشارے کے طور پر اس کا استعمال ہونا چاہیئے۔

مختلف یُونٹوں کے عملے کو یہ باور کرانا چاہیئے کہ مبارزت کی جاسُوسی بنیادی طور پر دُشمن کی جائے پڑاؤ اور اس کی طاقت اور تعداد معلوم کر رہی ہے۔ اور یہی پوری کمان بلکہ ہر ایک کی خواہش ہونی چاہیئے۔ مُخبر سے اِس بات کی توقع نہیں کی جانی چاہیئے کہ وہ ایسے نتائج شائع کرے کہ دُشمن کیا کرنے والا ہے یا کسی بھی طرح اس کے کیا ارادے ہیں۔

ہر فوجی یونٹ کا، قطع نظر اُس کے سائز کے، ایک مشن ہوتا ہے۔ اُس کا ایک ہیڈ کوارٹر بھی ہوتا ہے۔ اپنے ذرائع کے ساتھ اس کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اس مشن کی تکمیل کرے

Marfat.com

جو اُسے سونپا گیا ہے۔

دشمن کی صورتِ حال کا فوجی یونٹ اور اس کے لڑنے والے مشن پر براہِ راست اثر ہوتا ہے۔ یونٹ کے کمانڈر کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے شاطرانہ مشن کے ذریعے دشمن کی قابلیّت کا تعیّن کرے اور یہ دیکھے کہ وہ کس طرح اس سے نبرد آزما ہو سکتا ہے۔ دشمن کی صورتِ حال کا فوجی یونٹ پر براہِ راست اثر ہوتا ہے۔ اس طرح اس کا اثر اس سے اعلیٰ ہیڈ کوارٹر پر بھی ہوتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے ماتحت یونٹوں کو فرائض اور ہتھیار وغیرہ سونپے۔ مزید برآں یہ بھی اہم ہے کہ یونٹ کا کمانڈر جس کے ذمّے شاطرانہ مشن ہے، اپنے مشن کی تکمیل کے لئے دشمن کی قابلیّت کا تعیّن کرے۔

دشمن کے متعلق معلومات جمع کرنے کے لئے دو لوازمات ازحد ضروری ہیں:۔

۱۔ دُشمن کا جائے مقام

۲۔ دُشمن کی طاقت، عمل اور سازوسامان

ان دونوں لوازمات کے ساتھ دشمن کی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے بغیر دشمن کے متعلق صلاحیتوں کا کچھ بھی تعیّن نہیں کیا جاسکتا۔ دشمن کی تقسیم و ترتیب اس کی صلاحیتوں کے تعیّن کرنے میں ممد نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ یہ تقسیم و ترتیب ارادی یا حادثاتی ہو جس سے اس کے اقدام کو سمجھنے میں غلطی لگے۔

جہاں تک کمانڈر کا تعلق ہے دشمن کے جائے مقام اور طاقت کے متعلق معلومات اہمیّت رکھتی ہیں۔ صلاحیتوں کا اندازہ انہی معلومات سے ہی ہوتا ہے۔ اُن کی روشنی میں وہ اپنے اقدامات کو ترتیب دے گا۔ ان کے بغیر وہ اندھیرے میں بھٹکتا رہے گا۔ انٹیلی جنس کو دشمن کے متعلق فائدے حاصل کرنے کے لئے منظم کیا جاتا ہے اس میں گھات وغیرہ لگانا شامل ہے۔ ان کے ذریعے دشمن کی عددی قوت، ہتھیاروں کی تعداد، جنگی منصوبوں اور راستوں کے انتخاب وغیرہ بہت سے اہم معاملات کی خبر حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس

Marfat.com

کے ذریعے محاذ پر ہی دشمن کے مزاج اور اقدامات کو سمجھنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ ایک دی گئی فارمیشن کو اقدامات کے سیکٹر یا زون میں سمجھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس کے دُور کے ریزرو کو بھی "مدنظر" رکھا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے دشمن کی معمولی سی معمولی حرکت پر بھی نظر رکھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دشمن کی آمدورفت کے راستوں کو بھی اپنے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اِن معلومات کی بنا پر دشمن کے منصوبوں کو ناکام بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جاسوس کی ارسال کردہ اطلاع کے درست ہونے کے بارے میں بھی دیکھنا پڑتا ہے۔

رُوس کو ۱۹۴۴ء کے اواخر میں جرمنی کے حملے کے منصوبوں اور وقت کی پہلے سے اطلاع مل گئی تھی۔ یہی اطلاع ایک معتبر دیرینہ ایجنٹ کے ذریعے بھی ایک ماہ پیشتر مل چکی تھی جسے ٹوکیو میں جرمن سفارت خانے کا اعتماد حاصل تھا۔[۸]

لیکن ان پیشگی اطلاعات کے باوجود جرمن حملے سے رُوسی مسلح افواج ششدر رہ گئیں۔ بعض دفعہ ایجنٹوں کی بھیجی گئی اطلاعات غلط بھی ثابت ہوتی ہیں یا ان میں ابہام بھی پایا جاتا ہے۔

سن تزو کے خیال میں[۹] پانچ قسم کے خُفیہ ایجنٹ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:-

۱۔ مُلکی

۲۔ اندرونی

۳۔ دوگانہ

۴۔ قابلِ صرف

۵۔ زندہ

جب یہ پانچ قسم کے ایجنٹ ایک ساتھ کام کر رہے ہوں اور کسی کو اُن کے طریقِ کار کی خبر نہ ہو تو اُنھیں "مقدس ریشمی لچھے" کہا جاتا ہے اور وہ حاکم کا خزینہ ہوتے ہیں۔

مُلکی ایجنٹ وہ ہوتے ہیں جو دُشمن مُلک سے ہوں لیکن انھیں ہم استعمال کریں۔

Marfat.com

اندرونی ایجنٹ دشمن کے وہ سرکاری ملازم ہیں جنہیں ہم استعمال کریں۔ دوگانہ ایجنٹ دشمن کے وہ جاسوس ہیں جنہیں ہم استعمال کریں۔ قابل صرف اپنے جاسوس ہیں جنہیں جان بوجھ کر من گھڑت معلومات دی جائیں۔ زندہ ایجنٹ وہ ہیں جو خبریں لے کر واپس آ ہیں۔

عصرِ حاضر میں جاسوسوں کی حسب ذیل اقسام تسلیم کی جاتی ہیں:۔

۱۔ قومی جاسوس

۲۔ اندرونی جاسوس یعنی خود دشمن کے افسر

۳۔ اسیرانِ جنگ

۴۔ مصنوعی جاسوس یعنی ایسے جاسوس جن کے ذریعے آپ غلط اطلاعات دشمن کو فراہم کریں گے۔

۵۔ دلیر جاسوس جو دشمن کے کیمپ تک پہنچ کر خبریں لاتے ہیں۔

مغرب میں اعلیٰ ترین فوجی ادارے ایسے طریقے معلوم کرنے کی کوشش میں ہیں جن کے ذریعے دشمن کے عزائم کا پتا چلایا جا سکے۔ کہا جاتا ہے کہ جرمنی کے نفسیات دانوں اور ریاضی دانوں نے ۱۹۴۴ء میں بلج کی لڑائی سے قبل ایسے طریقے وضع کر لئے تھے۔

عصرِ حاضر میں افواج کو انٹیلی جنس کے متعلق جو ہدایات دی جاتی ہیں ویسی ہی رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی افواج کو دیا کرتے تھے۔ آپؐ نے محکمہ جاسوسی کی بھی باقاعدہ ترتیب و تنظیم کی تھی اور آپؐ نے اپنی تمام مہمّات کے دوران میں اس محکمے کی خدمات سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ انہی خطوط پر آج بھی عمل کیا جاتا ہے۔ رُوس میں ایک مقبول دستور العمل میں رُوسی ایئر مینوں پر یہ زور دیا گیا کہ "وہ جنگ سے پہلے اور دوران میں، مارچ کرتے ہوئے اور آرام کرتے وقت قراولی کا باقاعدہ اہتمام کریں۔ انٹیلی جنس کمانڈر کی آنکھیں اور کان ہوتی ہے، اس کے بغیر ایک قدم بھی اُٹھانا ناممکن ہے"۔[۱]

چنانچہ قراولی شب و روز لگاتار سال بھر جاری رہنی چاہیئے اور کسی بھی لمحہ دشمن

95001

Marfat.com

کی طرف سے آنکھیں نہ موندھی جائیں۔ اس کے لئے وسائل کا بھرپور استعمال ہونا چاہیئے اس کے تین مقاصد ہونے چاہیئں یعنی

۱۔ دشمن کی صورتِ حال کی وضاحت

۲۔ جغرافیائی حالات کی وضاحت

۳۔ مقامی آبادی کے رویّوں کی وضاحت

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دشمن کے متعلق معلومات حاصل کیں اور اس کے لئے مختلف ذرائع اختیار کیئے۔ کبھی آپؐ طلایہ گرد دستے بھیجتے تو کبھی اسیرانِ جنگ سے یہ معلومات حاصل کرتے۔ طلایہ عموماً دو سے بیس افراد پر مشتمل ایک چھوٹی سی جماعت ہوتی تھی۔ طلایہ دستے دشمن کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے علاوہ پڑاؤ ڈالنے کے لئے مناسب جگہ تلاش کرتے اور پانی اور چارے وغیرہ کی جگہوں کا پتا چلاتے۔ ان دستوں کی دو اقسام تھیں:۔

۱۔ دوریات استطلاع: یہ دستے محض معلومات فراہم کرتے۔ نفری کے اعتبار سے یہ دستے بہت مختصر ہوتے تھے۔ یہ اپنی برق رفتاری کی وجہ سے مشہور تھے۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ جنگ میں ملوث نہ ہوں۔ سریہ سعدؓ اس کی مثال ہے جو آٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس نے قریش کی شام جانے والی تجارتی شاہراہ کو ان کے لئے پُرخطر اور دہشت ناک بنایا تھا۔ اس کی دوسری مثال سریہ عبداللہؓ بن جحش کی ہے۔ اتفاق سے یہ بھی آٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس نے مدینہ سے نخلہ تک ٹاسک فورس کے طور پر سفر کیا اور دشمن کی نقل وحرکت اور سرگرمیوں سے متعلق معلومات فراہم کیں۔

۲۔ دوریات قتال: یہ جنگی دستے ہوتے تھے۔ نفری کے اعتبار سے اس میں زیادہ افراد شامل ہوتے تھے۔ ان کا بنیادی مقصد معلومات حاصل کرنا ہوتا تھا لیکن ضرورت پڑنے پر لڑائی بھی کر لیتے تھے۔ اس کی مثال غزوہ ودّان کی

Marfat.com

ہے جس میں دو سو افراد نے شرکت کی۔

غزوۂ بدر کے وقوع پذیر ہونے سے قبل آپؐ نے پہلے ایک دستہ اس علاقے کی معلومات حاصل کرنے کی غرض سے بھیجا۔ اس کے بعد دو دستے مزید بھیجے تاکہ وہ اپنے طور پر اطلاعات فراہم کر سکیں۔ اسی طرح آپؐ نے ان دو قیدیوں سے بھی معلومات حاصل کیں جنہیں ایک طلایہ گرد دستہ گرفتار کر کے غزوہ بدر سے پہلے لے آیا تھا۔ ان سے مُفید معلومات ہاتھ آئیں۔ بدر کے میدان کا انتخاب بھی انہی معلومات سے اخذ کردہ تھا۔

ویگی ٹیئس (Vegetius) رقمطراز ہے: "خراب پانی ایک قسم کا زہر ہے اور وبائی مُصیبتوں کا باعث"۔ اگرچہ قدیم زمانے کے لوگ پانی کے جراثیم کی موجودگی سے واقف نہ ہوں لیکن ان کی فوجی صحت کے قواعد وضوابط میں قریب قریب جدید رُوح موجود ہے تمام حکام نہایت ہی احتیاط کے ساتھ کیمپ کے مقام کا انتخاب کرتے ہیں۔ واٹر لُو میں بارش نپولین کی شکست کا باعث بنی جب کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کی وجہ۔

ان سرایا اور غزوات کا مقصد نہایت احتیاط کے ساتھ دشمن کی حرکات وسکنات پر کڑی نظر رکھنا تھا۔ اس بیدار مغزی و دُور بینی کا یہ فائدہ ہُوا کہ کئی ایک دفعہ تو دشمن کسی بھی قسم کی پیش رفت سے پہلے ہی منتشر ہو جاتا۔ مجموعی طور پر ان کا فائدہ یہ ہُوا کہ مسلمانوں کو مدینہ کی شکل میں ایک عسکری مستقر میسّر آگیا جو ہر لحاظ سے قابلِ اعتماد تھا۔ وہاں سے افواج بھی روانہ ہوتیں اور وہ ایک پناہ گاہ کا کام بھی دیتا تھا۔ یہاں مُسلمان اپنے دین کے احکام کے مطابق اپنی عبادات کر سکتے اور دیگر علاقوں کو اپنے مبلّغین بھی روانہ کر سکتے۔ یہودیوں کی، جو دُشمن کے لئے جاسوسی بھی کرتے تھے، تطہیرِ معلومات کی بنا پر ہی ممکن ہو سکی۔ اب مدینہ کے اندر اور ارد گرد امن وامان قائم ہو گیا۔ ورنہ ہجرت اور فتح مکّہ کے درمیانی عرصے میں تو آئے روز شورشیں اور فسادات ہی سر اُٹھاتے رہتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ "چوکنّا رہنا ہی آزادی کی قیمت ہے"۔ اور مدینہ نے چوکس رہنے کا ثبوت دیا

Marfat.com

اور نتیجتہً مسلمان ایک فعّال قوّت بن کر سامنے آئے۔

آپؐ کے نظامِ جاسوسی کا ایک پہلو معاشی جاسوسی بھی تھا۔ آپؐ نے شام کو جانے والی قریش کی تجارتی شاہراہ کی ناکہ بندی کی۔ یہ راستہ کوئی اسّی میل کی ساحلی پٹی پر پھیلا ہُوا تھا اور آسانی سے مسلمانوں کی دسترس میں تھا۔ آپؐ نے حبس الطریق کا طریقہ اختیار کرکے گویا ان کی اقتصادی شہ رگ ہی کاٹ دی۔ اور جب قریش نے نجد والا راستہ اختیار کیا تو مسلمانوں نے اُسے بھی بند کر دیا۔ اس طرح قریش بے بس ہو گئے۔ ان علاقوں پر مسلمانوں کی ہیبت اور سطوت قائم ہو گئی اور قریش کا رُعب اور داب جاتا رہا۔ مہاجرینِ مکّہ نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد تجارت کو ہی اپنا پیشہ بنائے رکھا۔ مدینہ کے یہودی بھی تاجر تھے۔ ان کو یہ معاشی رقابت ایک آنکھ نہ بھائی۔ اُن کا تمام کاروبار عبرانی زبان میں ہوتا تھا جس سے دوسرے لوگ ناواقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے بہی کھاتوں میں اپنی مرضی سے تحریف کر لیتے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی۔

ان مذموم حرکات سے جب آپؐ کو آگاہی ہوئی تو آپؐ نے زیدؓ بن حارث کو عبرانی زبان سیکھنے کی ترغیب دی۔ انھوں نے جلد ہی اِس زبان پر عبور حاصل کر لیا۔ اس طرح یہودیوں کے معاشی راز حاصل کرنے میں خاطر خواہ پیش رفت ہوئی۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ زیدؓ بن حارث کے علاوہ کئی ایک دیگر افراد نے بھی اِس شعبے میں اُن کی تقلید کی ہوگی۔ مدینہ میں جو یہودی آباد تھے اُن کے قریش کے ساتھ گہرے روابط تھے۔ یہی یہودی قریش کو مسلمانوں کے متعلق خبریں بھی پہنچاتے تھے۔ لیکن اُن سے کہیں خطرناک منافقین تھے جو آپؐ کی مجالس میں بھی شریک ہوتے اور مختلف معاملات کے متعلق ٹھیک ٹھیک خبریں بھی حاصل کر لیتے۔ ان نامساعد حالات میں آپؐ نے جاسوسی کا ایک ایسا نظام قائم کیا جس سے جدید مُسلم افواج کی رہنمائی کے اشارے بھی ملتے ہیں۔ آپؐ نے مدینہ کے اندر اور باہر اپنے ایجنٹ تعیّنات کئے جو آپؐ کو مکّہ، نجد، طائف اور دوسرے مقامات کے حالات

Marfat.com

سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ انہی کی فراہم کردہ اطلاعات کی بنا پر یہ ممکن ہو سکا کہ جونہی کسی قبیلے نے مدینہ کے خلاف کوئی منصوبہ بنایا آپؐ کو اس کی خبر ہو جاتی۔ اس کے بعد آپؐ کوئی احتیاطی تدبیر اختیار کر لیتے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام سالاروں کو روانہ فرماتے وقت ہمیشہ تاکید کرتے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھیں۔ اُن کو یہ بھی ہدایت دی جاتی کہ وہ غیر معروف راستوں سے صرف رات کے وقت سفر کریں اور راہبروں کی خدمات بھی ضرور حاصل کریں۔ دشمن کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیئے جاسُوسوں کی خدمات حاصل کریں تاکہ اُن کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں ان کو دشمن کے مقابلے میں ممکنہ جوابی اقدامات کرنے میں آسانی ہو۔[۱۱]

ان طلایہ گرد دستوں کے ذریعے جو معلومات حاصل ہوتیں وہ شروع میں تو یقیناً ناکافی ہوتی تھیں۔ لیکن جوں جوں مدینہ کی ریاست کا اثر و رسوخ بڑھا تو دشمن کے قافلے کے لیئے بھی اسلامی ریاست کی حدود میں آنا ناممکن ہو گیا کیونکہ اس کا کنٹرول زیادہ موثر ہو گیا۔ لیکن ایسا صبر و تحمل اور مسلسل نگرانی کی بدولت ہی ممکن ہو سکا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاسُوسوں کو مراعات بھی دیتے تھے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جس طرح آج کل ریاستیں جاسُوسوں کو زیادہ مراعات اور زیادہ مشاہرے دیتی ہیں۔ سریہ جموم (ربیع الآخر ۶ھ) بنی سلیم کے خلاف بھیجا گیا تھا۔ جب زیدؓ بن حارث وہاں پہنچے تو حلیمہ نامی ایک عورت نے زیدؓ بن حارث کو بنی سلیم کے ایک مقام کی نشاندہی کی جہاں انہوں نے اپنے مویشی رکھے ہوئے تھے۔ زیدؓ بن حارث کو وہاں سے بہت سے اُونٹ، بکریاں اور قیدی ہاتھ لگے۔ اِن قیدیوں میں حلیمہ کا شوہر بھی شامل تھا۔ ان سب کو مدینہ لایا گیا۔ آپؐ نے حلیمہ کے شوہر کے ساتھ سب قیدیوں کو رہا کر دیا۔

آپؐ دشمن کے جاسُوسوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے۔ کوئی مُسلمان اگر مُسلمانوں کے

Marfat.com

رازکفارؒ کو پہنچاتا تو آپؐ سخت ناراض ہوتے۔ جیسے آپؐ نے فتح مکہؒ کے موقع پر حاطبؓ بن ملبتعہ کی اُن کی قریش کو اطلاع دینے کی کوشش پر سرزنش فرمائی تھی۔ لیکن غیر مُسلم جاسُوسوں کا معاملہ اِس سے مختلف تھا۔ غزوہ مصطلق (شعبان ۵ ھ) کے سفر کے دوران میں ایک جاسُوس مِلا جسے کفارؒ نے مخبری کے لئے مقرر کیا ہُوا تھا۔ عُمر فاروقؓ نے اُسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اِس طرح سریہ بشیرؓ ابن سعد انصاری (شوال ۷ ھ) غطفان اور حیان کے خلاف بھیجا گیا۔ دشمن منتشر ہو گیا۔ راستے میں عُیینہ کا جاسُوس ملا جسے قتل کر دیا گیا۔

عہدِ نبویؐ کے مصنوعی جاسُوسوں میں سے حجاجؓ بن علاط سلمی کا ذکر خارج از محل نہیں ہوگا۔ وہ صاحبِ ثروت تھے اور غزوہ خیبر کے زمانے میں مسلمان ہونے کے بعد اِس میں شریک بھی ہوئے تھے۔ اُن کے اہلِ خانہ اور اموال مکہؒ میں تھے۔ وہ آپؐ کی اجازت سے مکہؒ گئے اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔ مکہؒ میں جا کر انہوں نے قریش کو بتایا کہ "محمدؐ کو خیبر میں شکست ہو گئی ہے۔ ان کے ساتھی منتشر ہو گئے ہیں اور محمدؐ قید ہو گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے غنائم کو خرید لیں۔ اہلِ خیبر محمدؐ کو مکہؒ بھیج دیں گے۔"

اِس خبر سے اہلِ مکہؒ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی لیکن عباسؓ بن عبد المطلب پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے ابھی تک اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ حجاجؓ نے ان کو تنہائی میں اصلی صورتِ حال سے آگاہ کیا لیکن وعدہ لیا کہ تین روز تک کسی پر یہ ظاہر نہ کریں۔ حجاجؓ اپنے اموال اور اہلِ خانہ کو لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔ تین روز کے بعد عباس نے قریش کو آنحضرتؐ کی خیبر پر فتح وغیرہ سے آگاہ کیا تو کفارؒ متحیرؒ ہو گئے۔[۱۲]

مرثدؓ بن کنان بڑے بہادر پہلوان تھے۔ اُن کی عادت تھی کہ مدینہ سے چھُپ چھُپا کر مکہؒ آتے اور اُن مسلمان اسیروں میں سے، جن کو کفارؒ نے جرمِ اسلام میں گرفتار کیا ہُوا تھا، ایک قیدی کو نکال کر لے جاتے۔

بعض دفعہ کسی اہم شخص کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے بھی کسی جاسُوس کو

Marfat.com

بھیجا جاتا۔ جیسے مالک بن عوف نصری کے حالات کا پتا چلانے کے لئے جاسوسی کی خدمت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ کے سپرد کی گئی[۱۳]

محولہ بالا مباحث کا حاصل یہ نکلا کہ:۔

۱۔ اگر ہم دشمن کو بھٹکائیں گے تو وہ بھی ہمیں بھٹکا سکتا ہے۔

۲۔ دشمن کے جائے پڑاؤ اور طاقت کے متعلق لازمی معلومات کو انٹیلی جنس اور کونٹر انٹیلی جنس کی دُھند میں ختم نہیں کرنا چاہیئے۔

۳۔ دُشمن کے جائے پڑاؤ اور طاقت کے متعلق بہترین تعیّن وہ شخص کرے گا جو وہاں ہو کر آیا ہو اور اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ کر آیا ہو۔

۴۔ نشانیاں یا اظہارات ناقابلِ فہم ہوتے ہیں جو کہ اکثر و بیشتر تخیّل کی پیداوار ہوتے ہیں اور اُن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۵۔ جہاں تک جاسوسی کا تعلق ہے نشانیوں یا علامات کو غیر معتبر خیال کیا جانا چاہیئے۔

۶۔ دشمن کے متعلق جو نشانیاں یا علامات مل رہی ہیں ان کو محض بُلبُلے کی حیثیت حاصل ہونی چاہیئے تاکہ اُس علاقے میں دشمن کے جائے پڑاؤ اور طاقت کو یقینی بنایا جا سکے جہاں سے وہ آ رہی ہیں۔

۷۔ ہر مُخبر کو اپنے طور پر نشانیوں یا علامات سے ذرائع اور طریقے وضع کرنے چاہیئں تاکہ دُشمن کے جائے پڑاؤ اور طاقت کا اندازہ ہو سکے۔

حوالہ جات

۱۔ فنِ سپہ گری، ص ۹۶، سن ندارد

۲۔ Rowen, Rechard; The Story of Secret Service, P. 4.

Marfat.com

۳- Quoted in: How Russia Makes War, P. 261, Reymond L. Garthoff.

۴- Churchill, The Hinge of Fate, P. 494 (Quoted in: How Russia Makes War, P. 259).

۵- Eisenhower, Dwight D; Crusades in Europe, P. 341, New York, 1948.

۶- Bradley, Omar N; A Soldier's Story, P. 464, New York, 1951.

۷- فنِ سپہ گری، ص ۹۹-۱۰۰، سن تزو

۸- Quoted in : How Russia Makes War, P. 260.

۹- فنِ سپہ گری، ص ۹۶-۹۷، سن تزو

۱۰- <u>*Nochnye Deistviia Aviatsii*</u> ("Night Air Operations"), Moscow, 1942, P. 38. Quoted in : How Russia Makes War, P. 262.

۱۱- ابنِ سعد، جلد دوم، ص ۱۰، ۳۲، ۵۱، ۸۹، ۱۲۸، ۱۳۲-۱۳۱، ۱۹۰۔ تاریخ طبری،
جلد دوم، ص ۴۱۰، ۴۶۲، سوم ص ۲۲، ۳۶-۳۷، ۳۲-۱۳۱، ۱۸۵-۱۸۴۔

۱۲- ابنِ ہشام، جلد دوم، ص ۶۱۰-۶۱۲؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۳۶۵۔

۳- اُسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۴۱

Marfat.com

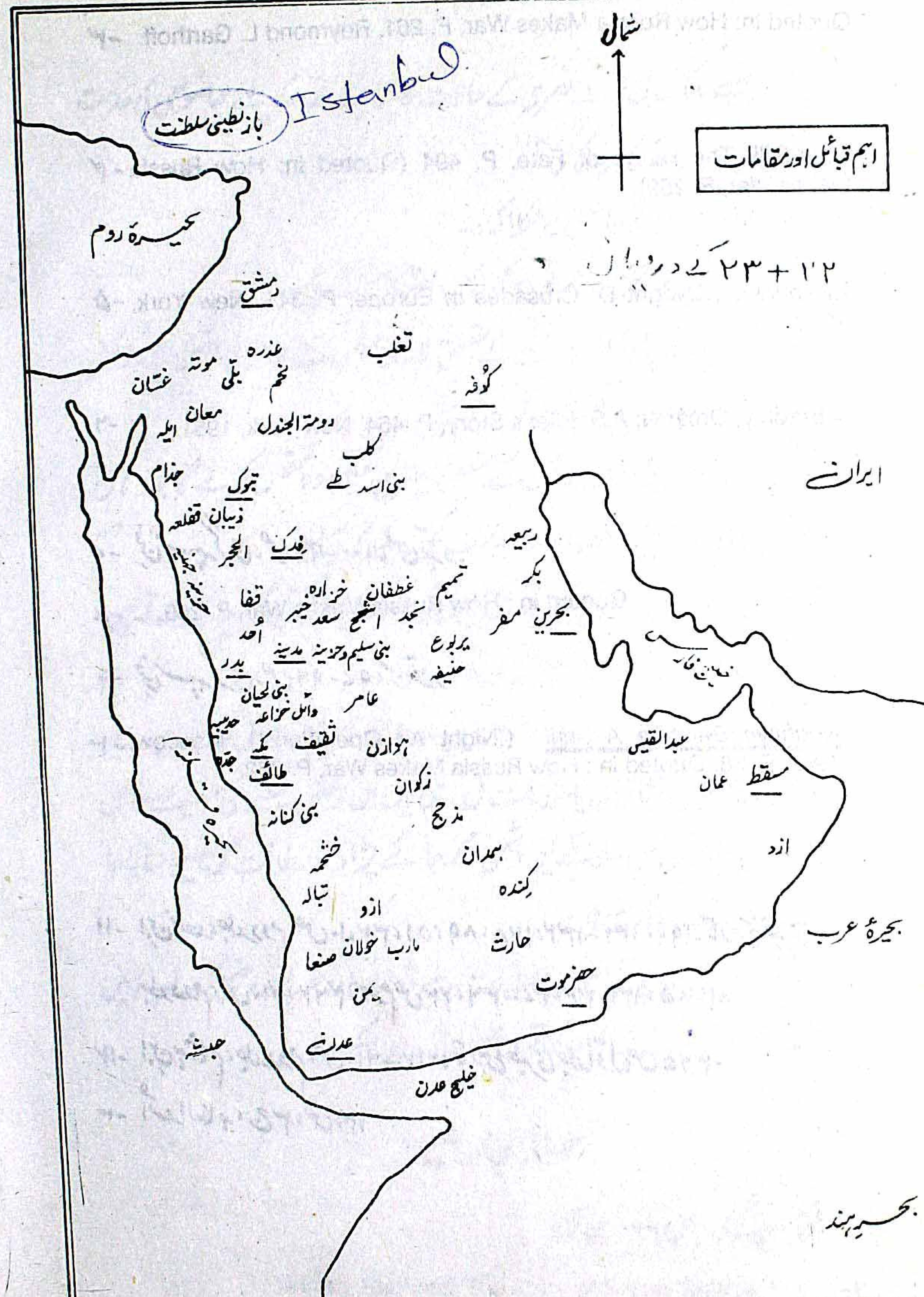

شمال
اہم قبائل اور مقامات
بازنطینی سلطنت
Istanbul
بحیرۂ روم
دمشق
تغلب
عذرہ
موتہ
بلی
لخم
غسان
معان
ایلہ
دومۃ الجندل
کوفہ
کلب
بنی اسد
طے
جذام
تبوک
ذبیان
قضاعہ
فدک
الحجر
ایران
ربیعہ
بکر
تمیم
غطفان
نجد
اشجع
سعد
خیبر
احد
بحرین
مضر
یربوع
بنی سلیم و مزینہ
مدینہ
بدر
حنیفہ
بنی لحیان
عامر
وائل
خزاعہ
حدیبیہ
ثقیف
ہوازن
مکہ
جدہ
طائف
ذکوان
عبدالقیس
مسقط
عمان
بنی کنانہ
مذحج
خثعم
ہمدان
ازد
کندہ
تبالہ
ازد
بحیرۂ عرب
حارث
مارب
خولان
صنعا
حضرموت
یمن
عدن
حبشہ
خلیج عدن
بحیرۂ ہند

Marfat.com

ہجرت اور اذنِ جہاد

ابنِ سعد نے یزید بن رومان کی روایت نقل کی ہے کہ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نبوّت کے پہلے تین برس مکّہ میں خُفیہ طور پر تبلیغ کرتے رہے۔ چوتھے برس آپؐ نے دعوتِ اسلام کا برملا اعلان فرمایا۔ دسویں برس آپؐ نے زائرینِ حرم کو عُکّاظ، مجنّہ اور ذی المجاز میں جا کر خطاب کرنا شروع کیا۔ مگر کسی نے بھی آپؐ کی تعلیمات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ لیکن آپؐ نے ہمّت نہ ہاری۔ بالآخر آپؐ کی کوششیں رنگ لائیں۔ نبوّت کے دسویں برس حج کے دنوں میں مدینہ سے خزرج کا ایک قافلہ مکّہ آیا۔ آپؐ بھی حسبِ معمول تبلیغ کے لئے پھرتے پھراتے مقامِ عقبہ[۲] کے پاس پہنچے تو آپؐ کو چند سعید رُوحیں نظر آئیں۔ آپؐ نے انہیں قرآنِ حکیم پڑھ کر سُنایا۔ اللہ تعالیٰ عزّ و جل شانہٗ کی عظمت و جلال کا تذکرہ کیا اور بُتوں سے اُن کو نفرت دلائی۔ الغرض یہ چھ افراد[۳] مشرّف بہ اسلام ہوئے۔ اپنے دامنوں میں ایمان کی دولت بھر کر جب یہ افراد یثرب لوٹے تو اسلام کے سچّے مُنادی بن گئے۔ آئندہ سال یعنی گیارہ نبوی بمطابق ۶۲۱ء اہلِ یثرب پھر حج کے لئے مکّہ آئے۔ ان کی تعداد بارہ تھی[۴] جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ اِس بیعت کو بیعت النساء بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ بیعت جہاد فرض ہونے سے قبل ہوئی تھی۔ دُنیوی جاہ و جلال کا بھی نام و نشان نہیں اور سیف و سنان کی ہیبت و جبروت کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اگلے برس یعنی ۱۲ نبوی بمطابق ۶۲۲ء اہلِ یثرب کے بہتّر افراد[۵] عقبہ کے مقام پر ایّامِ تشریق کی ۱۲ ذی الحجہ کی شب کے پردہ سکوت میں آپؐ سے ملے۔ بیعت کی ساری کارروائی رات کے گہرے سکوت میں عقبہ کی گھاٹی میں اختتام کو پہنچی۔ آپؐ نے اگرچہ

Marfat.com

رازداری کا اہتمام بھی کیا تھا لیکن پھر بھی کسی نہ کسی طرح قریش کو خبر ہو چکی تھی کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ علی الصّبح قریش کے اشراف اہلِ یثرب کے سربرآوردہ اصحاب سے ملے اور کہا کہ ہم تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے لیکن تم نے ہمارے خلاف محمدؐ سے جنگ کا معاہدہ کیوں کیا ہے۔ عبداللہ بن اُبیؔ (جو یثرب کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا تھا) نے جواب دیا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے اور میرے حکم کے بغیر میری قوم ایسا نہیں کر سکتی۔ چونکہ اہلِ مکہؔ کا رُوئے سُخن صرف یثرب کے مُشرکین سے تھا اس لئے مسلمان خاموش رہے۔ قریش چلے گئے لیکن جاتے جاتے یہ دھمکی دے گئے کہ تم نے ہمیں اور اہلِ عرب کو لڑانے کی کوشش کی تو ہم سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔

بیعت کرنے والے صبحدم یثرب کو سُدھارے۔ وہ آپؐ کی دی گئیں ہدایات کے مطابق اپنی راہ بدل بدل کر سفر کر رہے تھے تاکہ تعاقب کی صُورت میں قریش کے ہتھے نہ چڑھ جائیں۔ اُن کے مکہؔ سے جانے کے تین روز بعد قریش کو علم ہُوا کہ محمدؐ اور یثرب کے کچھ افراد کے مابین ایک معاہدہ حرب طے پا چکا ہے۔ اب قریش نے اُن کا تعاقب کیا لیکن قریش کے سُریع السیر سوار بھی اُن کو نہ پکڑ سکے کیونکہ اہلِ یثرب راہ بدل بدل کر سفر کر رہے تھے۔ سُوءِ اتفاق سے سعدؓ بن عبادہ قریش کے ہاتھ لگ گئے، اُن پر خوب مار پڑی۔ قریش نے اُنہیں مکہؔ میں زنداں میں ڈال دیا۔ آخر کار جُبیر بن مطعم اور حارث بن اُمیہ نے اُن کو رہائی دلوائی کہ اِن دونوں کے ساتھ اُن کی شناسائی تھی۔

جب قریش کے مظالم اَن گنت ہو گئے تو آپؐ نے عام مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حُکم دے دیا۔ اس پر مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ مکہؔ سے نکلتے اور مدینہ کی راہ لیتے۔ خود آپؐ پر اتنے مظالم ڈھائے گئے کہ آپؐ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ "اِس راہ میں مجھ کو اِتنا ستایا گیا جتنا کسی دوسرے نبی کو نہیں ستایا گیا"۔ عام مُسلمانوں کی اس نقلِ مکانی میں بے حد احتیاط برتی گئی لیکن چند روز کے بعد ہی قریش کو علم ہو گیا کہ مُسلمان مکہؔ چھوڑ کر

ارہے ہیں۔ مسلمان اتنی تعداد میں مکّہ چھوڑ گئے کہ مکّہ ویران ہو گیا۔ اب قریش کو ہر لحظہ یہ خطرہ ہتا تھا کہ کہیں آپؐ بھی مکّہ چھوڑ کر نہ چلے جائیں اس لئے انہوں نے آپؐ کی نگرانی شروع کر دی۔ اُن کے چیدہ چیدہ سرداروں نے دارلندوہ[۸] میں آپؐ کے خلاف ایک گھناؤنی سازش تیار کی۔ انہوں نے طے کیا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک نوجوان منتخب کر کے یکبارگی آپؐ پر حملہ کیا جائے کیونکہ بنی عبد مناف ساری قوم سے لڑائی کا خطرہ مول نہ لے سکیں گے اس طرح یہ سب کی مشترکہ ذمّہ داری ہو گی اور سب مل کر خون بہا ادا کریں گے[۹]۔ بقول مولانا سیّد ابوالحسن ندوی اس طرح "اجتماعی جرم" کا منصوبہ طے کیا گیا[۱۰]۔ آپؐ کے قتل کا منصوبہ مکمل طور پر مخفی رکھا گیا۔ اسی معاملہ کی طرف ہی ارشادِ ربّانی ہوتا ہے[۱۱] وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ "وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں۔ وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ کی چال سب سے بڑھ کر ہوتی ہے"۔

دارلندوہ میں ہونے والی اس سازش کے متعلق آپؐ کو آپؐ کی ایک پھوپھی نے آکر آگاہ کر دیا جنہوں نے اس سازش کے متعلق اپنے خاوند سے سُنا تھا[۱۲]۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مکّے سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کی اجازت دے دی اور فرمایا[۱۳]:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ "اور دُعا کرو کہ پروردگار مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے"۔

آپؐ نے ہجرت کے معاملے میں بھی مکمّل رازداری سے کام لیا۔ موسم گرما کی ایک دوپہر آپؐ ابوبکر صدیقؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ اُن کے ہاں عموماً صبح یا شام کے وقت

Marfat.com

تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ کی رہائش گاہ مکہ میں جمع کے علاقے میں واقع تھی۔ آپؐ نے اپنے سر کو ڈھانپ رکھا تھا۔ آپؐ نے سب سے پہلے اُن سے فرمایا کہ جو لوگ تمہارے پاس ہیں تم انہیں میرے پاس سے ہٹا دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ صرف میری بیٹیاں ہیں۔ اس پر آپؐ نے اُن کو ہجرت کے حکم سے آگاہ فرمایا[14]۔ ابوبکر صدیقؓ کو اپنے منصوبے کی تفصیلات سے آگاہ فرمانے کے بعد آپؐ واپس گھر تشریف لائے اور علیؓ پر اس راز کو منکشف کیا اور لوگوں کی امانتیں اُن کو لوٹانے کے لئے اُن کے سپرد کیں۔ آپؐ نے علیؓ کو اپنے بستر پر اپنی سبز حضرموتی چادر اُوڑھا کر لٹا دیا۔ رات بھیگی تو آپؐ سورۃ یٰسین کی آیت وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ٥ تلاوت فرماتے ہوئے گھر سے نکلے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا کو بھی زیادہ کر کے پڑھا تھا۔ آپؐ نے مُشت بھر خاک پہرہ دار اشخاص پر پھینک دی جو گہری نیند سو رہے تھے۔ آپؐ اُن کے سامنے سے گزر گئے اور کسی کو نظر نہ آئے[15]۔ جن مشرکین نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا اُن کے نام درج ذیل ہیں[16]۔

ابوجہل، ابولہب، اُمیہ بن خلف، اُبی بن خلف، عُقبہ بن ابی معیط، نضر بن الحارث، زمعہ بن الاسود، حکم بن العاص، طعمیہ بن عدی، نبیہ بن حجاج، منبہ بن حجاج، ابن الغیطلہ۔

صُبح کاذب کے وقت قریش بسترِ رسولؐ پر علیؓ کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ انہوں نے محسوس کر لیا کہ اُن کو بے وقوف بنایا گیا ہے۔ انہوں نے علیؓ سے آپؐ کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے جواب دیا: اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنے رسول کا حال زیادہ جانتا ہے۔ انہوں نے علیؓ کو مارا پیٹا اور پھر کچھ دیر محبوس رکھنے کے بعد چھوڑ دیا۔ اب انہوں نے علیؓ پر وقت ضائع کرنے کی بجائے

Marfat.com

اپنے اصلی ہدف کو تلاش کرنے پر توجہ دی۔ اِس وقت ماہ صفر کا چاند مشرقی پہاڑیوں پر بلند ہو رہا تھا۔ جُوں جُوں روشنی بڑھ رہی تھی یہ زرد ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اب قریش نے سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ کے گھر کا رُخ کیا۔ وہاں ابوجہل نے اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ سے وہی سوال دُہرایا تو انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ ابوجہل نے اسماءؓ کو خوفزدہ کرنے کے لئے اِس زور سے طمانچہ مارا کہ اُن کے آویزے ٹوٹ کر گر پڑے[۱۷]۔ لیکن قریش کی تمام کوششیں بے سُود رہیں۔ سیّد مناظر احسن گیلانی کے الفاظ میں "بہرحال قریش کا آخری منصوبہ اُسی خاک میں مل گیا جو اُن کے سروں پر پڑی تھی۔" "مکی" زندگی ختم ہو گئی۔ اس زندگی میں جو کچھ دکھانا تھا، جن باتوں کا تجربہ کرنا تھا، جس کی گواہیاں مہیّا کرنی تھیں، سب کام پورا ہو گیا۔ بڑے صبر، بڑے سکون، انتہائی ثبات، کامل استقامت سے پورا ہوا[۱۸]۔

آپؐ اپنے گھر سے نکلے اور ابوبکر صدیقؓ کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ اُن کو ساتھ لے کر آپؐ تاریکی میں چل پڑے۔ مکہ کی نشیبی جانب محلہ مسفلہ سے جنوب کی طرف تین میل کی مسافت پر جبلِ ثور ہے جس کی بلندی تقریباً ایک میل ہے۔ اس کی چڑھائی سخت تھی اور راستہ بالکل سنگین اور نُکیلے پتھروں سے ناہموار تھا۔ آپؐ اِس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ ہر شخص جو سُنے گا کہ محمدؐ مکہ سے چلے گئے وہ یہی سمجھے گا کہ محمدؐ مدینہ ہی کے راستہ میں ہوں گے اس لئے وہ شمال کی طرف ہی دوڑے گا۔ چنانچہ آپؐ نے ایسا نقشہ بنایا کہ تعاقب کرنے والوں کے حصے میں ناکامی کے سوا کچھ نہ آئے۔ بالآخر آپؐ غارِ ثور پر پہنچے۔ غار کی طرف روانہ ہوتے ہوئے ابوبکر صدیقؓ کا اضطراب اور شیفتگی دیدنی تھی۔ وہ کبھی آپؐ سے آگے رہتے اور کبھی پیچھے چلنے لگتے، کبھی دائیں ہو جاتے اور کبھی بائیں۔ اور ایک موقع پر تو انہوں نے حضورؐ کو اپنے کاندھوں پر اُٹھا لیا۔ اُن کے پاؤں تلے نوکیلے سنگ ریزے اُن کی رفتار میں رکاوٹ کا باعث بھی بنتے۔ آپؐ نے بھی اُن کے اضطراب کو محسوس کیا اور وجہ دریافت کی کہ کبھی تم میرے پیچھے چلتے ہو اور کبھی آگے؟ انہوں نے عرض کی

Marfat.com

کہ یا رسول اللہ! مجھے تعاقب کا خیال آتا ہے تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں، پھر گھات کا خطرہ ہوتا ہے تو آگے آجاتا ہوں [19]۔ مختلف نشیب و فراز طے کرتے ہوئے وہ غارِ ثور پہنچتے ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ پہلے خود غار کے اندر گئے تاکہ کوئی آفت اور تکلیف حضورؐ کو نہ پہنچے کیونکہ حشرات الارض اُس غار میں رہا کرتے تھے۔ اُسے صاف کیا اور درزوں کو پتھروں یا کپڑوں سے بند کرنے کے بعد آپؐ کو اندر بلایا۔

آپؐ کی ہجرت کے ساتھ ہی ہر طرف شور و غوغا پیدا ہوگیا۔ قریش کی حسرتوں کا خون ہوگیا۔ انہوں نے آپؐ کی گرفتاری کے لئے سو اُونٹوں کے انعام کا اعلان کیا۔ یہ ایک خطیر انعام تھا کیونکہ ایک بدّو خاندان بیس اُونٹوں پر بخوبی گزارہ کرسکتا ہے۔ اِس طرح انعام کی یہ رقم پانچ بدّوی خاندانوں کی بخوبی گذر اوقات کے لئے کافی تھی۔ اِس لئے مسلّح لوگ پاپیادہ، شتر سوار اور اسپ سوار آپؐ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ افراد آپؐ کی تلاش میں غار کے دہانے پر بھی پہنچ گئے۔ ابوبکر صدیقؓ گھبرائے تو آپؐ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [20] یعنی غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آپؐ نے جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی راتیں غارِ ثور میں گزاریں۔ رات کی تاریکی میں اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ گھر سے کھانا دے جاتیں۔ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما شب بسری غار میں ہی کرتے اور سحر کے وقت واپس مکہ میں پہنچ جاتے۔ کسی کو شبہ بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ گھر سے باہر رہے ہوں۔ اُس وقت اُن کا عنفوانِ شباب تھا اور وہ ایک زیرک نوجوان تھے۔ وہ دن بھر قریش کے درمیان ملے جلے رہتے تھے تاکہ حضورؐ کے بارے میں قریش کی ریشہ دوانیوں اور منصوبہ بندیوں کا پتا چل سکے۔ رات کو وہ حضورؐ کو اُن سے باخبر کرتے۔

عامرؓ بن فُہیرہ [21] ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے۔ وہ دن بھر بکریاں چراتے اور دن ڈھلے انہیں غارِ ثور کے قریب لے جاتے تاکہ آپؐ اور ابوبکر صدیقؓ شکم سیر ہو کر دودھ پی سکیں [22]۔ بکریوں کے آنے سے عبداللہؓ اور اسماءؓ کے نقشِ قدم بھی مٹ جاتے تھے اور کسی کو یہ شبہ بھی

Marfat.com

نہیں ہو سکتا تھا کہ یہاں سے کسی کا گزر ہوا ہے۔[۲۳] اس اثناء میں قریشِ مکہ نے محمدؐ اور ابوبکر صدیقؓ کی سراغ رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھا۔ انہیں یہ خدشہ تھا کہ آپؐ بخیریت یثرب پہنچ گئے تو مستقبل میں ہمارے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ تین دن کے بعد اُن کی تگ و دو سُست پڑ گئی۔

پیر کی شب (دوشنبہ یکم ربیع الاوّل ۱۳ بعثت بمطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء) آپؐ اور ابوبکر صدیقؓ کے لئے ابوبکر صدیقؓ کے گھر سے دو اُونٹنیاں آ گئیں۔ ساتھ ہی عامرؓ بن فہیرہ اور عبداللہ[۲۴] بن اریقط بھی تھے۔ ابوبکر صدیقؓ نے وقتِ روانگی اپنی اندوختہ رقم، جو تخمیناً چھ ہزار درہم تھی، ساتھ لے لی۔[۲۵] عبداللہؓ بن اریقط کو بطور بدرقہ ساتھ لیا گیا۔ اُس کا تعلق بنی وائل بن بکر سے تھا۔ ابوبکر صدیقؓ نے اُسے اُجرت پر طے کر لیا تھا کہ کسی غیر آباد راستہ سے وہ مدینہ پہنچا دے۔

آپؐ اُس اُونٹ پر، جس کا نام جدعا یا قصواء تھا، سوار ہوئے اور ابوبکر صدیقؓ کو اپنا ردیف بنایا۔ اب چار افراد کا یہ تاریخی قافلہ ریگستانوں کے اُونچے نیچے ٹیلوں، کالے بھورے اور لال رنگ کے پہاڑوں، پتھروں سے بھری ہوئی وادیوں اور خاردار ببول کی جھاڑیوں میں سے تیزی سے گزرتا ہُوا مکہ کے جنوبی حصّے کی طرف چلا۔ صرف وہ راستہ اختیار کیا گیا جو وادیوں اور گھاٹیوں سے گزرتا ہے۔ یہ راستہ لاوا کے سیاہ پتھروں سے اَٹا ہُوا ہے۔ یہ راستہ غیر معروف بھی تھا اور دُشوار گزار بھی۔ بدرقہ اپنے اُونٹ پر بیٹھ کر راستہ دکھلانے کے لئے آگے آگے چلا۔ وہ قافلے کو لے کر سمندر کے کنارے کنارے عُسفان کے نیچے سے نکلا، پھر اَمج کے نیچے سے گزرا۔ یہاں سے بڑھ کر قدید گزر جانے کے بعد اب وہ پھر اُن کو عام راستے کے قریب لے آیا۔ پھر خرّار ہوتا ہُوا مرّہ کے درّہ پر سے گزرا۔ پھر لقفا پہنچا۔ یہاں سے ہوتا ہُوا مدلجہ مجاج جا پہنچا جسے حجّاج بھی کہتے ہیں۔ آگے مرجح ذی العفوین (جسے ذی العصوین بھی کہتے ہیں) سے

Marfat.com

وادی ذی کشہ جداجد اور الاجرد ہوتے ہوئے ذی سلم کے مقام اعدا ہیں سے مدلجۃ تعہن، وہاں سے العبابید، آگے الفاجہ العرج کی طرف اُترا۔ اس کے بعد رکوبہ کی داہنے جانب غابر نام چشمہ پر سے گزر کر بطن ریم کے سامنے سے ہوتا ہوا دوپہر سے قبل مدینہ میں عمرو بن عوف کے مکانات کو آگیا۔ آپؐ نے ان کے یہاں صرف دو روز قیام کیا۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مکہ سے مدینہ کے چار راستے تھے :۔

طریقِ مشرقی، طریقِ سلطانی، طریقِ الفرع اور طریقِ جبل الغائر یا جبل العائر۔

آخری راستہ مسافت میں سب سے کم مگر سب سے زیادہ مشکل تھا اور آپؐ نے اُسے ہی اختیار کیا تھا۔ اس سفر میں درج ذیل منزلیں آئیں :۔ خرار، ثنیۃ المرہ، الفف، مدلجہ، مرجع، حدائد، اذاخر، رابغ، ذاسلم، عثانیہ، قاحہ، عروج، جداوث، رکوبہ، عقیق، جثجاثہ۔

جب یہ مختصر سا قافلہ رابغ کے موجودہ قلعہ اور ساحل بحر کے درمیانی میدان سے گزر رہا تھا تب سُراقہ بن جعشم نے اس کا تعاقب کیا۔ وہ قریش کے اعلان کردہ انعام کے لالچ میں مکہ سے اپنی عوز نامی گھوڑی پر نکلا تھا۔ عرب مختلف علوم کے ماہر تھے جن میں سے ایک علمِ قیافہ بھی ہے۔ سُراقہ بھی ماہرِ قیافہ تھا۔ وہ مختلف قسم کے مِٹے اور اَن مِٹے نشانات کے سہارے آپؐ تک پہنچ گیا۔ سُراقہ نزدیک پہنچا تو اُس کی گھوڑی کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ حضورؐ نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا : اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّہٗ بِمَا شِئْتَ یعنی "اے اللہ! اس کے شر سے جس طرح تو چاہے محفوظ رکھ"۔ چنانچہ تینوں بار اُس کی گھوڑی کے پاؤں زمین میں دھنس گئے تو اُس نے آپؐ سے امان طلب کی۔ آپؐ کے ارشاد پر عامرؓ بن فہیرہ نے اُسے چمڑے پر امان نامہ لکھ کر دیا۔ آپؐ نے سُراقہ کو مخاطب کر کے فرمایا: "وہ بھی کیا وقت ہوگا جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے"۔ چند ہی سال کے بعد عمرِ فاروقؓ کے دورِ خلافت میں شاہِ ایران کے کنگن، اُس کا کمر پٹہ اور اس کا تاج مدینہ میں لایا گیا تو انہوں

Marfat.com

نے سُراقہ کو بُلایا اور یہ چیزیں اُن کو دیں اور کنگن اُن کو پہنا کر کہا کہ ہاتھ اُٹھاؤ اور کہو "تعریف ہے اُس خدا کی جس نے یہ چیزیں اُس کسریٰ بن ہرمز سے چھین لیں جو کہتا تھا کہ میں لوگوں کا ربّ ہوں اور انہیں بنو مدلج کے ایک بدّو سُراقہ کو پہنا دیا۔"[26] ذیقعدہ ۸ھ کے بعد جب آپؐ حُنین اور اوطاس کی کامیابیوں کے بعد واپس آتے ہُوئے مقام جعرانہ میں ٹھہرے تو سُراقہ وہاں آکر آپؐ سے ملے اور وہ امان نامہ دکھا کر تعارف کرایا تو آپؐ نے فرمایا: "آج ایفائے عہد اور نیکی کا دن ہے"۔ سُراقہ اُسی وقت مشرّف بہ اسلام ہو گئے۔ ہجرت کے سفر کے دوران تعاقب کے موقع پر جب سُراقہ کو امان نامہ مل گیا تو اُس نے بتایا کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کو شہید کرنے کے لئے بیش بہا انعام مقرّر کر رکھا ہے۔ اُس نے آپؐ کو زادِ راہ پیش کی جسے آپؐ نے قبول نہ کیا۔ البتّہ اسے یہ ضرور کہا کہ ہمارا معاملہ لوگوں سے مخفی رکھنا اور اُن کو ہمارے متعلق اطلاع نہ دینا۔[27] چنانچہ سُراقہ کو جو شخص بھی آپؐ کے تعاقب میں ملتا وہ اُسے واپس کر دیتا اور کہتا کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں، مَیں دیکھ آیا ہوں۔[28]

اِسی سفر میں ایک اور مقام پر بُریدہ بن الحصیب اسلمی سے بھی مُٹھ بھیڑ ہو گئی جو اپنے ستّر ساتھیوں سمیت آپؐ کی تلاش میں نکلا ہوا تھا۔ آپؐ سے گفتگو کے بعد اس کے دل پر اتنا اثر ہُوا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت حلقہ بگوش اسلام ہُوا۔ مکّہ سے لے کر مدینہ تک کے سفر میں اِس درجہ احتیاط اور منصوبہ بندی سے کام لیا گیا کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ابوبکر صدیقؓ بہت سے تجارتی سفر کر چکے تھے اس لئے تجارتی شاہراہوں کے اطراف کے بہت سے لوگ انہیں پہچانتے تھے۔ لہٰذا جب بھی کسی قوم پر اُن کا گزر ہوتا، لوگ دریافت کرتے اے ابوبکرؓ یہ تمہارے آگے کون ہے؟ تو وہ برجستہ جواب دیتے ھٰذا الرجل یھدینی السبیل یعنی یہ وہ ہستی ہے جو مجھے راہ دکھلاتی ہے۔[29] ابوبکر صدّیقؓ کے ذہن میں اس کا مفہوم یہ تھا کہ آپؐ میرے مُرشد طریق ہیں۔ آپؐ

Marfat.com

ہی نے مجھے ہدایت کا راستہ دکھایا اور صراطِ مستقیم پر لگایا۔ جواب سُننے والے یہ سمجھتے کہ ابوبکرؓ نے سفر کے لئے کسی دلیلِ راہ (گائیڈ) کی خدمات مستعار لے رکھی ہیں۔

اس طرح یہ مختصر سا قافلہ جُھلسا دینے والی دُھوپ اور بے آب وگیاہ ریگ زار سے صبر وایمان کے سہارے سات روز برابر سفر کرتا بڑھتا چلا جاتا ہے۔ راستے میں نہ کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ ہی کوئی نخلستان۔ البتہ دن کی نسبت رات کو سفر آسان رہتا ہے۔ بالآخر منزل آسان ہوتی ہے اور آپؐ قبا پہنچتے ہیں جو یثرب کے جنوب میں دو میل کے فاصلے پر ایک خوب صورت بستی تھی۔ یہاں آپؐ نے چند روز (سوموار، منگل، بُدھ اور جمعرات) قیام کیا۔[۳۰] یہیں علیؓ بھی آپؐ کے ساتھ آملے۔ آپؐ کی اگلی منزل یثرب تھی جہاں آپؐ کا ورودِ مسعود جمعہ ۱۲ ربیع الاوّل بمطابق ۲ جولائی ۶۲۲ء کی صُبح ہُوا۔[۳۱]

مولانا ابوالکلام آزاد ہجرتِ نبویؐ کو فتح مدینہ سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ یہ میدانِ جنگ کی فتح سے بھی بڑھ کر دلوں کی آبادیوں اور رُوحوں کی اقلیموں کی فتح ہے اور اس فتح سے میدانِ جنگ کی فتح بندیاں بھی حاصل ہوتی ہیں۔ یثرب کی پوری آبادی اُس کے سامنے جُھک جاتی ہے اور ایمان کے ایسے جوش اور عشق واطاعت کی ایسی خود فروشیوں کے ساتھ اُس کے استقبال کے لئے تیار ہو جاتی ہے جو تاریخِ عالم کے کسی بڑے سے بڑے فاتح اور شہنشاہ کو بھی میسّر نہ آئی ہوگی"۔[۳۲] ہجرت نے مسلمانوں کو ایک اُمّت کا درجہ دیا اور اُن کو ظالموں کے خلاف تلوار اُٹھانے کی اجازت دی۔ قرآن حکیم نے واضح طور پر جہاد کا مقصد بھی بیان فرما دیا یعنی امن وانصاف کا تحفّظ۔ اسلامی ریاست کا سیاسی، معاشرتی، معاشی اور عسکری اساس کی وضاحت قرآن حکیم کی کئی ایک آیات میں کی گئی ہے۔[۳۳] جہاد فی سبیل اللہ ظالموں کے ہاتھوں سے مظلُوموں کی نجات ہے۔ اسلامی ریاست کو دُنیا سے 'جہالت' کا خاتمہ کرنا اور تمام مُنکرانہ اقوال وافعال کے بُتوں کو پاش پاش کرنا تھا۔ اور ایسا جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے ہی ممکن ہے جس میں کسی بھی قسم کی ذاتی اغراض کارفرما

Marfat.com

نہیں ہوتیں اور نہ ہی اس کی تہ میں جُوع الارض، قومی مفادات، جُنون یا معاشی تشدّد ایسے عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ایک دائمی امن کا پیش خیمہ ثابت ہُوا۔

آپؐ کو آغاز سے ہی کئی ایک قوّتوں کے ساتھ برسرِپیکار ہونا پڑا۔ ایک طرف قریش تھے جن کو کسی بھی صُورت یہ گوارا نہ تھا کہ مسلمان پنپیں کیونکہ اس طرح اُن کا مستقبل تاریک ہوتا تھا۔ دوسری طرف یہودی تھے جو خود کو خُدا تعالیٰ کی چنیدہ قوم قرار دیتے تھے۔ ایک تیسری قوّت منافقین تھے جو مارِ آستیں بھی تھے اور مارِ آستاں بھی۔ یہ قریش اور یہودیوں کی نسبت زیادہ خطرناک تھے۔ اُن کا سردار عبداللہ بن اُبیّ تھا۔ جسے ہجرتِ نبویؐ سے قبل یثرب کا بادشاہ بنانے کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ ایک اور مخالف قوّت بازنطینی سلطنت تھی جو اپنے دَور کی سُپر طاقت تھی۔ یہ عیسائیت کا دم بھرتی تھی۔ اس کا اور مدینہ کی اسلامی ریاست کا ٹکراؤ ایک ناگزیر حقیقت تھی کیونکہ اوّل الذکر تثلیث اور مؤخّر الذکر کی اساس وحدانیت تھی۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جہاد کا حُکم ہجرت کے دوسرے سال بارہ صفر کو دیا گیا[۳۴] ورنہ اس سے قبل آپؐ اور مُسلمان تیرہ برس تک قریش کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتے رہے۔ جب مظالم کی انتہا نہ رہی تو آپؐ اپنے وطنِ مولود سے یثرب کو ہجرت کر گئے۔ بیعت عقبہ ثانی کے موقع پر جب قریش کے مُخبروں نے بیعت ہوتے دیکھ لی تو عباسؓ بن عبادہ نے آپؐ سے عرض کیا تھا: ''اے اللہ کے رسُول! اُس خُدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اگر آپؐ چاہیں تو ہم کل ہی اہلِ منیٰ پر اپنی تلواریں اُٹھا لیں گے اور شمشیر بکف اُن پر ٹُوٹ پڑیں گے اور بتا دیں گے کہ جنگ کیا ہوتی ہے۔'' لیکن آپؐ کی دُور رس نگاہوں نے اس بات کی اجازت نہ دی کہ یہ اقدام بہت قبل از وقت تھا۔[۳۵]

جہاد کا حُکم ملتے ہی آپؐ نے دو تدابیر اختیار کیں:۔

اوّلاً، شام کو جانے والی قریش کی تجارتی شاہراہ، جو اُن کے لئے سرمایۂ افتخار تھی، بند

Marfat.com

کرنے کے اقدامات کئے۔

ثانیاً: مدینہ کے گرد و نواح میں آباد مختلف قبائل سے معاہدات کئے اور اپنی طاقت میں بتدریج اضافہ کیا اور وقت آنے پر مسلمانوں نے دفاعِ اسلام و مسلمین کا حق ادا کر کے ایک لافانی مثال قائم کر دی۔ اِن معاہدات کا مقصد یہ تھا کہ قریش کی معیشت پر دباؤ پڑے اور وہ صُلح کے لئے درخواست کریں اور دیگر قبائل کو مُسلمانوں کے خلاف برانگیختہ نہ کریں۔

حوالہ جات

۱۔ طبقات ابن سعد جلد اوّل ص ۳۱۵

۲۔ یہ مقام الحرا اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔ عقبہ کے لفظی معنی بلند پہاڑی راستہ کے ہیں۔ منیٰ کے قریب راستے کے دونوں اطراف پہاڑوں کی ایک مسلسل دیوار ہے۔ مکہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر حدودِ منیٰ شروع ہونے سے ایک فرلانگ پہلے ہی بائیں ہاتھ پر ایک وسیع میدان دائرہ بناتا ہُوا پہاڑ پھر تنگ راستہ پر آجاتا ہے۔ یہ مقام عقبہ کہلاتا ہے۔

۳۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۴۴۳؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۱۰؛ طبقات ابنِ سعد جلد اوّل ص ۳۱۸۔

۴۔ ایضاً ص ۴۴۴؛ ایضاً ص ۱۱۱؛ ایضاً ص ۳۱۹؛ تاریخ ابنِ خلدون جلد اوّل ص ۵۶۔

۵۔ ایضاً ص ۴۶۸؛ ابنِ سعد اُن کی تعداد ستّر بتلاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:۔ طبقات ابنِ سعد جلد اوّل ص ۳۲۱؛ حافظ ابنِ قیمؒ بھی اُن کی تعداد پچھتّر بتاتے

Marfat.com

ہیں :۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۱۳۔

۶۔ طبقات ابنِ سعد جلد اوّل ص ۳۲۳۔

۷۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۴۴۹۔

۸۔ دارالندوہ مسجد حرام کے بالکل متصل واقع تھا اور اس کا دروازہ کعبہ کی طرف نکلتا تھا۔ یہ قصیٰ بن کلاب کا مکان تھا اور اہم امور پر مشوروں اور فیصلوں کی جگہ بھی۔

۹۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۵۳۰۔

۱۰۔ نبی رحمت جلد اوّل ص ۱۶۴۔

۱۱۔ قرآنِ حکیم ۸ : ۳۰

۱۲۔ Hamidullah, Dr. Muhammad; Muhammad Rasulullah, P. 59.

لیکن یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ اِس اجلاس میں ہونے والی کارروائی سے عباسؓ بن عبدالمطّلب ہی وہ فرد نظر آتے ہیں جنہوں نے آپؐ کو اِس منصوبے سے آگاہ کیا ہو۔

۱۳۔ قرآنِ حکیم ۱۷ : ۸۰

۱۴۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۵۳۴ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۱۶۔

۱۵۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۵۳۱ ؛ عیون الاثر جلد اوّل ص ۱۷۹ بحوالہ سیرۃ المصطفےٰؐ جلد اوّل ص ۳۶۱ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ؛ ابنِ حاتم کی روایت میں ہے جس کی تصحیح حاکم نے کی ہے کہ اُس وقت جس جس کافر کے سر پر یہ خاک پڑی تھی وہ سب روزِ بدر ہلاک ہو گئے۔ بحوالہ مدارج النبوّت جلد دوم ص ۹۴ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ۔

۱۶۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۱۷۔ ابن الغیطلہ کا ذکر حافظ ابنِ قیمؒ نے نہیں کیا۔

۱۷۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۵۳۷۔

Marfat.com

۱۸۔ النّبی الخاتم ص ۸۳ سیّد مناظر احسن گیلانی۔

۱۹۔ البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۸۰ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۱۸۔

۲۰۔ قرآنِ حکیم ۹ : ۴۰۔

۲۱۔ عامرؓ بن فہیرہ نے بئرِ معونہ میں دیگر قاریوں کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ (بخاری جلد دوم ص ۵۸۱ کتاب المغازی)۔ رازداری کا یہ حال ہے کہ خود آپؐ نے نازک سے نازک موقع پر اُن کو معتمد علیہ بنایا۔ جب بئرِ معونہ میں برچھی جگر سے پار ہو گئی تو یہ کلمہ زبان پر تھا: فُزْتُ وَاللہِ یعنی خُدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا (طبقات ابن سعد حصّہ مغازی ص ۳۷)۔

۲۲۔ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۱۸۴۔

۲۳۔ بُخاری عن عائشہؓ کتاب المغازی۔

۲۴۔ یہ وُہی شخص ہے جس کو طائف سے واپسی پر آپؐ نے پیغام بر بنا کر مکہ کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا۔ مُشرک ہونے کے باوجود وفادار تھا۔ مولانا ادریس کاندھلویؒ کا خیال ہے کہ راستہ خود حضورؐ نے متعیّن فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں: سیرۃ المصطفےٰؐ جلد اوّل ص ۳۶۳۔

۲۵۔ تاریخ ابنِ خلدون جلد اوّل ص ۶۴۔

۲۶۔ اصابہ جلد سوم ص ۵۶۹۔

۲۷۔ بُخاری جلد دوم کتاب المناقب ص ۵۲۳ ؛ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۵۳۸ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۱۹۔

۲۸۔ بُخاری جلد اوّل ص ۵۱۰، ۵۱۵، ۵۵۷۔

۲۹۔ الوفا ص ۲۹۶ عبدالرحمٰن ابن جوزی ؛ بُخاری جلد اوّل ص ۵۵۶۔ اس طرح ابوبکر صدّیقؓ نے توریہ سے کام لیا۔ توریہ کے معانی ہیں ایسے لفظ

Marfat.com

استعمال کہ نا جس کے دو معانی ہوں بعید اور قریب۔ بولنے والا بعید معنیٰ مُراد لیتا ہے اور سُننے والا قریب معنیٰ سمجھتا ہے۔ کلام میں کذب بھی لازم نہیں آتا اور اظہارِ حقیقت جس سے مفاسد کا اندیشہ ہوتا ہے وہ بھی لازم نہیں آتا۔

۳۰۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۵۴۴۔

۳۱۔ یہ تاریخ سیّد امیر علی نے لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔ The Spirit of Islam, P. 49.

لیکن قاضی محمد سلیمانؒ منصور پوری نے ۲۳ ستمبر لکھا ہے۔ رحمۃ للعالمین جلد اوّل ص ۱۱۴۔ شیخ عبد الحق محدّث دہلوی نے یہ تاریخ ۱۲ یا ۱۳ ربیع الاوّل لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔ مدارج النبوّت جلد دوم ص ۱۰۴۔

۳۲۔ رسولِ رحمتؐ ص ۲۱۶ مولانا ابوالکلام آزادؒ۔ مُرتّبہ: مولانا غلام رسول مہر۔

۳۳۔ قرآنِ حکیم ۲: ۱۴۳؛ ۳: ۱۱۰

۳۴۔ قُرآنِ حکیم ۲۲: ۳۹-۴۰۔ علاّمہ زرقانی کا خیال ہے کہ یہ آیت ۱۱ صفر ۲ھ میں نازل ہوئی (زرقانی جلد اوّل ص ۲۸۷) جب کہ بعض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قتال کی آیت کا نزول ہجرت کے پہلے سال میں ہُوا۔

۳۵۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۴۹۷۔

Marfat.com

غزوات و سرایا

وُہ اسلامی لشکر جس میں حُضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شرکت کی اُسے غزوہ کا نام دیا گیا۔ اس کے برعکس جس لشکر میں آپ شرکت نہ کرتے اُسے بعث یا سَریہ کہا گیا۔ سَریہ کے لغوی معنی رات کو سیر کرنے کے ہیں۔ اہلِ سِیر کی اصطلاح میں لشکر کا وہ ٹکڑا جسے دُشمن کے مقابلے پر بھیجا گیا اُسے سَریہ کہتے ہیں۔ صاحبِ مواہب کا کہنا ہے کہ سَریہ لشکر کا وہ ٹکڑا ہے جو لشکر سے جُدا ہو کر جائے پھر اس لشکر میں لوٹ کر شامل ہو جائے اور اُن کی تعداد سو سے پانچ سو ہو۔ اور اگر پانچ سو سے زیادہ ہو تو اُسے "مُنسر" کہتے ہیں۔ اگر یہ تعداد آٹھ سو سے زیادہ ہو تو اُسے "جیش" کہتے ہیں۔ اگر یہ چار ہزار سے زیادہ ہو تو "جحفل" اور لشکر عظیم کو "خمیس" کہتے ہیں جس میں پانچ ٹکڑے ہوں یعنی مقدمہ، قلب، میمنہ، میسرہ اور ساقہ۔ اور کتیبہ وُہ لشکر ہے جو مجتمع ہو اور بکھرا ہوا نہ ہو!

غزوۂ بدر سے قبل جو سرایا اور غزوات لڑے گئے اُن کی تفصیل یہ ہے:-

سریہ سیف البحر، سریہ رابغ، سریہ خرّار، غزوہ ودّان یا ابوا، غزوہ بواط، غزوہ صفوان، غزوہ ذوالعشیرہ اور سریہ نخلہ۔ یہ مہمات رمضان ۱ھ سے رجب ۲ھ تک کے درمیانی عرصے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے کچھ مہمات کی غرض وغایت قریش کی تجارتی شاہراہ پر نظر رکھنا تھی، جب کہ بعض کا مقصد اردگرد کے قبائل کے ساتھ دوستی کے معاہدات طے کرنا تھا۔ بعض قبائل کے ساتھ معاہدات طے کرنے کے بعد اُن کو ناوابستہ کر دیا گیا۔ اِن حملوں میں سے ایک نخلہ پر کیا گیا جو کہ طائف اور مکہ کے درمیان واقع تھا۔ صفوان پر حملہ انتقامی نوعیّت کا حامل تھا۔ اِن مہمات میں صرف مہاجرین نے

Marfat.com

غزوۂ بدر سے پہلے کے سرایا و طلایہ گرد دستے

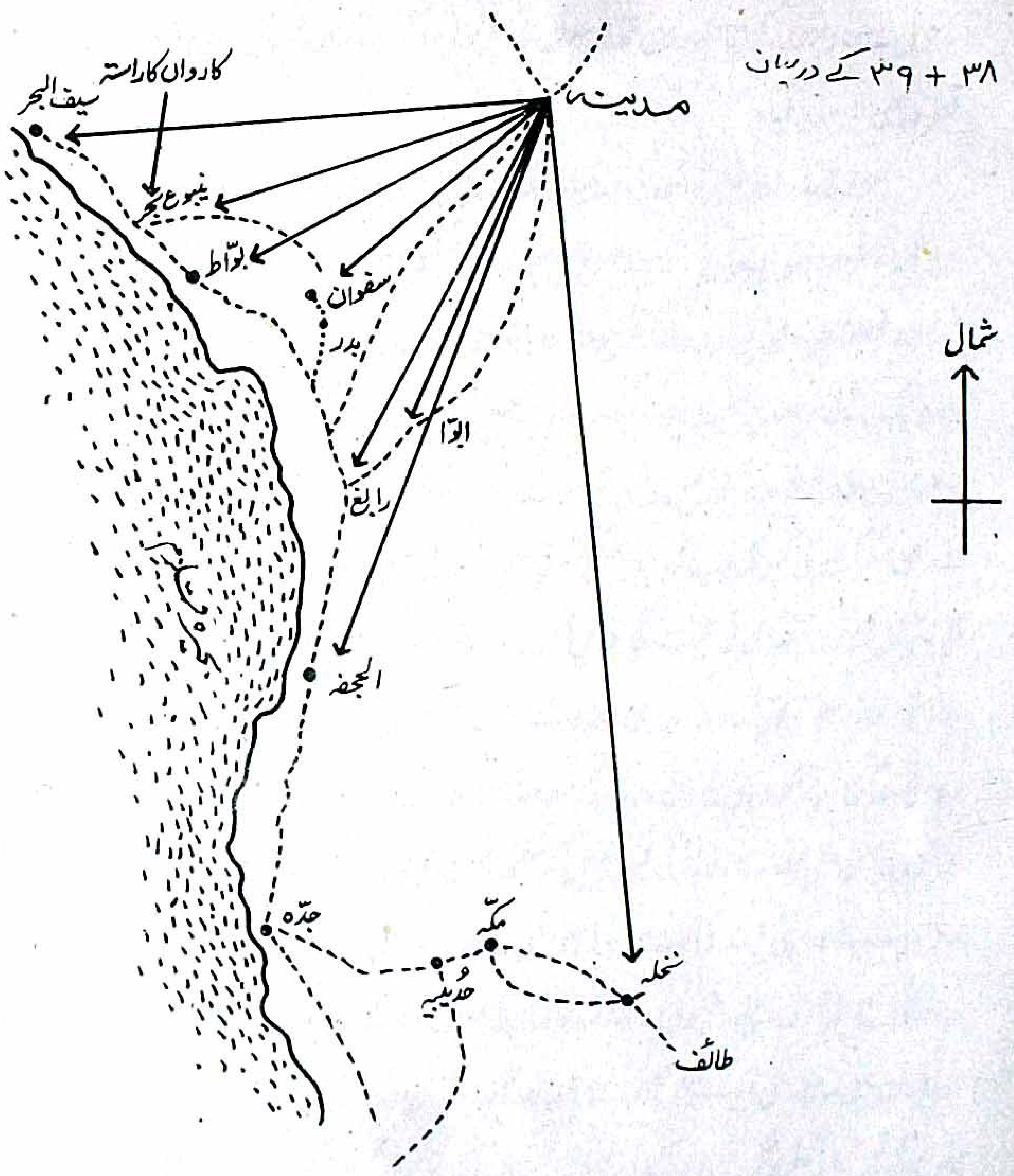

Marfat.com

Marfat.com

حصّہ لیا کیونکہ ابھی آپؐ نے انصار پر عسکری بوجھ ڈالنا مناسب خیال نہ کیا کیونکہ اُن کے احسانات پہلے ہی بہت زیادہ تھے۔ دوسرے مہاجرین کو جغرافیائی لحاظ سے ارد گرد کے ماحول سے واقف کرانا ضروری تھا۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ان مہمات میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہایا گیا۔

غزوہ بدر اور غزوہ اُحد کی درمیانی مُدّت میں غزوہ بدر، سریہ عمیر بن عدی، سریہ علم بن عمیر، غزوہ بنو قینقاع، غزوہ سویق، غزوہ بنو سُلیم، سریہ بنو سُلیم، سریہ محمد بن مسلمہ، غزوہ غطفان، سریہ قردہ اور غزوہ اُحد وقوع پذیر ہوئے۔ یہ رمضان ۲ھ سے شوال ۳ھ تک کے عرصہ پر محیط ہیں۔ ایک طرف ہمیں اگر غزوہ بدر کی عظیم الشان فتح نظر آتی ہے تو دوسری طرف غزوہ اُحد میں وقتی شکست کے داغ بھی نمایاں ہیں۔ ان لڑائیوں میں انصار نے بھی شرکت کی کیونکہ اب اُن میں بھی شوقِ جہاد بیدار ہو چکا تھا۔ بنو سُلیم اور غزوہ سویق کی لڑائیاں محض انتقامی نوعیّت کی حامل تھیں۔ میثاقِ مدینہ کی رُو سے مدینہ کے یہودیوں پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ وہ کسی بھی خطرہ کے وقت مسلمانوں کی طرف دستِ تعاون بڑھائیں بنی قینقاع نے خود ہی میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کی۔ ایک شہر میں دو مختلف العقائد قومیں پُرامن طریقے سے زندگی بسر نہیں کر سکتی تھیں۔ ایک نہ ایک دن کسی ایک فریق نے دوسرے سے اپنی پسند کی بات منوا لینی تھی۔ غزوہ بدر میں قریش کو عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا اس لئے اُنھوں نے آئندہ شام کی طرف جانے والا اپنا راستہ تبدیل کر لیا۔ ان مہمات میں سے کئی ایک ہمیں محض دو افراد کے درمیان مقابلے کی حد تک محدود نظر آئیں گی جب کہ کچھ کا دائرہ گروہوں کے درمیان تیروں کے تبادلہ کی حد تک پھیلا ہوا ہے۔ کچھ مہمات محض طاقت کے مظاہرہ سے تعلق رکھتی ہیں تاکہ دشمن پر دبدبہ ڈال کر اُسے مرعوب کیا جا سکے۔ یہی وہ عرصہ ہے جب قریش نے مدینہ کے ارد گرد کے کچھ قبائل کو ورغلا کر اُن کے ساتھ حلیفی کے معاہدے کئے اور ان کو مدینہ پر حملہ آور ہونے میں اپنے ساتھ شامل کیا۔

Marfat.com

اگلا مرحلہ اُحد اور احزاب کے غزوات کا ہے۔ اس دَور کا آغاز شوال ۳ھ سے ہوتا ہے اور ذیقعدہ ۵ھ کو اس کا خاتمہ ہوا۔ اس دَور میں غزوہ حمراء الاسد، سریہ قطن، سریہ عبداللہ بن اُنیس، سریہ رجیع، سریہ بیرِ معونہ، سریہ عمرو بن اُمیہ، غزوہ بنو نضیر، غزوہ بدر الاُخریٰ، غزوہ دومتہ الجندل، غزوہ بنو مصطلق اور غزوہ احزاب رُونما ہوئے۔ مُسلمانوں نے غزوہ اُحد کی عارضی شکست کے داغ غزوہ احزاب کی قابلِ قدر فتح سے دھوئے۔ یہ فتح انہوں نے آسانی سے حاصل نہ کی بلکہ اس کے لئے اُن کو ایک کٹھن اور دُشوار گزار راہ اختیار کرنا پڑی۔ غزوہ اُحد میں دشمن نے یہ خیال کر لیا تھا کہ اب اسلام محض چند روز کا مہمان ہے۔ اس لئے انہوں نے مدینہ پر ضرب کاری لگانے کے لئے ایک خاص منصوبہ بندی کی لیکن آپؐ کو ہر دم اُن کے ناپاک ارادوں کی اطلاعات ملتی رہتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے ہر دفعہ آگے بڑھ کر دشمن کے علاقے میں جا کر اُن کی قوت کو چیلنج کیا۔ بنی نضیر کو اپنی قوت پہ بڑا مان تھا جسے آپؐ نے توڑا۔ اُن کا وجود فتنوں اور شورشوں کا منبع تھا۔ وہ ہر وقت ملّتِ اسلامیہ کے ہر قومی ابتلاء میں اُن کا استحصال کرنے کی کوشش میں رہتے۔ اُن کا اخراج اس لئے بھی ضروری تھا کہ اگر کبھی کوئی دُشمن مدینہ پر حملہ آور ہوتا تو یہ پانچویں کالم کا کردار ادا کرتے۔ اُن کا اخراج مدینہ میں امن و سلامتی کا مبداء ثابت ہُوا۔ اگر ایک طرف مُسلمانوں کو غزوہ اُحد میں وقتی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا تو یہ قابلِ فخر کارنامہ بھی آپؐ ہی کا حصّہ ہے کہ آپؐ نے دوسرے روز ہی غزوہ حمراء الاسد میں شرکت کی۔ آپؐ کو ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ ابوسُفیان مدینہ پر حملہ آور ہونے کی نیّت سے واپس آ رہا ہے، اس لئے اُس کا سدّباب ضروری تھا۔ غزوہ اُحد میں ابوسُفیان نے یہ بڑ ہانکی کہ اگلے سال بدر میں پھر معرکہ ہو گا۔ آپؐ نے اُس کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے وقتِ مقرّرہ پر بدر کا سفر اختیار کیا لیکن وہ نہ آیا۔ اب قریش نے مدینہ پہ ایک مؤثر ضرب لگانے کے لئے احزاب کو اپنے ساتھ ملایا اور وہ مدینہ

Marfat.com

پر چڑھ دوڑے۔

ذیقعدہ ۵ھ سے محرم ۷ھ تک کی درمیانی مدت میں سریہ عبداللہ بن عتیق، غزوہ بنو قریظہ، غزوہ بنو لحیان، غزوہ قردہ، سریہ مرزق، سریہ ذی القصہ، سریہ سلح، سریہ جموم، سریہ طرف، سریہ وادی القریٰ، سریہ دومۃ الجندل، سریہ فدک، سریہ عبداللہ بن رواحہ، سریہ کرز بن جابر الفہری، غزوہ حدیبیہ اور غزوہ خیبر تاریخ میں اپنی جگہ بنا گئے۔ ان میں کئی ایک دفعہ مشرکین نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی ناکام کوششیں کیں۔ غزوہ احزاب کے دوران میں بنو قریظہ نے مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوشش کی تھی۔ میثاق مدینہ کی رُو سے بنو قریظہ کو آزادیٔ ضمیر و مذہب دی گئی، اُن کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا۔ لیکن انہوں نے خود ہی نقض عہد کیا اور میثاق مدینہ کو پس پشت ڈالا۔ جب تک وہ اُس پر قائم رہے آپؐ جنگ پر آمادہ نہ ہوئے اور اس عہد کو مطلقاً پورا فرمایا۔ اب اُن کو ان کے کئے کی اُن کی پسند کے ثالث کے فیصلے کے مطابق سزا دی گئی۔ غزوہ بدر کے بعد قریش نے بحیرہ احمر کے ساحل والی تجارتی شاہراہ کی بجائے نجد کا راستہ اختیار کیا۔ آپؐ نے ایسی اطلاعات ملتے ہی اُن کا اُس علاقے میں قافیہ تنگ کرنا شروع کیا۔ اِس عرصے کا قابلِ ذکر واقعہ صُلح حُدیبیہ کے معاہدے کا رقم کیا جانا ہے جس کی رُو سے مسلمانوں اور قریش نے دس سال کے لئے صُلح کے ایک معاہدے پر دستخط کئے۔ دو سال کے بعد قریش نے اِس معاہدے کی تنسیخ کا اعلان کر دیا اور اِس طرح آپؐ نے مکہ کو فتح کر لیا۔ آپؐ نے اپنے تمام دشمنوں کو معاف کر دیا۔ تاریخ ایسی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

فتح مکہ کے بعد آپؐ نے شمالی عرب کے مختلف یہودی قبائل کی قوت توڑنے اور مکہ کے گرد و پیش کے قبائل میں اپنا دائرہ اثر بڑھانے میں وقت صرف کیا۔ اِس عرصہ میں سریہ خالدؓ بن ولید، سریہ عمروؓ بن العاص، سریہ سعدؓ بن زید اشہلی، سریہ خالدؓ بن ولید،

Marfat.com

غزوہ حُنین، غزوہ طائف، سریہ عُیینہؓ بن حصن، سریہ قطبہؓ بن عامر، سریہ ضحاکؓ بن سفیان کلابی، سریہ علقمہؓ بن مُجزّز مُدلجی، سریہ بنو طے، غزوہ تبوک، سریہ خالدؓ بن ولید اور سریہ علیؓ مرتضیٰ وقوع پذیر ہوئے۔ آپؐ کے اِرتحال کے وقت پورا جزیرہ نمائے عرب اسلام کے آگے سرنگوں ہو چکا تھا۔ آپؐ کے دَور میں بارہ لاکھ مربّع میل سے زیادہ علاقہ فتح ہُوا لیکن آپؐ کے ۲۸ غزوات میں سے صرف ۹ میں لڑائی ہوئی۔ باقی ۱۹ میں دشمن بغیر کسی مزاحمت کے بھاگ گیا۔

حوالہ جات

۱۔ مدارج النّبوت جلد دوم ص ۱۳۱-۱۳۲ ، شیخ عبدالحق محدّث دہلوی

Marfat.com

سریہ حمزہؓ

اسے سریہ عیص یا سریہ سیف البحر کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ آپؐ نے رمضان ۱ھ میں تیس افراد کو حمزہؓ کی قیادت میں مدینہ اور بحیرہ احمر کے درمیانی علاقے کی طرف روانہ کیا۔ اُن کے پاس بیس اُونٹ بھی تھے۔ اس علاقے کا عرض ۱۳۰ کلومیٹر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے اِس دستے کو قریش کے اُس قافلے کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا تھا جو شام سے مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ اُس قافلے میں تین سو سوار تھے اور اُس کی قیادت ابو جہل کر رہا تھا۔ تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ یہ مہم قبیلہ جُہینہ سے دوستی کے تعلقات اُستوار کرنے کے مقصد کی خاطر روانہ کی گئی تھی۔ یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ جب یہ قافلہ جُہینہ کے علاقے عیص کی سمت سے سمندر کے ساحل پر پہنچا تو مُسلمان اور کُفّار ایک دوسرے کے بالمقابل صف آرا ہو گئے۔ پھر اس علاقے کا رئیس مجدی بن عمرو جہنی دونوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ وہ کبھی قریش کی طرف جاتا اور کبھی مُسلمانوں سے رجوع کرتا۔ اُس نے حمزہؓ سے کہا کہ قریش اس کے قبیلے کا متعہد ہے اور وہ قریش کے کاروانوں سے سال میں دو مرتبہ باج وصُول کرتے ہیں۔ دوسری طرف حمزہؓ بھی جانتے تھے کہ عددی اعتبار سے مُسلمانوں کا کفار کے ساتھ کوئی مقابلہ نہ تھا۔ نیز مجدی کی بات نہ مان کر اس کے قبیلے کے ساتھ بھی لڑائی مول لینا پڑے گی۔ اِس لئے وہ لڑائی کے بغیر واپس آ گئے۔ گویا یہ دستہ لڑائی کے لئے گیا ہی نہ تھا کیونکہ اگر مُسلمان جاسُوسوں نے اس کی خبر دی ہوتی تو آپؐ یقیناً تیس افراد کو تین سو افراد کے مقابلے پر کبھی بھی روانہ نہ فرماتے۔

حوالہ جات: (۱) زاد المعاد جلد دوم ص ۱۷۴ حافظ ابن قیمؒ

Marfat.com

سریہ عبیدہؓ بن حارث

اس سریہ کو سریہ رابغ بھی کہا جاتا ہے۔ آپؐ نے عبیدہؓ بن حارث کو تقریباً ساٹھ افراد[1] کی معیت میں رابغ کی طرف روانہ فرمایا۔ ثنیۃ المرہ کے مقام پر ان کا آمنا سامنا قریش کے قافلہ کے ساتھ ہو گیا جو ابوسفیان اور عکرمہ بن ابوجہل کی قیادت میں شام سے لوٹ رہا تھا۔ یہ قافلہ دو سو افراد پر مشتمل تھا۔[2] قافلے کے افراد احیا بطن رابغ کے اطراف میں واقع کنوئیں پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور اپنی سواریوں کو گھاس چرا رہے تھے۔

اس سریہ میں نہ باقاعدہ لڑائی ہوئی اور نہ ہی تلوار زنی کے جوہر دکھانے کو ملے۔ صرف تیر اندازی ہوئی۔ صرف سعدؓ بن ابی وقاص نے اس دن دشمن پر ایک تیر پھینکا۔ یہ پہلا تیر تھا جو اسلام کے ابتدائی دور میں پھینکا گیا۔ پھر فریقین اپنے اپنے کیمپ میں واپس چلے گئے۔[3]

حوالہ جات

۱۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۴۹؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۷۴۔ لیکن ابنِ ہشام نے صحیح تعداد نہیں لکھی بلکہ محض ساٹھ یا اسّی لکھنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۵۹۱۔

۲۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۵۰؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۷۴۔

۳۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۷۴۔

Marfat.com

سریہ سعدؓ بن وقاص

اِسے سریہ خرّار بھی کہتے ہیں جو حجاز کی ایک وادی ہے اور جحفہ میں جا کر گرتی ہے۔ آپؐ نے سعدؓ بن وقاص کی قیادت میں کچھ مہاجرین کو خرّار کی طرف روانہ کیا[1] آپؐ نے اس دستے سے خرّار سے آگے نہ بڑھنے کا عہد لیا تھا۔ یہ لوگ آپؐ کی ہدایات کے مطابق دِن کو چھپتے اور راتوں کو سفر کرتے حتّٰی کہ منزلِ مقصود پر پہنچے۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ اس دستے کو قریش کے کاروان کو روکنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اسی لئے آپؐ نے اِس دستے کے شُرکاء کو چھُپ کر سفر کرنے کی ہدایت فرمائی تھی تاکہ قریش سے تعرّض نہ ہو۔ یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ قریش کا قافلہ ایک روز پیشتر ہی اُس مقام سے گزر چکا تھا[2]

اِس سریہ کو بھیجنے کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ وہ قریش کے کاروان کے بارے میں خبریں اور معلومات فراہم کرے۔ دوسرے اُس وقت مسلمانوں کی فوجی تربیت مقصود تھی۔ اُن کو مختلف راستوں سے واقفیّت دلانا بھی آپؐ کے پیشِ نظر تھا۔ چنانچہ مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کے بعد یہ سریہ واپس آ گیا۔

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشّام کا خیال ہے کہ اُن کی تعداد آٹھ تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:۔ ابنِ ہشّام جلد اوّل ص ۱۹۳۔ لیکن طبری کا بیان ہے کہ خود سعدؓ بن وقاص سے مروی ہے کہ وہ بیس یا اکیس افراد کے ساتھ پیدل اِس مہم پر گئے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۵۰۔

۲۔ زرقانی جلد اوّل ص ۳۹۱۔

Marfat.com

غزوہ ابواء

اِذنِ جہاد ملنے کے بعد آپؐ نے جس پہلی مہم کی قیادت کی اُسے غزوہ ابوا یا غزوہ ودّان کا نام دیا جاتا ہے۔ آپؐ ستّر صحابہؓ کی قیادت کرتے ہوئے مدینہ سے نکلے کیونکہ آپؐ کو قریش کے ایک قافلے کی اطلاع ملی تھی۔ آپؐ پہلے ودّان اور پھر ابوا تشریف لے گئے جو مدینہ سے اسّی میل کے فاصلے پر قریش کی تجارتی شاہراہ پر واقع ایک اہم تجارتی منزل تھی۔ اِن دونوں مقامات کے درمیان تقریباً سات آٹھ میل کا فاصلہ ہے۔ یہ علاقہ دفاعی اور معاشی نقطۂ نظر سے ایک اہم علاقہ تھا۔

قریش کا قافلہ تو نکل گیا لیکن آپؐ نے بنو ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو سے ایک حلیفی معاہدہ طے کیا۔ اُس کے بعد آپؐ مدینہ واپس آ گئے۔

غزوہ بوّاط

ربیع الاوّل ۲ھ میں آپؐ قریش کے تجارتی قافلے کو روکنے کی غرض سے دو سو مہاجرین کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ آپؐ سیدھے راستے کی بجائے ایک غیر معروف راستے سے ہو کر چلے تاکہ دشمن کو یہ پتا نہ چل سکے کہ مسلمانوں کا منتہائے مقصود قریش تھے یا کوئی اور۔ خود مسلمان بھی اِس حقیقت سے بے خبر تھے۔ جب آپؐ بواط پہنچے تو قریش کے قافلے کا تجسّس فرمایا جس میں اُمیّہ بن خلف جمحی اور قریش کے ایک سو شمشیر

Marfat.com

بکف جوان اور تجارتی سامان سے لدے ہوئے اڑھائی ہزار اُونٹ تھے[۲]۔ اُمیّہ بن خلف جمحی کو آپؐ کی آمد کی اطلاع ہو گئی اور وہ کمال ہوشیاری سے تیز گام ہو کر نکل گیا۔ اِس طرح آپؐ بغیر لڑائی کے واپس مدینہ آ گئے[۳]۔

حوالہ جات

۱۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۵۳

۲۔ ایضاً ؛ ابنِ خلدون جلد اوّل ص ۷۶۔

۳۔ زرقانی جلد اوّل ص ۳۹۲

Marfat.com

غزوہ بدر الاُولیٰ

مُسلمانوں نے قریش کی تجارتی شاہراہ کی ناکہ بندی کر چھوڑی تھی۔ اِس اقدام نے قریش کے لئے بے شمار مسائل پیدا کر دیئے۔ جوابی کاروائی کرنے کے لئے انہوں نے اپنے ایک رئیس کرز بن جابر الفہری کو ایک فوجی دستے کے ساتھ مدینہ بھیجا۔ اُس نے مدینہ کے مضافات میں جما نامی مقام میں چرنے والے مویشیوں پر ڈاکہ ڈالا۔ وہ اُنہیں ہانک کر لے گیا۔

جونہی آپؐ کو اس کی اطلاع ملی آپؐ نے ستّر افراد کی معیّت میں وادی سفوان تک اُس کا تعاقب کیا! لیکن وہ ہاتھ سے نکل گیا۔ اِس لئے آپؐ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ بدر الاُولیٰ کو غزوہ سفوان کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ قریش کے اِس دستے کا مُسلمانوں کی چراگاہ پر حملہ مدینہ کی اسلامی ریاست کے خلاف ایک کھُلی جارحیت تھی۔ اگرچہ کرز بن جابر الفہری تو ہاتھ نہ آسکا لیکن اُس کے تعاقب کا ایک فائدہ یہ نکلا کہ یہ یقین دہانی حاصل ہو سکی کہ مختلف قبائل قریش کے کسی ممکنہ عام حملے کی صورت میں اُن کا ساتھ تو نہیں دیں گے۔ اِس لئے دشمن کی کسی سازش کا پتا چلانے کے لئے کسی فوجی دستے کا جانا اُمّتِ مُسلمہ کی بقار کے لئے ناگزیر تھا۔ اِس کے ساتھ ہی تبلیغِ اسلام کا فریضہ بھی ادا کر لیا جاتا تھا۔

حوالہ جات

۱۔ رحمتہ للعالمینؐ جلد دوم ص ۲۳۱ قاضی محمد سلیمان منصور پوری

Marfat.com

غزوہ ذوالعشیرہ

جمادی الآخر ۲ ھ میں آپؐ کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں مکہ سے شام کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ آپؐ ڈیڑھ سو (اور ایک دوسری روایت کے مطابق دوسو) مہاجرین کی معیت میں قریش کے قافلے کو روکنے کے لیے نکلے۔ آپؐ کی اس جماعت کا علم سفید تھا اور علمبردار امیر حمزہؓ تھے۔ مدینہ سے نکلتے ہی آپؐ عام راستہ چھوڑ کر بنی دینار بن النجار کی سرنگ سے گزرے۔ پھر فیضا الخبار پر سے ہوتے ہوئے ابن ازہر کی چٹان ذات الساق نام میں ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے۔ وہاں سے آپؐ نے خلائق کو اپنی بائیں جانب چھوڑا اور شعبہ عبداللہ نام گھاٹی کا راستہ اختیار کیا۔ اس کے بعد آپؐ پھر بائیں جانب ہوئے اور وادی یلیل میں سے اُتر کر اُس کے اور وادی الضبوعہ کے سنگم پر تشریف فرما ہوئے۔ یہاں سے آپؐ نے ~~وادی ینبوع میں عشیرہ نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا جو ینبع~~

فرش مُلل کا راستہ اختیار کیا اور صخیرات ایمام یا صخیرات اشمام کے پاس عام راستے سے مل گئے۔ پھر آپؐ نے وادی ینبوع میں عشیرہ نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا جو ینبع کی سمت قبیلہ بنو مدلج کا مسکن تھا۔ ینبع اور مدینہ کے درمیان ایک سو آٹھ میل کا فاصلہ تھا۔

اندازہ کریں کہ اُس وقت ڈاک و تار یا مواصلات کا کوئی نظام نہ تھا اور آپؐ کی خبر رسانی کا یہ عالم تھا کہ اتنے فاصلے پر بھی آپؐ دُشمن کی نقل و حرکت سے باخبر تھے۔ ذوالعشیرہ میں قریش کے قافلے کے پڑاؤ کی توقع تھی۔ حُسنِ اتفاق ملاحظہ ہو کہ یہاں پہنچ کر معلوم ہُوا کہ قافلہ راستہ بدل کر نکل گیا ہے۔ آپؐ اُس کی شام سے واپسی کے انتظار میں رہے۔ اس دوران میں آپؐ نے بنو مدلج سے ایک حلیفی معاہدہ طے کیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

Marfat.com

کا خیال ہے کہ جب آپؐ العشیرہ کی طرف قریش کے کارواں کو روکنے کے لئے تشریف لے گئے تو سُراقہ مُدلجی، جس نے آپؐ کو ہجرت کے سفر کے دوران میں پریشان کرنے کی کوشش کی تھی، نے بُہت ہمدردانہ روّیہ اختیار کیا۔ اُس نے پورے دستے کی اِتنی پُر تکلّف ضیافت کی کہ قیمتی وقت ضائع ہو گیا اور دُشمن کے کارواں کے ساتھ کوئی رابطہ قائم نہ ہو سکا۔[1]

یہی قافلہ جب شام سے لوٹا تو آپؐ دوبارہ مزاحمت کے لئے بڑھے۔ بدر کے مقام پر آنحضرتؐ سے اُن کا آمنا سامنا ہو گیا۔

حوالہ جات

۱۔ Hamidullah, Dr. Muhammad; Muhammad Rasulullah, P. 67.

Marfat.com

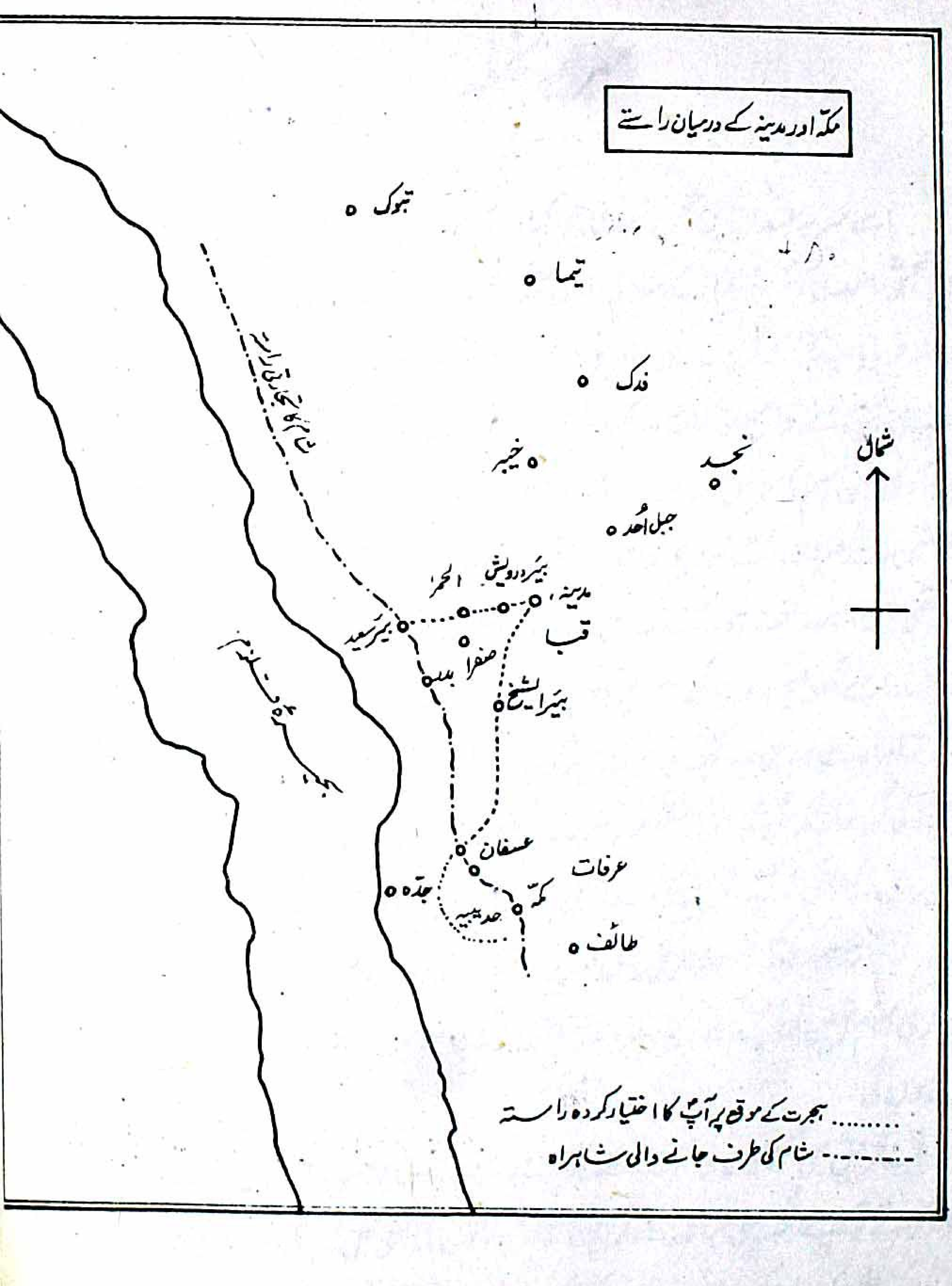
مکہ اور مدینہ کے درمیان راستے
تبوک
تیماء
فدک
خیبر
نجد
شمال
جبل اُحد
بیر درویش
الحمرا
مدینہ
قبا
بیر سعید
صفرا
بدر
بیر الشیخ
عسفان
عرفات
مکہ
جدہ
حدیبیہ
طائف
ہجرت کے موقع پر آپ کا اختیار کردہ راستہ
شام کی طرف جانے والی شاہراہ

Marfat.com

Marfat.com

سَریہ نخلہ

اِسے سَریہ عبداللہؓ بن جحش اسدی بھی کہا جاتا ہے۔ رجب ۲ھ میں آپؐ نے عبداللہؓ بن جحش اسدی کو آٹھ افراد کے ساتھ وادی نخلہ (نخلہ نخلستان کا مخفف ہے) کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ مکہؐ کے قریب ابن عامر کا باغ تھا۔ اِس مہم کے لئے اخفاء کو یقینی بنانے کے لئے آپؐ نے واضح اقدامات کئے۔ آپؐ نے اِس دستے کو رُخصت کرتے وقت سمت تو بتا دی لیکن مہم کی غرض وغایت نہ بتائی، محض عبداللہؓ کو ایک سر بمُہر لفافہ دیا جس کے متن سے صرف آپؐ خود ہی واقف تھے۔ ممکن ہے کہ آپؐ کا کوئی نہایت ہی قریبی ساتھی اس سے واقف ہو۔ آپؐ نے عبداللہؓ کو یہ ہدایت فرمائی کہ دو روز کی مسافت کے بعد اسے کھولیں اور جو کچھ اس میں تحریر ہو اس کے مطابق اُس پہ عمل کریں۔ آپؐ نے اُن کو شاہراہ سے ہٹ کر رکتیہؐ کی سمت سفر کرنے کا حکم دیا چنانچہ مشرقی جانب کی راہ اختیار کی گئی حالانکہ اُن کی منزلِ مقصود جنوب کی طرف تھی۔ یہ ساری احتیاط و رازداری محض اِس لئے تھی کہ آپؐ قریش کو اپنے اصل ارادوں کے بارے میں تاریکی میں رکھنا چاہتے تھے۔ راز افشا ہونے کی صُورت میں اِس سَریہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ اِس لئے اِس میں کوئی کلام نہیں کہ آپؐ نے ایسی ہدایات اہلِ مکہؐ کے جاسُوسوں سے بچنے کے لئے دی ہوں گی۔

اب قریش بھی مُسلمانوں کی طرف سے خبردار ہو چکے تھے۔ وہ جب بھی کوئی قافلہ روانہ کرتے تو اپنے مُخبر بھی ساتھ لے کر چلتے تاکہ مُسلمانوں کی کسی بھی قسم کی نقل وحرکت سے اُن کو مطلع کیا جا سکے۔ طائف سے مکہؐ تک کا راستہ قریش کے لئے نسبتاً محفوظ تھا

Marfat.com

اس لئے وہ اُس راستے پر سفر کرتے والے کاروانوں کی حفاظت کے لئے کم محافظ رکھتے ہوں گے۔ آپؐ نے مندرجہ بالا مہم اسی امکان کے پیشِ نظر ہی بھیجی ہو گی۔ لیکن اغلب یہی ہے کہ آپؐ کو لازمی طور پر مخصُوص اطلاعات حاصل ہوں گی۔

منزلِ مقصُود پر پہنچ کر عبداللہؓ نے مکتوب کھول کر پڑھا۔ اس میں لکھا تھا:۔

"جب تم میرے مکتوب کو پڑھو تو چلتے جانا یہاں تک کہ مکّہ اور طائف کے درمیان وادیٔ نخلہ میں ٹھہرنا اور قریش کے قافلے پر گھات لگا کر بیٹھنا اور اُن کے حالات سے ہمیں باخبر رکھنا۔"

عبداللہؓ نے مکتُوب کے مندرجات سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کیا اور کہا: "بسر وچشم! مَیں تمہیں مجبور نہیں کرتا۔ جو شہادت کا طلب گار ہے وہ ساتھ چلے، جو موت سے خائف ہے وہ چلا جائے۔ مَیں تو آپؐ کے حُکم پر عمل کروں گا۔" عبداللہؓ کے ساتھیوں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا۔ چنانچہ یہ چلتے رہے یہاں تک کہ یہ فرعِ نامی معدن پر پہنچے جسے بحران بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں سعدؓ بن ابی وقاص اور عتبہؓ بن غزوان کی سواری کا اُونٹ گم ہو گیا چنانچہ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ باقی حضرات چلتے چلتے ایک باغ میں فروکش ہُوئے۔ اُن کے پاس سے قریش کا قافلہ گزرا جس میں عمرو بن حضرمی، عبداللہ بن مغیرہ کے دونوں لڑکے عثمان اور نوفل اور بنو مغیرہ کا غُلام حکم بن کیسان بھی شامل تھے۔ مُسلمانوں نے باہم مشورہ سے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ یہ ماہِ رجب کا آخری روز تھا۔ واقدؓ بن عبداللہ تیمی کے تیر سے عمرو حضرمی قتل ہُوا۔ نوفل فرار ہو گیا جب کہ عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان گرفتار ہوئے۔ مسلمانوں نے اُن کا سامان لُوٹ لیا اور مدینہ لَوٹ آئے۔ آپؐ نے ماہِ حرام میں مقاتلہ سے بے زاری کا اظہار کیا اور خُمس لینے سے انکار کر دیا۔ جب سعدؓ اور عتبہؓ واپس آ گئے تو آپؐ نے قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا۔[2]

اِس سَریہ میں عمرو بن حضرمی کا قتل غزوہ بدر کا پیش خیمہ ثابت ہُوا کیونکہ قریش

Marfat.com

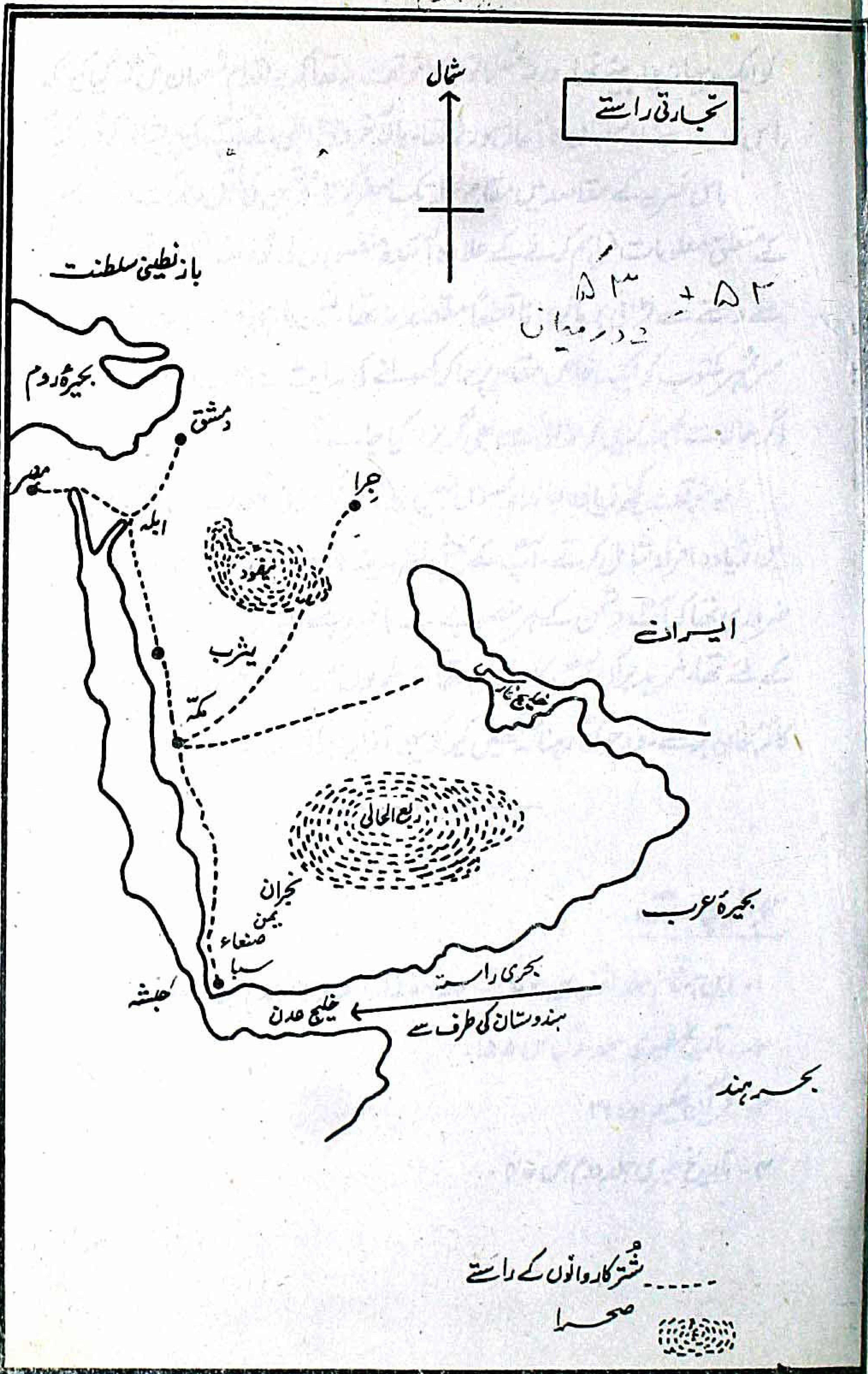

تجارتی راستے
شمال
بازنطینی سلطنت
بحیرۂ روم
دمشق
مصر
ایلہ
حیرا
نفود
یثرب
مکہ
ایران
خلیج فارس
ربع الخالی
نجران
یمن
صنعاء
سبا
بحیرۂ عرب
حبشہ
بحری راستہ
خلیج عدن
ہندوستان کی طرف سے
بحیرہ ہند
شتر کاروانوں کے راستے
صحرا

Marfat.com

Marfat.com

کو ایک بہانہ چاہیئے تھا۔ ورنہ مسلمانوں کا مؤقف یہ تھا کہ یہ اقدام شعبان میں کیا گیا کیونکہ اس شب سے ماہِ شعبان کا آغاز ہو رہا تھا۔ بالآخر وحئ الٰہی نے آپؐ کی پریشانی کو دُور کیا[۳]۔

اِس سَریہ کے مقاصد میں مقامِ نخلہ تک سفر کرنا، دُشمن کی نقل و حرکت اور سرگرمیوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے علاوہ آئندہ منصوبوں کی ٹوہ لینا شامل تھے۔ اِس چھوٹے سے دستے سے لڑائی برپا کروانا قطعاً مقصد نہ تھا۔ لیکن طبری کا خیال ہے کہ آپؐ کے سربمہر مکتوب کو ایک خاص مقام پر جاکر کھولنے کی ہدایت سے صریحاً یہ پتا چلتا ہے کہ اگر حالات مجبُور کریں تو لڑائی سے بھی گریز نہ کیا جائے[۴]۔

یہ مؤقف کچھ زیادہ جاندار محسوس نہیں ہوتا کیونکہ ایسی صُورت میں آپؐ اِس سریہ میں زیادہ افراد شامل کرتے۔ آپؐ کے پیشِ نظر مدینہ کا دفاع تھا اِس لئے یہ نہایت ہی ضروری تھا کہ آپؐ دشمن کے ہر منصوبے سے باخبر رہتے۔ یہ سَریہ جاسُوسوں کی تربیّت کے لئے تھا۔ مزید براں آپؐ کا منشا یہ تھا کہ مسلمانوں میں معاملہ فہمی کی مشق ہو اور مشاورت کا رُجحان بڑھے۔ وہ چوکنّا رہنا سیکھیں کیونکہ یہی آزادی کی قیمت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشّام جلد اوّل ص ۶۵۳-۶۵۴؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۷۶

۲۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۵۵۔

۳۔ قرآنِ حکیم ۲ : ۳۱

۴۔ تاریخ طبری جلد دوم ص ۸۵۔

Marfat.com

غزوۂ بدر

قریش کا قافلہ جو شام گیا تھا اور جس کی تلاش میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ذی العشیرہ تک گئے تھے اُس کے متعلّق خبر ملی کہ ابو سفیان کی سرکردگی میں شام سے لَوٹ رہا ہے۔ اِس قافلے میں چالیس افراد تھے۔ یہ بھی معلوم ہُوا کہ اِس قافلے میں ابوسفیان بن حرب، مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن العاص جیسے سرکردہ افراد بھی شامل ہیں اور قریش کا مالِ تجارت، جو اُن کے ساتھ ہے، وہ بہت زیادہ ہے۔ ابنِ ابی حاتم نے ابو ایوب انصاری رضؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہم سے مدینہ میں یہ فرمایا کہ "مجھ کو یہ خبر دی گئی ہے کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ آ رہا ہے۔ کیا تم کو یہ مرغوب ہے کہ تم اُس تجارتی قافلے کے لینے کے لئے خرچ کرو۔ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قافلے کے اموال کو بطورِ غنیمت ہم کو عطا فرمائے"۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا: "ہاں ہم کو یہ امر مرغوب ہے"۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو گئے۔ ایک یا دو روز کی منزل قطع کرنے کے بعد حضورؐ نے یہ فرمایا کہ "کفّارِ مکّہ کو ہماری روانگی کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ تیار ہو کر ہمارے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے آ رہے ہیں۔ تم بھی اُن سے جہاد و قتال کے لئے تیار ہو جاؤ"۔[2]

آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ قریش کی معیشت پر ضربِ کاری لگائی جائے اور ان کی جارحانہ ذہنیّت کو مجروح کیا جا سکے۔ آپؐ نے فرمایا: ھٰذہٖ عیر قریش فیھا اموالھم فاخرجوا الیھا لعل اللہ ینفلکموھا (دیکھو یہ قریش کا قافلہ مال سے لدا جا رہا ہے۔ تم اُدھر جاؤ، ان شاء اللہ تمہیں یہ مالِ غنیمت دلوا دے)۔ لیکن اس سے یہ اخذ کرنا کہ آپؐ کا ارادہ قافلے کو لُوٹنے کا تھا محض خام خیالی ہو گا۔ کیونکہ آپؐ مکارمِ اخلاق

Marfat.com

کی تکمیل کے لئے تشریف لائے تھے۔ یہ ممکن ہے کہ عام مُسلمانوں کے اندر چہ میگوئیاں ہوں۔ مُسلمان جو کہ قریش کے مظالم سے تنگ آ کر بے سرو سامانی میں مدینہ ہجرت کر آئے تھے۔ ممکن ہے کہ آپؐ اہلِ قافلہ کو یہ دکھانا چاہتے ہوں کہ ہم جو بے سرو سامانی کے عالم میں مکہؔ سے نکالے گئے تھے یہاں ہم محتاج نہیں رہے بلکہ اِس علاقے پر ہماری سیادت ہے۔ اِس کا اُن پر نفسیاتی اثر ڈالنا مقصد تھا کہ وہ مکہؔ جا کر مسلمانوں کی عسکری اور افرادی قوّت کا ذکر کریں گے۔ قریش، جنہوں نے ہجرت کے بعد عبداللہ بن اُبیؔ کو جو دھمکی آمیز خط لکھا تھا، کے مستقبل میں حملہ آور ہونے کا واضح اشارہ موجود تھا۔ اب آپؐ کا اس قافلے کے لئے نکلنے کا مقصد یہ تھا کہ قریش کی توجّہ دو محاذوں پر مرکوز ہو جائے گی یعنی وہ قافلے کی حفاظت کے لئے فکرمند ہوں گے اور محمدؐ سے دو دو ہاتھ کرنے کی فکر بھی اُن کو دامنگیر ہو گی۔ اِس طرح وہ بالآخر صُلح کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یوں آپؐ کے عالمگیر پیغام کے مقصد کی تکمیل بھی ممکن ہو سکے گی۔

حضورؐ نے مدینہ سے نکلنے کے دس روز پیشتر[۳] طلحہؓ بن عبداللہ اور سعیدؓ بن زید (عمرِ فاروقؓ کے کزن) کو قافلہ کے احوال جاننے کے لئے روانہ کیا۔ یہ حورا یا الحرہؔ کی جانب گئے جو کہ مدینہ کے مغرب کی طرف سمندر کے ساحل پر واقع تھا۔ ان کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ قافلے کے متعلق اطلاعات لائیں۔ یہ دونوں جُہینہ کے سردار کشد الجہنی کے ہاں ٹھہرے۔ یہ جگہ مدینہ کے شمال مشرق میں ساحل کے قریب مدینہ سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ یہ دونوں اطراف میں خبر رکھتے تھے حتیٰؔ کہ اہلِ قافلہ کہنے لگے کہ اے کشد تُو نے محمدؐ کے جاسُوسوں میں سے کس کو دیکھا ہے؟ کشد نے نفی میں جواب دیا۔ قافلے کے چلے جانے کے بعد ان دونوں نے رات کو کشد کے ہاں ہی قیام کیا اور صُبح کو روانہ ہُوئے۔ کشد بھی اُن کی رہنمائی کے لئے اُن کے ہمراہ چلا۔ یہاں تک کہ اُن دونوں کو ذوالمروہ میں جا اُتارا۔ یہ دونوں اس روز مدینے پہنچے جب آپؐ وہاں سے چل نکلے تھے۔ آپؐ سے

Marfat.com

ان دونوں کی ملاقات ترُبان کے مقام پر ہوئی جو مُلل اور سیالہ کے درمیان واقع ہے۔[۴]

مُسلمان بڑی عُجلت کے ساتھ مدینے سے نکلے۔ جو جس حال میں تھا روانہ ہو گیا۔ اُن کے پاس محض دو گھوڑے اور سترؔ اونٹ تھے جب کہ اُن کی اپنی تعداد ۳۱۳ تھی کسی کو گمان بھی نہ تھا کہ کوئی بڑی جنگ ہو گی۔ آپؐ جس بات کو مُسلمانوں پر ظاہر کرنا چاہتے تھے وہ کر دیتے تھے اور باقی حالات کو صیغۂ راز میں رکھتے تھے کیونکہ اس طرح دُشمن کو آگاہی کا خطرہ رہتا تھا۔ یہ آپؐ کی عسکری فراست ہے کہ آپؐ نے مدینہ کے شمال کی طرف جانے کی بجائے مدینے کے جنوب کو مکہؔ کی طرف رُخ کیا تاکہ دشمن سے پہلے کسی محفوظ مقام پر پہنچ جائیں جہاں اُس کو روکنا ممکن ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے اُونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں اُتروالیں تاکہ اُن کی آواز سے دشمن چوکنّا نہ ہو جائے[۵] آپؐ عقیق سے ہوتے ہوئے ذی الحلیفہ پہنچے اور پھر اُولات الجیش سے گُذرے۔ پھر آپؐ ترُبان، مُلل، غمیس الحمام، صخیرات الیمام اور سیالہ ہوتے ہوتے فج الروحاء پہنچے۔ وہاں سے آپؐ نے شنوکہ سے ہوتے ہوئے عام راستہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ آپؐ عرق الظبیہ تشریف لائے۔ یہاں سے آپؐ سج گئے۔ اس مقام کا نام بیئر الروحاء ہے۔ وہاں سے المنصرف میں پہنچے تو مکہؔ کا راستہ بائیں جانب چھوڑ دیا اور النازیہ کی دائیں جانب سے بدر کا ارادہ کیا۔ پھر ایک وادی کو قطع کیا جو صفراء کی تنگ گھاٹی اور النازیہ کے درمیان ہے، اُسے حقّان کہتے ہیں۔ کُوچ کرتے ہوئے صفراء کے سامنے آئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے۔ یہ مقام مدینہ سے ۴۰ میل اور بدر سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ صفراء پہنچ کر آپؐ نے بسبسؓ بن عمرو الجھنی اور عدیؓ بن ابی الزغباء کو بدر کی طرف روانہ کیا تاکہ قافلے کے متعلق معلومات اکٹھی کی جائیں۔ ان دونوں کا تعلق قبیلہ جُھینہ سے تھا۔[۶]

یہ دونوں جاسُوس بدر میں ایک چشمے پر اُترے تاکہ اپنی اور اُونٹوں کی پیاس بُجھا سکیں۔ مجدی بن عمرو الجھنی بھی چشمے پر موجود تھا۔ وہاں کچھ فاصلے پر دو لڑکیاں محوِ

Marfat.com

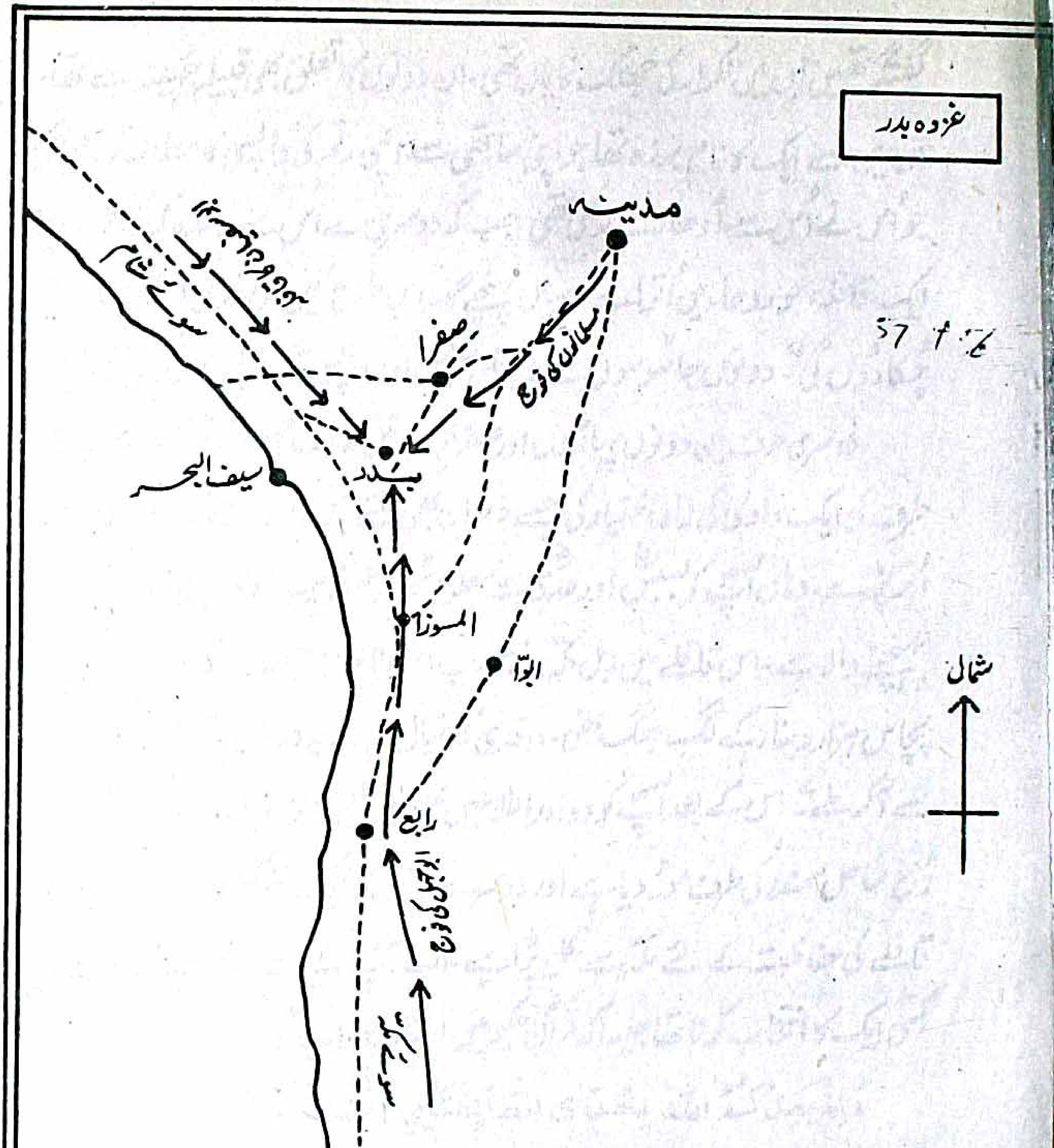
غزوہ بدر
مدینہ
صفرا
بدر
سیف البحر
الابوا
رابغ
مسلمانوں کی فوج
ابوجہل کی فوج
سوئے شام
سوئے مکہ
شمال

Marfat.com

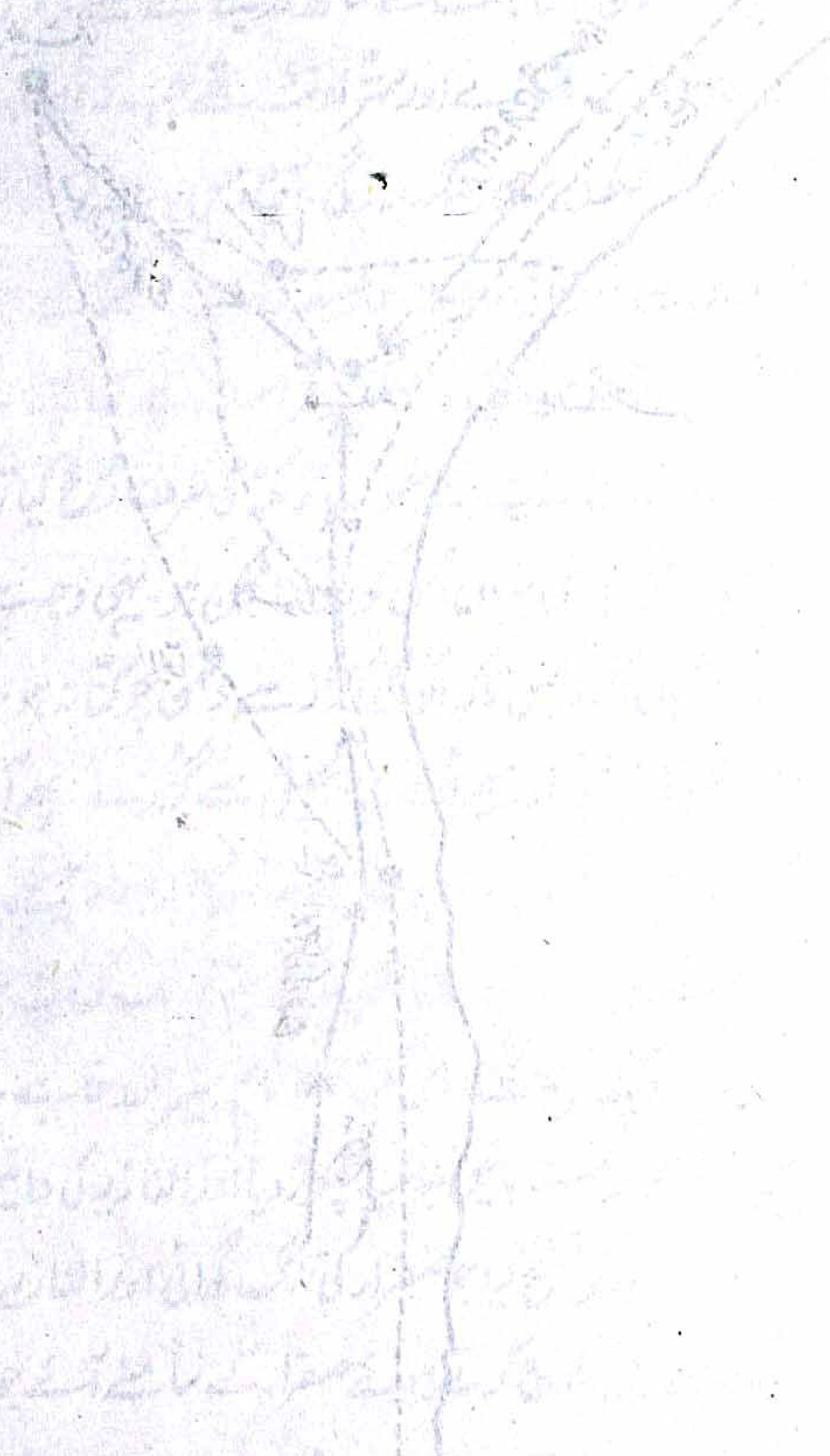

Marfat.com

گفتگو تھیں جس میں تکرار کی جھلک نمایاں تھی۔ ان دونوں کا تعلق بھی قبیلہ جُہینہ سے تھا۔ ان میں سے ایک کا نام برزہ تھا جو اپنی ساتھی سے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کر رہی تھی جو اُس نے اُس سے اُدھارے رکھی تھی۔ جب کہ دوسری نے اس سے وعدہ کیا کہ "کل یا پرسوں ایک قافلہ، جو روحاء میں اُترا ہے، یہاں پہنچے گا۔ اِس طرح مَیں مزدُوری کر کے تمہارا قرض چُکا دُوں گی"۔ دونوں جاسُوسوں نے یہ باتیں سُنیں اور واپس آ کر آپؐ سے گوش گزار کیں۔

دُوسری طرف اِن دونوں پہاڑوں اور صفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر آپؐ نے سیدھی طرف کی ایک وادی کی راہ اختیار کی جسے ذِفران بھی کہتے ہیں۔ اِسے طے کرنے کے بعد آپؐ اُتر پڑے۔ وہاں آپؐ کو بسبسؓ اور عدیؓ سے معلوم ہُوا کہ عنقریب ابوسفیان کا قافلہ بدر پہنچنے والا ہے۔ اِس قافلے میں اہلِ مکّہ نے حسبِ استطاعت حصّہ لیا تھا۔ اس کی کُل مالیت پچاس ہزار دینار کے لگ بھگ تھی۔ واقدی کا خیال ہے کہ یہ دونوں مقامِ معترضہ پر آپؐ سے آ کر ملے۔ اس کے بعد آپؐ کو دو اور اطلاعیں بھی ملیں یعنی ابوسفیان نے اپنے قافلے کا رُخ ساحل سمندر کی طرف موڑ دیا ہے اور دوسرے قریش کا ایک لشکر جرّار اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت کے لئے مکّہ سے نکل پڑا ہے۔ اب آپؐ کے لئے فوج اور قافلے میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا تھا جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ

"یاد کرو وہ موقع جب کہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک تمہیں مل جائے گا"

ذِفران ہی میں آپؐ نے مجلسِ شورٰی منعقد کی جس نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اگر تجارتی قافلے کے بجائے قریش کے لشکر سے مقابلے کی نوبت آئی تو کیا کرنا چاہیئے ہے پہلے ابوبکر صدیقؓ اور عُمر فاروقؓ نے اپنی آراء پیش کیں پھر مقدادؓ بن عمرو نے اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ اس کے بعد آپؐ نے انصار سے مشورہ طلب کیا جو صرف مدینہ پر حملہ ہونے کی صُورت میں آپؐ

Marfat.com

کے ساتھ شریکِ جنگ ہونے کے پابند تھے۔ اب سعدؓ بن معاذ نے انصار کی طرف سے اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ! اس وقت گویا میں بلاشبہ ان لوگوں کے بچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔"[9]

اب آپؐ کے لئے ابوسفیان کے قافلے کا تعاقب کرنا مناسب نہ تھا کیونکہ ایسی صورت میں اس بات کا غالب امکان تھا کہ قریش کا لشکر یا تو مدینہ پر حملہ آور ہو جاتا یا مسلمانوں کو گھیرے میں لے کر رسد، کمک اور فرار کی راہیں اُن پر مسدود کر دیتا۔ ان حالات میں آپؐ کے لئے ضروری تھا کہ یا تو واپس مدینہ تشریف لے آئیں تاکہ مدینہ کا دفاع کیا جا سکے یا آگے بڑھ کر دُشمن کے آگے سینہ سپر ہو جائیں۔ آپؐ نے سیاسی عسکری حالات کے پیشِ نظر مؤخر الذکر صورت کو ترجیح دی اور یہی نبیؐ کی شان کے عین مطابق تھا۔ اِس میں یہ بھی مصلحت کارفرما تھی کہ اگر قریش مدینہ کا محاصرہ کر لیتے ہیں تو یہود اور منافقین مارِ آستین ثابت ہوتے ہیں۔ تحویلِ قبلہ (شعبان ۲ھ بمطابق جنوری فروری ۶۲۴ء) کے بعد یہودی مسلمانوں کی مرکزیّت اور ملّی تشخّص کی بیداری سے بہت نالاں تھے اور وہ منافقین کو بڑی شدّ و مد سے مسلمانوں کے خلاف اُکسانے لگے تھے۔

ذِفران سے کُوچ کرتے ہوئے آپؐ اُن پہاڑوں پر سے چلے جن کا نام الاصافر ہے۔ پھر الدّبہ نامی بستی سے گزرتے ہُوئے الحنان نامی ٹیلے کو سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب اُترے۔ بدر شام کی شاہراہ پر مدینہ سے کوئی ۸۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔[10]

دُوسری طرف ابُوسفیان کو مُسلمانوں کے منصوبوں کی اطلاع اُس وقت ملی جب وہ زرقا نامی مقام سے گزر رہا تھا۔ یہ مقام دمشق کے کوئی ایک سو میل جنوب میں واقع ہے۔ مدینہ کے یہودیوں اور منافقین میں سے کسی نے یا دونوں نے اپنے اپنے ذرائع سے ابوسفیان کو اطلاع پہنچا دی ہوگی کہ محمدؐ کے کیا ارادے ہیں۔ ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو الغفاری،

Marfat.com

جو بڑا تیز رفتار سوار اور بڑا شوریدہ سر مُخبر تھا، کو بیس مثقال اُجرت پر مُقرر کر کے مکہ بھیجا تاکہ صورتِ حال سے اُن کو آگاہ کیا جا سکے۔ ضمضم نے مکہ تک کا فاصلہ کم از کم چھ روز میں طے کیا ہو گا۔ مکہ پہنچ کر وہ اُس وقت کے قاعدہ کی رُو کے مطابق بطن وادی میں اُونٹ پر کھڑا ہُوا۔ اُس نے قمیص کو پھاڑ ڈالا اور چلایا کہ "اے قریش جلدی کرو جلدی"۔ ابوسفیان کے ساتھ تمہارے اموال ہیں اور محمدؐ نے راستہ روکا ہے۔ اُمید نہیں کہ تم اُسے بچا سکو۔ جلدی کرو جلدی کرو۔ اس آواز نے مکہ میں غیظ و غضب پیدا کر دیا اور ابولہب کے سوا تمام اشرافِ مکہ مسلح ہو کر مدینہ کی طرف چل پڑے[۱۱]۔ یہ لشکر ایک ہزار سپاہ پر مشتمل تھا۔ ان میں چھ سو زرہ پوش تھے۔ اُن کے ساتھ ایک سو گھوڑے تھے اور سات سو اُونٹ ان کے علاوہ تھے۔ اِس لشکر کا مقصد قافلے کو بچانا اور عمرو بن الحضرمی کے قتل کا بدلہ لینا تھا۔ قریش نے فرات بن الحیان العجلی کو ابوسفیان کی طرف روانہ کیا تاکہ اُس کو اُن کے کُوچ و روانگی اور جمعیتِ لشکر کی خبر کرے۔ چنانچہ فرات غیر معروف راستوں سے ہوتا ہُوا بدر کی طرف روانہ ہُوا[۱۲]۔

ابوسفیان کو یہ علم تھا کہ مُسلمانوں کے گشتی دستے ارد گرد کے قبائلی علاقے میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ اِس دفعہ تو وہ ایک ایسے قافلے کی قیادت کر رہا تھا جس میں مکہ کے کم و بیش ہر خاندان کا مال تھا۔ اُس کو مسلمانوں کی پیش قدمی کا بھی علم ہو چکا تھا۔ بدر پہنچنے سے کافی مسافت پہلے وہ قافلے کو پڑاؤ کراتا ہے اور خود ٹوہ لینے نکلتا ہے۔ جب وہ بدر کے تالاب کے پاس آیا تو اُس کی ملاقات مجدی بن عمرو سے ہوئی۔ اُس نے اُس سے دریافت کیا: "کیا مُسلمانوں میں سے کوئی آدمی تو تمہاری نظر سے فی الوقت نہیں گزرا ہے"۔ ابوسفیان نے اس سے مزید کہا کہ "اگر تو ہمارے دُشمن کے احوال ہم سے چھپائے گا تو قریش میں سے کبھی کوئی آدمی تُجھ سے صُلح نہ کرے گا"[۱۳]۔

مجدی نے ایک طرف اشارہ کر کے جواب میں کہا: "دو سوار اس ٹیلے کے قریب میں نے بیٹھے دیکھے ہیں"۔ ابوسفیان نے وہاں جا کر اُونٹوں کی تازہ مینگنیں دیکھیں۔ اس نے چند ایک کو اُٹھا کر توڑا تو اُن میں گھاس کی بجائے کھجور کی گُٹھلیاں تھیں۔ اب اُسے یقین ہو گیا کہ

Marfat.com

یہ مقامی اُونٹ سوار نہیں ہو سکتے بلکہ یہ تو مدینے کے اُونٹ ہیں۔ اس نے اندازہ لگا لیا کہ اس علاقے میں مُسلمانوں کی موجودگی کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ممکن ہے کہ جاسُوسی کرنے کے بعد مدینہ لوٹ چکے ہوں۔ (اس میں حیرانگی والی کوئی بات نہیں کیونکہ ایک عام بدّو بھی محض دُودھ پی کر یہ بتا سکتا ہے کہ مادّہ شُتر کی عُمر کیا ہے اور اُس نے کِس علاقے میں چرا ہے۔ جیسا کہ کانسٹین ویرزیل جورجیو نے لکھا ہے کہ کس طرح ایک عرب بادیہ نے دُودھ پی کر مادّہ شُتر کی عُمر کا تعیّن بھی کیا اور یہ بھی بتایا کہ اُس نے کس علاقے میں چرا ہے)[14]۔ وہ تیزی سے واپس کارواں کی طرف آیا اور قافلے کا رُخ ساحل سمندر کی طرف پھیر دیا۔ اُس نے بدر کو اپنے بائیں ہاتھ پر چھوڑ دیا اور برق رفتاری کے ساتھ چلنے لگا[15] یہاں تک کہ مسلمانوں کے لشکر اور اس کاروانِ تجارت میں کافی مسافت حائل ہو گئی۔ اُس نے بغیر رُکے رات دن سفر کیا اور بدر کے مغرب سے کوئی بارہ میل پرے سے گزرا۔ اُس نے تیزی سے جنوب کی طرف سفر کیا۔ اس طرح وہ اور اُس کا قافلہ جلد ہی خطرے کے زون سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد اُس نے قریش کے پاس اطلاع بھیجی کہ "قافلہ مُسلمانوں سے بچ کر نکل آیا ہے۔ اب تم لوگوں کے لڑنے کی ضرورت نہیں، مکّہ واپس چلے جاؤ۔"

آپؐ وادی بدر کے شمالی مدخل پر قافلے کے انتظار میں رہے۔ جب معلوم ہُوا کہ قافلہ نہیں آ رہا تو آپؐ نے حکم دیا کہ اب جگہ تبدیل کر لینی چاہیئے چنانچہ مُسلمان وادی کے شمال سے جنوب میں منتقل ہو گئے اور کوہِ اسفل کے دامن میں پانی کے چشموں پر قبضہ کر لیا۔ یہ جگہ عدوۃ الدنیا کے نام سے مشہور تھی۔ دوسری طرف قریش بھی اپنے لشکر کو عقنقل کے ٹیلے سے نکال کر بدر کے اُس مقام پر پہنچ گئے جو عدوۃ القصویٰ کہلاتا ہے۔ یہ پڑاؤ جنوب مغرب کی جانب ریتلے نخلستان کے علاقے میں تھا۔ قریش کی فوج کو بدر پہنچنے میں کم و بیش ایک ہفتہ ضرور لگا ہو گا[16] کیونکہ ان کے پاس بھاری سامان تھا۔ اس لشکر نے مکّہ سے بدر تک پہنچنے میں مختلف مقامات پر پڑاؤ ڈالا پہلے یہ عسفان آیا اور پھر قُدید پہنچا۔ وہاں سے نکل کر

Marfat.com

اُس نے سمندر کی طرف رُخ کیا جہاں میٹھا پانی پینے کی سہولتیں تھیں۔ اس کے بعد وہ جُحفہ آیا اور وہاں سے ابوا میں اُترا۔ اس طرح بالآخر اُس نے بدر میں پڑاؤ ڈالا۔

بدر کا بیضوی میدان کوئی ساڑھے پانچ میل لمبا اور تقریباً چار میل چوڑا ہے۔ اس کے اطراف میں بلند پہاڑ ہیں۔ یہ مکہ، شام اور مدینہ جانے والے راستوں کا جنکشن ہے۔ اس کی زمین کہیں سخت اور کہیں نرم تھی۔

ہم محمد حسین ہیکل کے اس خیال کے ساتھ متفق نہیں ہو سکتے کہ آپؐ کو یہ اندیشہ تھا کہ طلحہؓ اور سعیدؓ کی خبر رسانی کے وقت تک قافلہ گزر جائے گا اور مسلمان واپسی میں بھی اس پر قابو نہ پا سکیں گے۔ اس لئے آپؐ نے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ قریش کا قافلہ راستے میں ہے، باہر نکل کر اس کا تعاقب کرو شاید اس کا مال تمہارے ہاتھ آ جائے۔[۱۷] کیونکہ بدر پہنچنے کے بعد آپؐ کا سکون سے نہ بیٹھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ قافلہ لوٹنا آپؐ کا مقصد نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو دس روز پیشتر آپؐ قافلے کا پتا چلانے کی غرض سے طلحہؓ بن عبداللہ اور سعیدؓ بن زید کو روانہ نہ کرتے۔ نیز جس وقت آپؐ نے اُن کو روانہ کیا تھا اُس کے دو روز بعد بھی آپؐ اپنی فوج لے کر قافلہ پر حملہ کر سکتے تھے لیکن آپؐ نے بالقصد اس موقع کو نظر انداز کیا۔[۱۸] ہمارے ذہن میں یہ بات رہنی چاہیئے کہ ابوسفیان کے شام جاتے وقت ہی یہ بات ذہن میں ہو گی کہ اس ساحلی پٹی میں مُسلمان دستے گشت کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے مراجعت کے وقت اُس نے بہت پہلے سے ہی مکہ کو خبردار کر دیا ہو گا کہ جب قافلہ مدینہ کے گرد و نواح میں پہنچے تو اُس کی مدد کا انتظام ہونا چاہیئے۔ قریش تو اپنے تئیں پہلے سے ہی مُسلمانوں کے ساتھ حالتِ جنگ میں تھے۔ اُنہوں نے عبداللہ بن اُبی کے نام اپنے خط میں بھی اس کا ذکر کر دیا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپؐ مدینہ سے ۱۲ ار رمضان کو روانہ ہوئے اور شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا جہاں سے آپؐ ۱۳ ار رمضان کو بدر کے لئے روانہ ہوئے۔ اور ۱۶ ار رمضان کو یعنی غزوہ سے ایک روز قبل بدر میں پہنچے۔

Marfat.com

ضمضم کو دی گئیں اطلاعات کی روشنی میں قریش کا لشکر تقریباً اس وقت بدر کے قرب و جوار میں پہنچا جب کہ اُن کا قافلہ قریب سے گزر رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اِس قافلے کے بخیریت گزر جانے کے باوجود قریش کا لشکر واپس نہ گیا۔ کیونکہ وہ اِس بات کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے کہ وہ ہر بار مسلّح محافظ قافلوں کی حفاظت کے لئے روانہ کرتے۔ اِس کے برعکس انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ایک ہی بار اِس نوزائیدہ ریاست کا استیصال کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں وہ نفسیاتی اعتبار سے بھی اپنا بین القبائلی وقار بحال کرنا چاہتے تھے۔ قریش نے عمیر بن وہب کو مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا۔ اُس نے واپسی پر ان کی تعداد تین سو کے لگ بھگ بتائی۔ ساتھ ہی اُس نے کہا کہ اُن میں سے کوئی بھی کم از کم ہمارے ایک فرد کو مارے بغیر خود نہیں مرے گا۔ اِس طرح اگر ہمارے تین سو آدمی مارے گئے تو ہماری زندگیاں بے مزہ ہو جائیں گی۔ باقی لوگوں کی بھی یہی رائے تھی کہ واپس چلنا بہتر ہو گا لیکن ابوجہل نے اُن کو بُزدلی کا طعنہ دیا تو سب سر بکف ہو گئے۔

آپ ﷺ نے دُشمن کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے جہاں اپنے جاسُوس بھیجے وہاں خود بھی براہِ راست معلومات حاصل کرنے کی تدبیر کی۔ جب آپ ﷺ الخیان سے بدر کی طرف آئے تو آپ ﷺ ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی معیّت میں فوج سے آگے نکل گئے۔ مقام بتا پر آپ کی ملاقات ایک بوڑھے شخص سے ہوئی جس سے آپ ﷺ نے قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کچھ سوالات کئے۔ اُس نے کہا کہ جب تک تم دونوں یہ نہ بتاؤ کہ تم کون ہو میں تم کو کچھ نہیں بتاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم ہمیں بتاؤ گے تب ہم تم کو بتائیں گے۔" آخر اس نے کہا: "مجھے اطلاع ملی ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی فلاں دن مدینہ سے نکلے۔ اگر میری یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہوں گے۔ اور قریش فلاں دن مکہ سے چلے تھے۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہوں گے۔"

یہ دونوں اطلاعات صحیح تھیں۔ یہ معلومات دینے کے بعد اُس نے پوچھا کہ تم دونوں کون

Marfat.com

ہو؟" آپؐ نے فرمایا: "ہم چشمۂ آب سے آئے ہیں"۔ یہ کہہ کر آپؐ واپس چلے اور بوڑھا کہتا ہی رہا کہ کون سے چشمۂ آب سے اُن کا تعلق ہے؟ کیا عراق کے دو آبے سے؟ مگر آپؐ نے اس کے کسی سوال کا جواب نہ دیا تاکہ قریش اِس سے مسلمانوں کے بارے میں کچھ پتا نہ چلا سکیں[19]۔
ابنِ ہشامؒ کا خیال ہے کہ وہ بوڑھا سُفیان الضمری تھا[20]۔ بوڑھے سے یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد آپؐ نے علی مرتضٰیؓ، سعدؓ بن ابی وقاص اور زبیرؓ بن عوام کو فارورڈ ایریا میں بھیجا تاکہ وہ میدانِ جنگ اور قریش کے احوال کی کوئی خبر لائیں۔ ابنِ ہشامؒ یہ تینوں نام لکھتا ہے[21]۔ لیکن واقدی ایک چوتھے نام کا بھی اضافہ کرتا ہے یعنی بسبسؓ بن عمرو کا[22]۔ آپؐ نے اُن کو چشمۂ آب کے شمال کی طرف روانہ کیا اور اشارے سے بتایا کہ ظریب کی طرف جاؤ۔ اُمید ہے کہ نزدیک اس قلیب کے جو ظریب سے مِلا ہُوا ہے وہاں وہ خبر پائیں گے[23]۔ وہ قریش کے دو غُلام گرفتار کر کے لائے جو غالباً قریش نے جاسُوسی کے لئے بھیجے تھے۔ واقدی کا بیان ہے کہ اُن دو کے علاوہ تیسرا سقّہ بھاگ گیا، اُس کا نام عجبر تھا۔ اُس نے قریش کو بتایا کہ محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ آ گئے ہیں اور سقّے گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ یہ خبر سُن کر تمام لشکر گھبرا گیا اور ہل چل پڑ گئی[24]۔ گرفتار ہونے والوں میں سے ایک کا نام یسار تھا جو کہ عبید بن سعید بن العاص کا غُلام تھا۔ جب کہ دوسرے کا نام اسلم تھا۔ وہ سنبہؓ بن الحجاج کا غُلام تھا۔ واقدی کا خیال ہے کہ ایک تیسرا غُلام بھی تھا جس کا نام ابو رافع تھا جو اُمیّہ بن خلف کا غُلام تھا[25]۔ مسلمانوں نے اُن سے قافلے کا حال پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا کہ ہم تو قریش کے سقّے ہیں۔ اِس پر انہوں نے اُن کی پٹائی کی اور جب وہ دونوں کہتے کہ ہم ابوسفیان کے غلام ہیں تب انہیں چھوڑ دیتے۔

آپؐ اس وقت نماز میں مصروف تھے۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو فرمایا: "جب وہ دونوں سچ کہتے ہیں تو تم اُن کی پٹائی کرتے ہو اور جب وہ جھُوٹ بولتے ہیں تو اُن کو چھوڑ دیتے ہو"۔ اب آپؐ کے استفسار پر انہوں نے عقنقل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ "قریش اُس پہاڑی

Marfat.com

کے عقب میں وادی کی اگلی ڈھلوان پر ہیں"۔

حضورؐ نے اُن سے قریش کی نفری کی بابت پوچھا تو انھوں نے صحیح تعداد بتانے سے معذوری کا اظہار کیا۔ یہ جواب سُن کر آپؐ نے فرمایا: "وہ لوگ کتنے اُونٹ ہر روز ذبح کرتے ہیں؟" اِس پر اِن غلاموں نے کہا: "ایک دن نو اور دوسرے روز دس"۔

"یہ سُن کر آپؐ نے اندازہ لگا لیا کہ قریش کی تعداد نوسو اور ہزار کے درمیان ہے"[۲۶]

آپؐ نے اُن سے پوچھا کہ قریش کے کون کون اشراف ساتھ ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشامؓ، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، طعیمہ بن عدی، نضر بن الحارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، اُمیہؓ بن خلف، مُنبہؓ بن الحجاج، بُنیہ بن حجاج، سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود ان میں نمایاں ہیں[۲۷]

یہ سُن کر آپؐ نے فرمایا:[۲۸]

هٰذِهٖ مَكَّةُ قَدْ اَلْقَتْ اِلَيْكُمْ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا یعنی "دیکھو مکہؓ نے اپنے جگر پارے تمہارے سامنے لا ڈالے ہیں"۔

اِس طرح مُسلمان ذہنی طور پر اُن کے ساتھ لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے اور یہ نظام جاسُوسی کے طفیل ہی ممکن ہُوا۔ اِس کے بعد آپؐ نے ان غلاموں سے پوچھا کہ کوئی اِن میں سے لوٹ بھی گیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا: "ہاں بنی زہرہ اور بنی عدی واپس چلے گئے ہیں۔ اوّل الذکر کو ابی بن شریق پھیر لے گیا ہے جو کہ اُن کا رہبر تھا"۔ ان انکشافات کے بعد آپؐ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا[۲۹]

اِس کے بعد آپؐ نے دو ابتدائی مکیؓ مسلمانوں عمارؓ بن یاسر اور عبداللہؓ بن مسعود کو قریش کی فراہم کردہ خبر کی تصدیق کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ دونوں جا کر وہاں گھومے پھرے اور حالات کا پتہ چلایا۔ واپس آ کر انھوں نے بتایا کہ دُشمن خوف سے لرزہ براندام ہیں۔ اِسی طرح

Marfat.com

آپؐ نے حارثؓ بن حاطب کو روحا سے بنی عمرو بن عوف کی طرف اُن کے متعلق کسی بات کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا۔

دشمن کے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کے لئے اِن سرگرمیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپؐ نے شام ہونے سے قبل ہی یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ دُشمن کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ اس بات کا اندازہ آپؐ نے دشمن کے لئے ذبح کئے جانے والے اُونٹوں سے کیا تھا۔ یہی تکنیک آج بھی فوجی انٹیلی جنس استعمال کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے اپنے خبر رسانی کے ذریعے قریش کے لشکر اور کارواں دونوں کی حرکات و سکنات پر مکمل نظر رکھی کہ اُن کے درمیان کسی قسم کا رابطہ تو نہیں رہے ہے۔

اِن مختلف ذرائع سے جمع کی گئیں اطلاعات کی روشنی میں اب میدانِ کارزار کے لئے موزوں جگہ کے انتخاب کا مسئلہ تھا۔ خبابؓ بن منذر کے مشورے کی روشنی میں آپؐ نے بدر کے وسط میں میٹھے پانی کے چشموں پر پڑاؤ ڈالا۔ خبابؓ کو اس علاقے کے جغرافیہ سے مکمل واقفیت تھی ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کا یہ فیصلہ درست ثابت ہُوا اور مُسلمانوں کو پانی کی دستیابی میں کسی قسم کی کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ اس کے برعکس قریش کو صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنی ان حاصل کردہ معلومات ہی کی روشنی میں آپؐ کو یہ معلوم تھا کہ مُسلمانوں اور قریش کے درمیان ایک فیصلہ کُن جنگ ہوگی۔ اسی لئے آپؐ نے پچھلی شام قائم ہونے والے کیمپ سے کم عُمر افراد کو مدینہ واپس بھیج دیا تھا۔

غزوۂ بدر جن حالات میں لڑا گیا وہ کسی طرح بھی مسلمانوں کے لئے سازگار نہ تھے۔ مدینہ کی نوزائیدہ ریاست کو اندرونی و بیرونی محاذوں پر دشمن کا سامنا تھا۔ معاشی اور معاشرتی حالات بھی نامساعد تھے۔ ثمر آور نتائج حاصل کرنے کے لئے آپؐ نے درج ذیل مختلف طریقے اختیار کئے:۔

۱۔ غیر معروف راستوں سے ہوتے ہوئے بدر پہنچے۔

۲۔ ایک موثر کمان کے لئے باقاعدہ صف بندی کی۔

۳۔ جارحانہ اہلیت غالب ہونے کے باوجود مدافعانہ طریق جنگ اختیار کیا۔

Marfat.com

۴۔ دفاعی لائن کے دونوں اطراف میں تیر انداز مقرر کئے۔

۵۔ جب کفار مسلمانوں کی دفاعی لائن کی طرف بڑھے تو اُن کو دلدل والا علاقہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی۔

۶۔ ان معلومات کی فراہمی کا ایک فائدہ یہ ہُوا کہ قریش مسلمانوں پر اچانک حملہ کرنے کی جُرأت نہ کر سکے۔

محدود وسائل ہونے کے باوجود آپؐ نے کامیابی حاصل کی۔ غزوہ بدر یقیناً اسلام کے لئے پہلی معرکۃ الآراء اور فیصلہ کُن جنگ تھی۔ آپؐ نے اِس فتح مُبین کی بشارت دینے کے لئے مدینہ قاصد روانہ فرمائے، اہل عالیہ کی طرف عبداللہؓ بن رواحہ کو اور اہلِ سافلہ کی جانب زیدؓ بن حارث کو روانہ کیا۔[۳۰]

حوالہ جات

۱۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۷۶

۲۔ فتح الباری جلد ہفتم ص ۴۲۴

۳۔ مغازی الرسول ص ۹ واقدی

۴۔ ایضاً ص ۱۰

۵۔ Rehman, Dr. S. M. and others; Early Battles of Islam, P. 55.

۶۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۷۷

۷۔ مغازی الرسول ص ۳۶ ؛ تاریخ ابن خلدون جلد اوّل ص ۸۳۔

۸۔ قرآنِ حکیم ۸ : ۷

Marfat.com

۹۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۷۰۹ ؛ مغازی الرّسول ص ۳۵ واقدی

۱۰۔ بریگیڈیئر گلزار احمد کا خیال ہے کہ یہ فاصلہ کم و بیش ۹۰ میل بنتا ہے اور ایک عام آدمی کے چلنے کی رفتار سے آپؐ کم از کم چار دنوں میں بدر پہنچے ہوں گے اور زیادہ سے زیادہ چھ دن صَرف ہوئے ہوں گے۔

The Battles of the Prophet of Allah, Vol. I, P. 127.

۱۱۔ ابنِ ہشّام جلد اوّل ص ۷۰۲۔۷۰۳۔ ابولہب کو بامرِ مجبوری رُکنا پڑا تھا لیکن اس نے بھی اپنی جگہ عاصم بن ہشّام کو چار ہزار درہم عوضانہ دے کر بھیج دیا تھا۔

۱۲۔ مغازی الرّسول ص ۳۰ واقدی

۱۳۔ ایضاً ص ۲۷

۱۴۔ محمدؐ ص ۱۰۲ کانسٹین ویرزیل جورجیو

۱۵۔ ابنِ ہشّام جلد اوّل ص ۷۱۱ ؛ مغازی الرّسول ص ۲۷-۲۸ واقدی

۱۶۔ عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ص ۳۶ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

۱۷۔ سیرۃ الرّسولؐ ص ۳۲۷ محمد حسین ہیکل

۱۸۔ عہدِ نبویؐ کے غزوات و سرایا ص ۶۱-۶۲ ڈاکٹر رؤفہ اقبال

۱۹۔ ابنِ ہشّام جلد اوّل ص ۷۰۹۔۷۱۰ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۷۱-۱۷۲

۲۰۔ ایضاً ص ۷۱۰ ؛ واقدی کا بھی یہی خیال ہے۔ ملاحظہ فرمائیں : مغازی الرّسول ص ۳۵

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ مغازی الرّسول ص ۳۶ واقدی

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ ایضاً

Marfat.com

۲۵۔ مغازی الرّسول ص ۳۷ واقدی

۲۶۔ ابنِ ہشّام جلد اوّل ص ۱۷۰ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۷۹

۲۷۔ ایضاً ص ۱۷۱ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۷۲-۱۷۳

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ مغازی الرّسول ص ۳۷-۳۸ واقدی

۳۰۔ سیرۃ المصطفٰےؐ جلد دوم ص ۱۰۵ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ؛ ابنِ سعد جلد دوم ص ۱۳ ؛ تاریخ طبری جلد دوم ص ۴۵۸

Marfat.com

غزوہ بنی قینقاع

میثاقِ مدینہ کی رُو سے یہودیوں پر یہ لازم ہو گیا تھا کہ وہ مُسلمانوں کے دُکھ سُکھ میں شریک ہوں۔ یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ یہ نئی تحریک اور طاقت اُن کے کام آئے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی روز ان میں ہی ضم ہو جائے۔ اس لئے انہوں نے شروع میں خاموشی کو ہی اپنے لئے بہتر سمجھا۔ لیکن تحویلِ قبلہ کے بعد یہودیّت سے مکمل طور پر قطع تعلّق ہو گیا۔ یہودیوں نے مختلف طریقوں سے اِسلام پر کیچڑ اُچھالنی شروع کر دی۔ اسلام اور یہودیّت میں بُعد المشرقین ہے۔ جب اُنہیں یقین ہو گیا کہ اسلام ان کی ہمنوائی نہیں کر سکے گا تو وہ کُھل کر اپنی کمینہ فطرت پر اُتر آئے۔ انہوں نے جوڑ توڑ، سازشوں اور پانچویں کالم کا ایک عظیم نظام اور جال پھیلا دیا۔

غزوہ بدر میں مُسلمانوں کی عظیم الشان فتح کے بعد مُسلمانوں کے متعلق یہودیوں کا روّیہ معاندانہ ہوتا گیا۔ دوسری طرف قریش نے بھی اُن سے رجوع کیا کہ وہ محمدؐ کو مدینہ بدر کر دیں ورنہ خود اُن کے غضب کا نشانہ بننے کے لئے تیار رہیں۔ خود رسُولؐ اللہ کا یہ خیال تھا کہ یہودی ایک نہ ایک دن اسلام قبول کر لیں گے۔ اس لئے آپؐ انہیں برابر اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ آپؐ نے سُوق بنی قینقاع میں جمع ہُوئے ہُوئے یہودیوں سے ارشاد فرمایا: "اے گروہِ یہود! اللہ سے ڈرو، کہیں قریش کی سزا کا نشانہ نہ بن جاؤ۔ اِس لئے اسلام قبول کر لو۔"

یہودیوں نے تکبّر سے جواب دیا: "اے محمدؐ! تم سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمہاری قوم کی طرح ہیں۔ تم اس دھوکے میں نہ رہنا۔ تم نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کیا جنہیں جنگ کے متعلّق کچھ علم نہ تھا، اِس لئے تم نے اُن کو شکست دے لی۔ ہماری حالت یہ ہے کہ واللہ! اگر ہم تم سے

Marfat.com

جنگ کریں گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں۔"[۱]

آنحضرتؐ کسی طور پر نہ تو یہودیوں کی طرف سے غافل تھے اور نہ ہی بدر میں اپنی فتح کے نشہ میں مخمور۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ یہودیوں کے ایسے رویّے کے پیشِ نظر مسلمان پہلے سے زیادہ چوکنّا ہو گئے۔ آپؐ کے جاسوس اندرونی اور بیرونی محاذوں پر پہلے سے زیادہ سرگرم عمل ہو گئے۔

انہی دنوں چند اوباش یہودی نوجوانوں نے انصار کی ایک مسلمان باپردہ خاتون کو بھرے بازار میں سلبِ پردہ کرنے کی کوشش کی۔ ایک راہ گیر مسلمان نے غیرتِ انسانی اور حمیّتِ اسلامی سے اس یہودی کو واصلِ جہنّم کیا اور خود بھی جامِ شہادت نوش کر گیا۔ اب یہودی بغاوت پر اُتر آئے۔[۲]

ان واقعات کی آپؐ کو اطلاع ملی تو آپؐ وہاں تشریف لے گئے اور انہیں دعوتِ اسلام دی اور شرارتوں سے باز رہنے کی تلقین کی۔ اس پر انہوں نے میثاقِ مدینہ کو توڑنے کا اعلان کر دیا۔

آپؐ نے فوری اقدامات یہ کئے کہ بنی نضیر اور عبداللہ بن اُبیّ، جو دونوں بنی قینقاع کے حلیف تھے، کو اپنی حکمتِ عملی سے بنی قینقاع کی اعانت سے باز رکھا اور خود ۱۵ شوال ۲ھ کو سنیچر کے روز ایک جمعیت کے ساتھ اُن پر حملہ آور ہوئے۔ وہ قلعہ بند ہو گئے۔ بالآخر پندرہ روز کے محاصرے[۳] کے بعد انہوں نے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیئے۔ اُن کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔

حوالہ جات

۱- ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۲۴

۲- ایضاً

۳- ایضاً ص ۲۵

Marfat.com

غزوۂ سویق

غزوہ بدر میں شکست کھانے کے بعد ابوسفیان نے عہد کیا کہ اگلے سال وہ انتقام لینے کے لئے ایک لشکرِ جرّار لے کر آئے گا۔ کچھ مُدّت کے بعد مدینہ سے نعیم بن مسعود الاشجعی عُمرہ کی نیّت سے مکّہ آیا۔ ابُوسفیان نے اُس سے مُسلمانوں کی عسکری تیاریوں کی بابت دریافت کیا تو نعیم نے جواب دیا کہ وہ مکمّل طور پر تیار ہیں۔ ابُوسفیان نے قحط سالی کے باعث اس سال لڑنے سے اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ اس نے نعیم کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ مدینہ جاکر مُسلمانوں کو کسی بھی طرح روکے اور اس خدمت کے صلے میں اُسے معقول رقم دینے کا وعدہ کیا۔ سُہیل بن عمرو اس معاملہ میں ضامن بنا۔

واپسی پر نعیم نے خُفیہ طریقے سے مُسلمانوں کو جہاد سے روکنا شروع کر دیا۔ اُس کے بہکانے سے کئی ایک مُسلمان جہاد میں جانے سے رُک گئے۔ جب آپؐ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا کہ "قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے ہمراہ کوئی نہ جائے گا تو میں خود تنہا جاؤں گا۔" اس کے بعد بہکاوے میں آنے والے مسلمان بھی آمادۂ جہاد ہوئے۔[۲]

ابوسفیان کا نعیم کے ذریعے مُسلمانوں میں بُزدلی پھیلانا اور ظاہر کرنا کہ وہ اس دفعہ لڑائی کے لئے تیار نہیں، ایک چال تھی۔ کیونکہ وہ دوسو چاق وچوبند سواروں کے ایک دستے کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہُوا تاکہ اپنی منّت پوری کر سکے۔ ظاہر ہے کہ وہ اچانک حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ وہ مدینہ کے حالات جاننے کے لئے بنی نضیر کے سردار سلام بن مُشکم کے ہاں ٹھہرا۔ چونکہ مُسلمان چوکس تھے اس لئے اُسے مدینہ پر شبخُون مارنے کا

Marfat.com

حوصلہ نہ ہُوا۔ البتہ اس نے مدینہ کے ایک نخلستان کو نذرِ آتش کرنے کے علاوہ معبدؓ بن عمرو انصاری کو شہید کر دیا۔[۳]

جُونہی آپؐ کو اطلاع ملی آپؐ نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ اُس کا تعاقب کیا اور قرقرۃ الکدر تک جا پہنچے۔ قریش نے جب محسوس کیا کہ اُن کا تعاقب کیا جا رہا ہے تو وہ حواس باختہ ہو کر بھاگے۔ اِس حواس باختگی میں وہ اپنے ستوؤں کے تھیلے پھینکتے چلے گئے جنہیں مُسلمانوں نے اُٹھا لیا۔ اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق مشہور ہو گیا۔ (عربی میں سویق ستوؤں کو کہتے ہیں)۔

حوالہ جات

۱۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے غزوۂ احزاب میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔

۲۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۲۷۳

۳۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۸۵

Marfat.com

غزوہ بنو سلیم

محرّم ۳ھ میں حضورؐ کو اطلاع ملی کہ بنو سلیم اور بنو غطفان کا ایک بڑا گروہ بحران میں مسلمانوں سے جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ آپؐ نے اپنی سپاہ کو تیاری کا حکم دیا لیکن یہ ظاہر نہ فرمایا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ آپؐ کی معیّت میں تین سو اصحابؓ تھے۔ جب آپؐ بحران سے ایک شب کے سفر کو پہنچے تو بنو سلیم کا ایک فرد ملا۔ آپؐ نے اُس سے اس کی قوم کے پڑاؤ کا پوچھا۔ اُس نے بتایا کہ وہ لوگ تو متفرّق ہو چکے ہیں اور اب اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ آپؐ نے اُسے محبوس رکھنے کا حکم دیا اور وہاں سے کُوچ کیا۔ بڑھتے بڑھتے آپؐ قرقرۃ الکدر کی طرف نکلے۔ یہ مقام عدن کی طرف ارحضیہ کے قریب واقع ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ مقام بنو سلیم کا گھاٹ تھا۔ آپؐ نے وہاں تین روز تک قیام کیا۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی اِس لئے کہ مدّمقابل میں مقابلے کی سکت نہ تھی۔ اُس کے اموال مُسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ یہ پانچ سو اُونٹ تھے جو مجاہدین میں تقسیم کر دیئے گئے۔ اِس کے بعد آپؐ عازم مدینہ ہُوئے۔ واپسی پر آپؐ نے اس قیدی کو رہا کر دیا!

حوالہ جات

۱۔ مغازی الرّسول ص ۱۴۲ واقدی

Marfat.com

غزوہ ذی امرؓ

اس غزوہ کو انمار اور غطفان کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو جو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی تھی اُس نے محمد حسین ہیکل کے الفاظ میں عرب قبائل کو کشمکش و پیچ میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ اس ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے کہ مسلمانوں سے لڑیں یا کوئی اور راہ اختیار کریں[1]۔ ایک روز آپؐ کو اطلاع ملی کہ نجد کے بنو غطفان کی دو شاخوں بنی ثعلبہ اور بنی محارب نے اپنے سردار دعثور بن حارث کی سرکردگی میں بمقام ذی امرؓ[2] جمعیت کی ہے اور وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ہر طرف سے آپؐ پر بطریق تاخت شب خون ماریں۔ یہ لوگ مدینہ کی بڑھتی ہوئی طاقت سے حسد کرتے تھے اور مسلمانوں کے مال و اسباب پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ اس سے پیشتر کہ غلیم مدینہ پر چڑھ دوڑے آپؐ ساڑھے چار سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ مکہؓ کے اس طاقتور حلیف کے خلاف مدینہ سے نکلے۔ آپؐ نے بنی ثعلبہ کے ایک فرد سے حالات دریافت کیے۔ اُس نے بتایا کہ اگر انہوں نے آپؐ کی نقل و حرکت کے متعلق سُن لیا ہوگا تو پھر انہوں نے راہِ فرار اختیار کر لی ہوگی۔ اُس کے بعد اُس نے اُن کی کمین گاہوں تک آپؐ کی رہبری کی، لیکن وہاں پہنچ کر پتا چلا کہ دشمن آپؐ کے آنے کی خبر سُن کر پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا ہے[3]۔

آپؐ نے اس علاقے میں تقریباً ڈیڑھ ماہ قیام کیا کیونکہ آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ اگر مکہؓ کے خلاف معاشی ناکہ بندی کو کامیاب بنانا ہے تو یہ ضروری ہے کہ اِس راستے کا کنٹرول مدینہ کے ہاتھ میں ہو۔ قیام کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مسلم سپاہی اور جونیئر کمانڈر اِس علاقے کے جغرافیے سے آگاہی حاصل کر سکیں تاکہ مستقبل میں اُن کو کسی قسم کی کوئی دشواری

Marfat.com

پیش نہ آئے۔ آپؐ کے اس سفر سے دشمن بھی خوفزدہ ہُوا اور تبلیغِ اسلام کے مواقع بھی ہاتھ آئے۔ اس سے غیر وابستہ قبائل پر بھی اچھا خاصا اثر پڑا۔

حوالہ جات

۱۔ سیرۃ الرسولؐ ص ۳۶۰ محمد حسین ہیکل

۲۔ یہ نجد کے علاقے میں ایک موضع تھا جہاں غطفانی رہائش رکھتے تھے۔

۳۔ سیرۃ الرسولؐ ص ۳۶۰ محمد حسین ہیکل

Marfat.com

سریہ محمدؓ بن مسلمہ

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتح سے کیا نوازا کہ اُن کے خلاف ریشہ دوانیوں میں اضافہ ہو گیا۔ کئی قسم کے عناصر آپؐ کے خلاف بالخصوص اور مسلمانوں کے خلاف بالعموم سرگرمِ عمل تھے۔ اُن میں سے کچھ زیرِ زمین اپنی مذموم حرکات میں مصروف تھے اور کچھ علانیہ برسرِ پیکار تھے۔ انہی میں سے ایک کعب بن اشرف تھا جس کی ماں بنی نضیر سے تعلق رکھتی تھی۔ وہ خود ایک شعلہ بیان مقرر ؔشاعر تھا۔ اُسے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خبر سُن کر دلی رنج ہُوا۔ قریش کے سرکردہ افراد کی ہلاکت پر وہ چلا اُٹھا: "اگر محمدؐ نے ان لوگوں کو ختم کر دیا ہے تو زمین پر زندہ رہنے سے اس کے اندر جانا بہتر ہے"۔ جب اُسے یقین ہو گیا تو وہ مکہ کی طرف چل پڑا جہاں اُس نے ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور دیگر مقتولین کے مرثیے لکھے اور قریش پر زور دیا کہ وہ اپنا کھویا ہُوا وقار بحال کریں اور مدینہ پر ایک بھرپور حملہ کریں۔ اُس نے اُن کو اپنی مدد کا بھی یقین دلایا۔[۱]

کعب آپؐ کی ہجو تو پہلے بھی لکھتا اور اُس کی اشاعت کرتا تھا۔ لیکن اب اُس نے اس میں زیادہ تیزی پیدا کر دی۔ اس کے علاوہ وہ مُسلمان خواتین سے فرضی معاشقے پر مبنی اشعار کہتا تاکہ اُن کی دِل آزاری ہو۔[۲] یعقوبی کا بیان ہے کہ کعب وُہی یہودی ہے جس نے آپؐ کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔[۳]

آپؐ کو مسلسل اُس کے متعلق اطلاعات مل رہی تھیں۔ اب اُس کو کیفرِ کردار تک پہنچانا ضروری ہو گیا تھا۔ آپؐ نے اس مقصد کے لئے ۱۴ ربیع الاوّل ۳ھ کو محمدؓ بن مسلمہ، عباد بن بشر، ابونائلہؓ[۴] (کعب کے رضاعی بھائی)، حرثؓ بن اوس اور ابوعبسؓ بن جبر کو روانہ کیا۔

Marfat.com

آپؐ خود ان حضرات کے ساتھ بقیع غرقد تک تشریف لے گئے۔ ابو نائلہؓ اس کے پاس گئے اور بظاہر آپؐ سے انحراف کر کے اُس کے پاس آپؐ کی شکایات کیں۔ مزید برآں کہا کہ "یہ اسلحہ رہن رکھ لو اور میرے رفقاء کے کھانے کا بندوبست کرو"۔ اس پر کعب راضی ہو گیا۔ اس کے بعد ابو نائلہؓ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ آئے پھر اُن کی معیّت میں اُس پر اُس وقت دھاوا بول دیا جب وہ اپنے قلعہ سے باہر نکلا۔[۵]

کعب کے قتل سے یہودیوں میں خوف وہراس پھیل گیا اور وقتی طور پر ان کی مذموم سرگرمیاں رُک گئیں۔

حوالہ جات

۱۔ ابن ہشامؒ جلد دوم ص ۲۹

۲۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۸۵

۳۔ فتح الباری جلد ہفتم ص ۲۳۷

۴۔ ان کا نام سلکان بن سلامہ تھا۔

۵۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۸۵۔۱۸۶؛ فتح الباری جلد ہفتم ص ۲۳۸

Marfat.com

سریہ زیدؓ بن حارث

اسے سریہ قردہ بھی کہتے ہیں۔ غزوۂ بدر میں اپنی عبرتناک شکست کے بعد قریش نے اپنی قدیم تجارتی شاہراہ کو استعمال کرنا ہی چھوڑ دیا۔ اس بات کے باوصف کہ نجد کے قبائل کی اکثریت قریش کے حلیفوں کی تھی اُن کے دل سے مُسلمانوں کے خوف کا کانٹا نہ نکل سکا۔ اس تجارتی شاہراہ کے عدم استعمال سے اُن کا معاشی نظام ہی درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ اس اثناء میں آپؐ نے مدینہ کے اردگرد کے قبائل کے ساتھ حلیفی معاہدات طے کیے اور اس طرح اپنی پوزیشن مزید مستحکم کی مُسلمان مختلف علاقوں پر ہمہ وقت چوکنا رہتے۔ شام کی تجارتی شاہراہ بند ہونے پر ابوسفیان اور صفوان بن اُمیہؓ نے کہا کہ اگر ہم مکہؓ میں اسی طرح پڑے رہے تو اپنی ساری پونجی ختم کر دیں گے۔ اس پر زمعہ بن الاسود نے اُن کو فرات بن حیّان عجلی کا نام بطور بدرقہ تجویز کیا جو ان کو نجد کی ایسی راہ سے لے جائے گا کہ اگر اندھا بھی اُس پر گامزن ہو تو وہ بھی راستہ نہ بھٹکے۔ چنانچہ اس کی خدمات حاصل کی گئیں! اُس نے اُن کو یقین دلایا کہ اس کا اختیار کردہ راستہ مسلمانوں میں سے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ دوسرے اس راہ میں پہاڑوں اور بیابانوں کا ایک لامتناہی سلسلہ پھیلا ہُوا ہے۔

ان یقین دہانیوں کے بعد قریش کا یہ قافلہ سامانِ تجارت لے کر روانہ ہوا۔ اس قافلے میں چاندی اور دوسری مصنوعات کی قیمت ایک لاکھ درہم کے لگ بھگ تھی۔ اس قافلے میں ابوسفیان، صفوان بن اُمیہؓ، حویطب بن عبدالعزیٰ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ شامل تھے۔ یہ موسم سرما تھا اس لئے قریش نے پانی ساتھ لے جانے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔ یہ قافلہ مدینہ سے بہت دُور نجد کے صحراؤں سے سفر کرتا ہُوا جا رہا تھا، اس لئے یہ مسلمانوں کے حملے

Marfat.com

سے قطعی طور پر محفوظ تھا۔

جس وقت قریش نے اِس نئے راستے سے جانے کا فیصلہ کیا تو مدینہ کے نعیم بن مسعود اشجعیؓ[۲] مکہؓ میں موجود تھے۔ انہوں نے جلدی جلدی کاروانِ تجارت اور قریش کے راستے کی ساری تفصیلات ساتھ لیں اور مدینہ کا رُخ کیا۔ مدینہ میں انہوں نے اس کا ذکر سلیط بن نعمان کے ساتھ کیا جنہوں نے سارا واقعہ آپؐ کے گوش گزار کیا۔ آپؐ نے اِس اطلاع کے ملنے کے بعد زیدؓ بن حارث کی سرکردگی میں کمال رازداری سے ایک سو سواروں کا ایک دستہ اِس مہم پر روانہ کیا۔ آپؐ نے اُن کو حکم دیا کہ قافلہ بچ کر نکلنے نہ پائے۔

زیدؓ نے تیز گام ہو کر قافلے کو قردہ کے مقام پہ جا لیا۔ یہ نجد کے گھاٹوں میں سے ایک گھاٹ تھا۔ قریش کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے مُسلمانوں کو اپنے سر پر دیکھا۔ اُن کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ مُسلمانوں کو اُن کے اس نئے راستے کی بھی آگاہی ہو جائے گی۔ وہ اپنے طور پر نہایت سکُون سے منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ اب وہ دہشت زدہ ہو کر اُلٹے پاؤں بھاگے اور اپنا مال و اسباب وہیں چھوڑا جو مُسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ میرِ کارواں فرات بن حیان عجلی کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ وہ مدینہ آ کر اپنی رضا سے حلقہ بگوشِ اِسلام ہُوا۔[۳]

اِس طرح قریش سر منڈاتے ہی اولے پڑنے کے مصداق اِس نئے تجارتی راستے سے بھی محروم ہو گئے۔ شامی اور نجدی شاہراہوں کی مکمل اقتصادی ناکہ بندی سے وہ تجارتی پس منظر سے بھی ہٹ گئے۔ یہ تبدیلی اس امر کی غمّازی کرتی تھی کہ مُسلمانوں کی معیشت مستحکم ہو رہی تھی۔

حسّانؓ بن ثابت نے قریش کو یہ راستہ اختیار کرنے پر غزوہ اُحد کے بعد بدر الاُخریٰ میں ملامت کرتے ہوئے چند اشعار کہے۔ ان کے اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔[۴]

شام کی چھوٹی نہروں کو اب چھوڑ دو کہ اُن کے (اور تمہارے) درمیان ایسی تیز (تلواریں) حائل ہو گئی ہیں جو پیلو کے درخت کھانے والی حاملہ اُونٹنیوں کے مُنہ کی طرح (خوفناک) ہیں۔

Marfat.com

(مذکورہ تلواریں) اُن لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اپنے حقیقی مدد کرنے والے کی طرف ہجرت کی ہے اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

بطن عالج کی نشیب کی جانب کوئی (قافلہ) چلے تو اس سے کہہ دینا کہ اُدھر راستہ نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۲۷ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۲۱۷

۲۔ یہ غزوہ احزاب میں اہم کردار ادا کرنے والے صاحب ہیں۔

۳۔ ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۲۷ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۲۱۷

۴۔ ایضاً ص ۲۷-۲۸

Marfat.com

غزوۂ اُحد

آغاز میں قریش آپؐ کو ناپسند کرتے تھے پھر آپؐ سے نفرت کرنے لگے۔ اب بدر میں شکست کے بعد اُنہوں نے اپنے وسائل کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اگلی جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ وہ دینی، عسکری، معاشرتی اور معاشی اسباب کی بنا پر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے تھے تاکہ بدر اور سریہ زیدؓ بن حارث میں اُن کا کھویا ہُوا شرف دوبارہ بحال ہو سکے۔ مُسلمانوں نے اُن کا شام کی طرف جانے والا تجارتی راستہ بند کر دیا تھا۔ اب وہ محض حبشہ کی طرف ہی تجارت کر رہے تھے لیکن اِس میں شام والے منافع کی بات کہاں تھی۔ ایک نئی جنگ کی تیاریوں میں اُن کے شُعرا اور عورتوں کا بھی گہرا ہاتھ تھا۔ وہ اپنے آتشیں کلام اور طعن و تشنیع سے جلتی پر تیل کا کام کرتے۔

آپؐ کو قریش کی اِن تیاریوں کے متعلق اطلاع عبّاس بن عبد المطّلب نے بنی غفار کے ایک قاصد کے ہاتھ بھیجی۔[۱] اُنہوں نے قاصد کو ایک سربمہر خط دیا اور اس سے یہ شرط کر لی کہ تین شبانہ روز میں آپؐ کے پاس مدینہ پہنچے۔ اُس خط میں قریش کے لشکر کی تعداد اور سامانِ حرب وغیرہ کی مکمل تفصیل درج تھی۔ یہ کہ قریش کے لشکر میں تین ہزار افراد شامل ہیں اور ان کے ہمراہ دو سو گھوڑے ہیں۔ اُن میں سات سو زرہ پوش ہیں۔[۲] یہ لشکر ابو سفیان کی سرکردگی میں ۵ شوال ۳ ھ کو مکّہ سے روانہ ہُوا۔[۳] لشکر میں پندرہ عورتیں بھی تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مردوں کو جوش دلاتی تھیں۔[۴]

قاصد یہ نامہ لے کر صبا رفتاری کے ساتھ مدینہ روانہ ہُوا۔ اس نے تین روز میں یہ مسافت طے کر لی۔ آپؐ مسجدِ قبا سے نکل کر اُونٹ پر سوار ہُوا ہی چاہتے تھے کہ قاصد حاضر

Marfat.com

ہُوا۔ اُس نے خط پیش کیا۔ آپؐ نے اُبیؓ بن کعب کو یاد فرمایا جنہوں نے خط لے کر حضورؐ کو اس کا متن سُنایا۔ آپؐ نے اُنہیں اسے صیغۂ راز میں رکھنے کی ہدایت کی۔[۵] اس کے بعد آپؐ سعدؓ بن ربیع کے ہاں تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا کہ کوئی اور فرد بھی گھر میں ہے یا نہیں ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ نہیں۔ اب آپؐ نے اُن کے ساتھ خط مذکور کا ذکر کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہود منافقین سے خبر لیتے رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ محمدؐ کے پاس ابھی کوئی ایسا مژدہ نہیں آیا ہے جو اُن کو خوش کرے۔ آپؐ نے اُن کو یہ ہدایت کی کہ مضمونِ خط مخفی رہے۔ اس کے بعد آپؐ مدینہ تشریف لے آئے۔ سُوءِ اتفاق سے سعدؓ بن ربیع کی اہلیہ گھر میں تھیں جنہوں نے یہ باتیں سُن لیں اس لئے یہ راز مخفی نہ رہ سکا۔

جب قریش کے لشکر کو مکہ سے روانہ ہُوئے چوتھا روز تھا اور یہ ذی طوی میں پڑاؤ ڈالے ہُوئے تھا کہ عمرو بن سالم الخزاعی اور چند دیگر افراد قریش سے چُھپ چُھپا کر علیحدہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے اور آپؐ کو سب اطلاع دے دی۔[۶] پھر یہ لوگ لوٹ گئے اور بطن رابغ میں قریش سے جا ملے۔ دوسری طرف ابُوسفیان، جس کے ہاتھ میں لشکر کی قیادت تھی، کو اپنے ذرائع سے اُن کے اقدام کا پتا چل گیا۔ اُس نے کہا کہ قسم ہے کہ یہ لوگ یعنی عمرو بن سالم وغیرہ خزاعی محمدؐ کے پاس گئے تھے اور ہمارے آنے کی اس کو خبر کر آئے ہیں اور اُس کو ڈرا کر ہوشیار کر دیا ہے اور ہمارے لشکر کی مردم شماری سے اُن کو خبر کر دی ہے۔[۷]

اب آپؐ نے پیدا ہونے والی صورتِ حال کے متعلق مُسلمانوں سے مشورہ کیا کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ شہر میں رہ کر مدافعت کرنی چاہیئے، جب کہ کچھ لوگوں کی رائے اس کے برعکس تھی۔ آخر آپؐ نے اکثریت کے فیصلے کے پیشِ نظر مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ آپؐ نے ۱۱ شوال ۳ھ بمطابق ۲۲ مارچ ۶۲۵ء کو جُمعہ کی نماز کے بعد اُحد کی طرف کُوچ کیا۔ آپؐ کے ساتھ ایک ہزار سپاہی تھے جن میں صرف ایک سو زرہ پوش تھے۔ جب آپؐ شوطہ کے مقام

Marfat.com

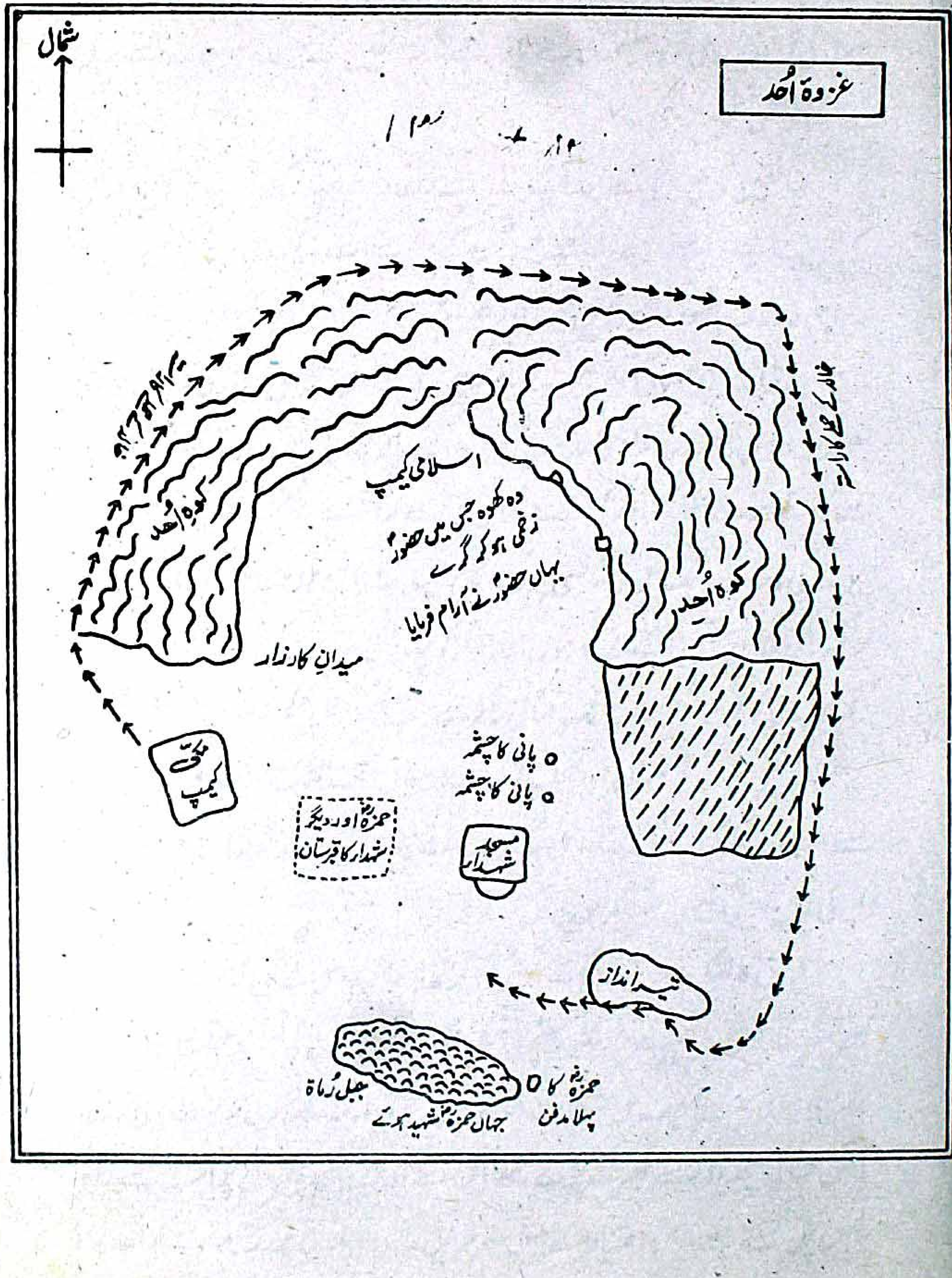
غزوۂ اُحد
شمال
کوہِ اُحد
اسلامی کیمپ
وہ کھوہ جس میں حضورؐ
زخمی ہو کر گرے
یہاں حضورؐ نے آرام فرمایا
کوہِ اُحد
میدانِ کارزار
مکی کیمپ
پانی کا چشمہ
پانی کا چشمہ
حمزہؓ اور دیگر
شہداء کا قبرستان
مسجد
شہداء
تیر انداز
جبل رُماۃ
جہاں حمزہؓ شہید ہوئے
حمزہؓ کا
پہلا مدفن

Marfat.com

Marfat.com

پر پہنچے تو عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں (جو منافقین تھے) سمیت علیحدہ ہو گیا۔[۸] اس کے اس غدّاری پر مبنی فعل کا اثر بنو سلیم اور بنو حارثہ پر بھی ہوا لیکن جب آپؐ نے اُن کو جہاد کی ترغیب دی تو وہ علیحدگی سے باز رہے۔[۹] منافقین کے علیحدہ ہو جانے سے دین کے معاملہ میں تطہیر ہو گئی!

منافقین کی علیحدگی کے بعد آپؐ نے اپنے رفقاء سے کہا: "کون ہے جو ہمیں دُشمن کے قریب ایسے راستے سے لے چلے جو دشمن کے سامنے سے نہ گزرتا ہو؟" ابو خیثمہؓ حارثی نے اپنی خدمات بطور راہبر پیش کیں[۱۱] اور پھر آپؐ کو حرّہ بنی حارثہ کی طرف لے چلے۔

مدینہ میں چھ نمایاں وادیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں:- وادی العقیق، وادی قناۃ، وادی بطحان، وادی محضور، وادی مذینیب اور وادی رانونا۔ ابو خیثمہؓ حارثی مختلف باغات سے ہوتے ہوئے لشکر کو اُحد کی ایک گھاٹی میں لے کر اُترے۔ اُطمُ الصخیان بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے ایک عُمدہ حفاظتی چوکی کا کام دیتا تھا اور وہاں سے دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھی جا سکتی تھی۔ آپؐ نے اُونٹوں اور لشکر کو پہاڑ کی طرف رکھا اور ہدایت فرمائی کہ "تم میں سے کوئی بھی اُس وقت تک قتال نہ کرے جب تک میں حُکم نہ دُوں"۔ جبلِ اُحد کے جنوب میں مشرقی ڈھلوان اور نخلستانوں کے درمیان ایک تنگ وادی قناۃ تھی جہاں سے اچانک حملہ کیا جا سکتا تھا۔ اس جگہ پر آپؐ نے پچاس تیر انداز تعیّنات فرمائے اور اُن کی کمان عبداللہؓ بن جُبیر کو سونپی۔

قریش کا لشکر مدینہ کے نزدیک سے گُزر کر شمالی جانب اس لئے گیا کہ جنوب کی طرف سے تُستر سوار فوج کا شہر کے نزدیک پہنچنا مشکل تھا۔ اور اِس فوج کی نقل وحرکت کی راہ میں مدینہ کی جنوبی سمت بہت سی مشکلات حائل تھیں۔ چونکہ مدینہ کے جنوبی دشت تیز ونوکدار آتش فشانی پتھروں سے بھرے پڑے تھے اِس لئے اُونٹ اُن پتھروں پر آسانی سے راہ نہیں چل سکتے تھے۔ اس احتیاط کے پیشِ نظر قریش نے ۲۱ مارچ بروز جمعرات کو اُحد کے

Marfat.com

نزدیک مدینہ کے شمال میں (براستہ وادی العقیق) پڑاؤ ڈالا۔ قریش رسد کے لئے اپنے یہودی حلیفوں پر بھروسا کر کے چل پڑے تھے اور جنگی اُمور سے متعلق خبر رسانی میں وہ منافقین پر تکیہ کئے ہوئے تھے کہ وہ مُسلمانوں کی تیاریوں اور اُن کو نقل و حرکت کی اطلاع دیتے رہیں گے۔ لیکن اتنی طویل مسافت اور اتنا وقت گزرنے پر بھی اُن کو مُسلمانوں کی نقل و حرکت کی کوئی اطلاع نہ ملی، نہ ہی حضورؐ کے ارادے کا اُن کو کچھ پتا چل سکا۔[11] جس وقت آپؐ نے اُحد کی وادی میں پڑاؤ ڈالا اُس وقت قریش اپنے اُونٹ اور گھوڑے صمغہ (اُحد کے نزدیک) کے کھیتوں میں چروا رہے تھے۔ یہ کھیت مُسلمانوں کی ملکیت تھے۔[12] جب قریش مدینے کے قریب ذوالحلیفہ پہنچے تو مُسلمانوں کے جاسُوس اُن میں شامل ہو گئے اور جب یہ فوج جبلِ اُحد کے مغرب میں زغابہ میں مقیم ہو گئی تو آپؐ کو آکر رپورٹ دی۔[13] آپؐ نے مالکؓ بن خلف اور ان کے بھائی نعمانؓ بن خلف کو اُحد سے کچھ قبل اطلاعات فراہم کرنے کے لئے بھیجا تھا اور وہ دونوں اپنے فرائض انجام دیتے ہُوئے شہید ہو گئے تھے۔[14]

وادی اُحد میں اُترنے کے بعد آپؐ نے انسؓ اور مونسؓ، جو فضالہ کے فرزند تھے، کو قریش کی عسکری معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ دونوں وادی عقیق تک گئے اور قریش میں اس طرح رل گئے کہ کوئی بھی اُن کو پہچان نہ سکا۔ انہوں نے قریشی لشکر کے ساتھ ہی الٹا تک سفر کیا یہاں تک کہ وہ سب بالوط پر آکر اُترے۔ یہاں سے یہ دونوں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو اطلاع دی کہ لشکرِ قریش مدینے کے قریب آچکا ہے بلکہ عُریض کی چراگاہ بھی صاف کر چکا ہے۔[15] اس وقت تک قریش کا لشکر اُحد نہیں پہنچا تھا۔ جب قریش کا لشکر خیمہ زن ہو گیا تو آپؐ نے خبابؓ بن منذر کو بھیجا کہ وہ قریش کے لشکر کی تعداد اور ساز و سامان کا صحیح صحیح اندازہ لگا کر آئیں۔ آپؐ نے اُن کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اپنی حاصل کردہ معلومات تخلیہ میں آکر بتائیں۔ انہوں نے کمال احتیاط سے قریش کے لشکر میں گھوم پھر کر مفید معلومات جمع کیں اور واپس آکر صحیح تعداد کا تخمینہ بتایا۔[16] ان کی فراہم کردہ

Marfat.com

اطلاعات عباس بن عبدالمطلب جیسی ہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا:۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اَللّٰھُمَّ بِکَ حُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ یعنی اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین وکیل ہے۔ اے خدا تجھ سے ہی میں طاقت مانگتا ہوں اور تجھی سے میں رُعب و دبدبہ چاہتا ہوں"۔

سلمہؓ بن سلامہ کا جُمعہ کے روز قریش کے دس سواروں سے سامنا ہو گیا۔ سلمہؓ نے اُن پر اتنی سنگباری کی کہ راستہ صاف ہو گیا اور اپنے قبیلے عبدالاشہل میں پہنچ کر خبر کی۔ چونکہ شہر پر حملے کا اندیشہ تھا اس لئے ہر طرف پہرے بٹھا دیئے گئے۔ سعدؓ بن عبادہ اور سعدؓ بن معاذ ہتھیار لگا کر تمام رات مسجدِ نبویؐ کے دروازے پر پہرہ دیتے رہے تاکہ دشمن شبخون نہ مار سکے۔[۱۷]

قریش کے ہراول دستے کی کمان خالد بن ولید کے پاس تھی جب کہ عکرمہ بن ابی جہل ڈپٹی کمانڈر تھا۔ ان دونوں کے والد غزوہ بدر میں واصلِ جہنم ہوئے تھے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ اُن کے دِلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اس لئے اُن کی طرف سے بے حد احتیاط کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے کسی بھی ممکنہ حملے کے پیشِ نظر حمزہؓ کو ایک دستے کی معیّت میں اُن کی طرف روانہ فرما دیا تھا لیکن اُن کو سختی سے یہ ہدایت بھی دی کہ کسی بھی صُورت میں حصار سے آگے نہ جایا جائے اور جب تک دشمن پہل نہ کرے کسی قسم کا کوئی جارحانہ اقدام نہ کیا جائے۔ داہنے طرف کی حفاظت کے لئے رسالے کا ایک دستہ تعینات کیا گیا جو کہ سوار دستوں کی صف بندی کے لئے موزوں تھا۔[۱۸]

آپؐ نے قریش کے لشکر کی آمد سے پہلے جو مختلف جاسُوس بھیجے اُن کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں آپؐ نے جبلِ اُحد کے اس حصّے پر اپنا مورچہ بنا لیا جو فنِ حرب کے نکتہ نگاہ سے بہت اہم تھا۔ یہ مقام دُشمن کے محفوظ مقام غابہ اور اُس کے لشکر کے درمیان تھا۔ عبداللہؓ بن جُبیر کی کمان میں تیر اندازوں کو ایک ایسی جگہ تعیّنات کیا گیا جہاں سے نہ صرف

Marfat.com

دشمن کے تازہ حملوں کی مدافعت ہی ہوسکتی تھی بلکہ جنگ کے دوران میں اقدام کرنے والے مسلمان دستوں کی اعانت بھی ممکن تھی۔ آپؐ نے اپنی فوجوں کو اندھا دُھند میدان میں نہیں جھونکا بلکہ آپؐ نے کسی بھی غیر متوقع صورتِ حال کا سامنا کرنے کے لئے محفوظ دستے بھی علیحدہ رکھ چھوڑے۔

جب گھمسان کا رَن پڑا تو مسلمانوں نے خُوب دادِ شجاعت دی۔ کفّار کے قدم اُکھڑ گئے تو مُسلمانوں نے مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ اُن کو دیکھ کر تیر انداز بھی عبدؓ اللہ بن جُبیر کے منع کرنے کے باوجود نیچے اُتر آئے۔ یقینِ محکم میں کمی کے باعث خالد بن ولید نے عکرمہ بن ابی جہل کی معیّت میں اپنے دستوں کے ساتھ اس درّہ میں سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس طرح مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا۔ نظم کی اجتہادی خلاف ورزی کے باعث لڑائی کا پانسہ پلٹنے کی اس حالت میں آپؐ بھی زخمی ہو گئے بلکہ ایک موقع ایسا بھی آیا کہ آپؐ کی شہادت کی افواہ بھی گرم ہو گئی۔ اس موقع پر ابنِ قمیہؓ نے غلطی سے مُصعبؓ بن عمیر کو آنحضرتؐ سمجھ لیا، اور اپنی دانست میں اُس نے آپؐ کو شہید کر ڈالا۔ قریش اِس پر پھُولے نہ سمائے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا۔ دوسری طرف مسلمانوں نے بھی دِل ہار دیئے لیکن جلد ہی کعبؓ بن مالک نے آپؐ کو شناخت کر لیا۔ اُن کے فلک شگاف نعروں نے تتر بتر ہونے والے مسلمانوں کو آپؐ کے پرچم تلے جمع کیا۔ جب ابوسفیان کو آپؐ کے زندہ ہونے کی خبر ملی تو اُس کے اعصاب جواب دے گئے اور وہ اپنے ساتھیوں کو مجتمع نہ کر سکا۔ اب دونوں اطراف سے محض نعروں کا تبادلہ ہُوا اور قریش مکّہ کو سُدھارے۔

مُسلمان تیر انداز اگر آپؐ کے احکام کو نظر انداز نہ کرتے تو جنگ کا نقشہ کچھ اور ہی ہوتا۔[19] احکام کی تعمیل ہی تو میدانِ کارزار کی جان ہوتی ہے۔ بہر حال صرف دس فی صد کا نقصان اُٹھا کر مُسلمان جو بچ نکلے یہ لاریب آپؐ کی مثالی قیادت کا ہی نتیجہ تھا۔ دشمن جب میدانِ کارزار سے ہٹ گیا تو آپؐ کو خیال ہوا کہ مبادا وہ مدینہ پر حملہ کر دے۔ چنانچہ آپؐ نے

Marfat.com

اُس کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے علیؓ مرتضےٰ کو بھیجا اور فرمایا کہ "وہ جا کر یہ دیکھیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور اب اُن کا کیا ارادہ ہے؟ اگر وہ گھوڑوں کو کوتل چھوڑ کر اُونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں تو سمجھو کہ وہ مکّہ کا قصد رکھتے ہیں اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اُونٹوں کو ہانک رہے ہیں تو وہ مدینہ کا قصد کر رہے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر انہوں نے مدینہ کا رُخ کیا تو میں وہیں پہنچ کر اُن سے جنگ کروں گا۔"

علیؓ مرتضےٰ دشمن کے پیچھے گئے تو دیکھا کہ انہوں نے گھوڑوں کو کوتل رکھا ہے اور اُونٹوں پر سوار ہو کر مکّہ کی طرف جا رہے ہیں۔[20] روانگی سے قبل انہوں نے باہم مدینہ کو تاخت و تاراج کرنے کا مشورہ کیا تھا مگر صفوان بن اُمیہؓ نے انہیں اس حرکت سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔ علیؓ مرتضےٰ نے واپس آکر آپؐ کو صُورتِ حال سے آگاہ کیا تو آپؐ سمجھ گئے کہ مدینے پر حملے کا کوئی امکان نہیں ہے، کیونکہ صرف طویل سفر ہی کے لئے گھوڑوں کو کوتل کیا جاتا ہے۔ واقدی کا کہنا ہے کہ آپؐ نے اس مشن پر سعدؓ بن ابی وقاص کو بھیجا تھا جنہوں نے عقیق میں جا کر اُن کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے اُونٹوں پر بار کیا ہُوا تھا اور گھوڑوں کو خالی لے گئے۔ جب سعدؓ واپس آئے اور آپؐ سے تمام احوال گوش گزار کئے تو آپؐ نے اُن کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی آواز پست کریں کیونکہ ہر آئینہ جنگ میں خدع یعنی دھوکا ہوتا ہے۔ اُن کے پھر جانے سے لوگ خوش نہ ہوں کیونکہ خُدا نے اُن کو پھیر دیا ہے۔[21]

جب قریش مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر روحا نامی مقام پر پہنچے تو مدینہ کی طرف سے آنے والے ایک شخص معن خزاعی نے ابوسفیان کو بتایا کہ آپؐ ایک تازہ دم فوج کے ساتھ قریش پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہے ہیں اور مُسلمان انتقام کے جذبے سے بھرے ہوئے ہیں۔ ابوسفیان نے سوچا کہ قریش تو تیاری کے مُوڈ میں ہیں اور اس طرح اگر لڑائی ہو گئی تو قریش کی قوّت مزید کمزور پڑ جائے گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ آخر اُس کے ذہن میں ایک تجویز آئی۔ اُس نے مدینہ کی جانب جانے والے بنو عبد القیس نامی

Marfat.com

ایک قافلے کے ایک سوار سے کہا :-

"محمدؐ تک میرا یہ پیام پہنچا دینا کہ ابوسفیان نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک مرتبہ پھر حملہ آور ہو اور مسلمانوں کی بچی کھچی طاقت کو بھی ہمیشہ کے لئے ختم کر دے"۔ یہ پیام دے کر وہ اپنی فوج کو لے کر تیزی سے مکہؐ کی جانب روانہ ہو گیا۔

غزوہ اُحد میں مسلمانوں کی عارضی ہزیمت کو مکمل شکست اور قریش کی وقتی فتح کو مستقل فتح کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ ابوسفیان حالات سے مکمل طور پر باخبر نہیں تھا۔ اُس نے کوئی احتیاطی تدبیر نہ کی اور اِس پہلو کو بالکل ہی نظرانداز کر دیا۔ قریش کا جاسوسی نظام ہونے نہ ہونے کے برابر تھا جب کہ آپؐ کو اُن کے ہر لحظہ ہونے والے واقعات کی خبر تھی۔ جونہی وہ مکہؐ سے حملہ کے لئے تیاری باندھ رہے تھے تو آپؐ کو عباس بن عبدالمطلب کے ذریعے مکہؐ سے اِطلاع مل گئی تھی۔ اسی طرح آپؐ کو لڑائی کے بعد ابوسفیان کی پشیمانی اور امکانی واپسی کی بروقت اطلاع مل گئی تھی۔ ابوسفیان جب روحار کے مقام پر پہنچا تو بہت پشیمان ہُوا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ واپس چلا جائے اور مسلمانوں کا ایک ہی دفعہ خاتمہ کر دے لیکن وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش میں باہم پھُوٹ تھی۔ قریش کو تو عبداللہ بن اُبیؐ کی اپنے ساتھیوں سمیت علیحدگی اور کچھ یہودیوں کا ساتھ نہ دینے کی اطلاع بہت بعد میں ملی ورنہ ممکن ہے کہ وہ اِتنی جلدی کُوچ نہ کرتے۔ اس کی تصدیق عمرو بن العاص کے اِس بیان سے ہوتی ہے۔ لڑائی کے بعد ایک دفعہ لوگوں نے عمرو بن العاص سے پوچھا تو انہوں نے کہا :-

"جب ہم نے اُن پر غلبہ کیا اور ہم نے اُنہیں سے جس کو پایا اور وہ لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے۔ بعد ازاں کہ اُن کے گروہ پھر جمع ہو گئے اور اُن کو غلبہ ہُوا۔ تب قریش نے باخود مشورت کی اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے غلبہ و ظفر ہے۔ کاش ہم لوگ پھر چلیں کیونکہ ہم کو خبر پہنچی ہے کہ عبداللہ بن اُبیؐ سوم حصّہ لوگوں کو ساتھ لے کر جا چکا ہے۔ اور قبیلہ اوس و

Marfat.com

خزرج سے کچھ لوگ پیچھے رہ گئے ہیں اور ہم ایمن نہیں ہیں کہ مسلمین ہم پر عود کریں۔ اور ہم میں اکثر زخمی ہیں اور اکثر گھوڑے ہمارے تیروں سے زخمی ہیں۔ چنانچہ وہ سب چلے گئے۔ پس ہم لوگ روحا تک پہنچے تھے کہ کچھ لوگ آمادۂ جنگ ہمارے سامنے آئے مگر وہاں سے روانہ ہو گئے۔" ۲۲

دوسری طرف آپؐ اور مسلمان تجدید جنگ کی اطلاعات سے قطعاً ہراساں نہ ہوئے بلکہ اُن کی صفوں میں ویسے ہی نظم تھا جیسے وہ ابھی میدانِ کارزار کی طرف جا رہی ہوں۔

حوالہ جات

۱۔ سیرہ شامی بحوالہ عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ص ۴۸ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ؛ زرقانی جلد دوم ص ۲۱

۲۔ مغازی الرّسول ص ۱۴۸ واقدی

۳۔ طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۲۵ ؛ زرقانی جلد دوم ص ۲۰

۴۔ زرقانی جلد دوم ص ۲۶

۵۔ اس سے آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ شہر میں خوف و ہراس نہ پھیل جائے اور مدینہ میں پانچواں کالم حملہ آوروں کی اعانت کے لئے مستعد نہ ہو جائے۔

۶۔ امتاع الاسماع ص ۱۱۵ بحوالہ عہدِ نبویؐ کے غزوات و سرایا ص ۱۱۷ ڈاکٹر رؤفہ اقبال ؛ مغازی الرّسول ص ۱۴۸ واقدی

۷۔ مغازی الرّسول ص ۱۴۸ واقدی

۸۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۸۸

۹۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۴۴-۴۵

Marfat.com

۱۰۔ قرآنِ حکیم ۳ : ۱۴۱-۱۴۲

۱۱۔ مغازی الرّسول ص ۱۵۹ واقدی

۱۲۔ عہدِ نبویؐ کے غزوات و سرایا ص ۱۱۸ ڈاکٹر رؤفہ اقبال

۱۳۔ مغازی الرّسول ص ۱۵۰ واقدی

۱۴۔ اسد الغابہ جلد چہارم ص ۲۷۸

۱۵۔ مغازی الرّسول ص ۱۵۱ واقدی

۱۶۔ اسد الغابہ جلد اوّل ص ۳۶۰

۱۷۔ امتاع الاسماع ص ۱۱۵ بحوالہ عہد نبویؐ کے غزوات و سرایا ص ۱۱۸ ڈاکٹر رؤفہ اقبال

۱۸- Ahmed, Brig. Gulzar; The Battles of the Prophet of Allah, Vo. I, P. 210.

۱۹۔ سن تزو کا کہنا ہے کہ تحریصی اشیاء کا تعاقب مت کرو۔
حواشی میں مترجم نے لکھا ہے کہ وہ مچھلی جو کانٹے کی تلاش میں ہے پکڑی جائے گی۔
وہ لشکر جو لالچ کرے گا شکست کھائے گا۔

فن سپہ گری ص ۵۷ سن تزو

مترجم: میجر جنرل احسان الحق ڈار

۲۰۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۴۴۲؛ تاریخ ابنِ خلدون جلد اوّل ص ۱۱۱

۲۱۔ مغازی الرّسول ص ۲۲۱ واقدی

۲۲۔ ایضاً ص ۲۲۳

Marfat.com

غزوہ حمراء الاسد

غزوہ اُحد میں مسلمانوں کو جو وقتی طور پر ہزیمت ہوئی تھی اُس پر منافقین اور یہودیوں نے بغلیں بجائیں۔ ایسے حالات میں وہ بھی مستقبل قریب میں کسی باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت مُسلمانوں پر حملہ آور ہو سکتے تھے۔ اُن پر نفسیاتی دباؤ ڈالنا ضروری تھا۔ دوسرے اگرچہ قریش کا لشکر میدانِ کارزار سے مکّہ کی طرف لوٹ گیا تھا لیکن اُس کی ممکنہ مراجعت کو ردّ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ انہی خطرات کے پیشِ نظر آپؐ نے رات کو مدینہ میں زبردست پہرے کا اہتمام کیا۔ اگلی صُبح عبداللہ بن عمرو مزنی نے آپؐ کو اطلاع دی کہ انہوں نے اپنے متعلّقین کے قیام کے دوران میں مَلَل نامی مقام پر قریش کا پڑاؤ دیکھا ہے۔ مَلَل مدینہ کے مضافات میں ایک گاؤں تھا۔ عبداللہ نے بتایا کہ اکابرینِ قریش کو اس بات کا تاسّف ہے کہ اُحد کی لڑائی میں انہوں نے مُسلمانوں کا صفایا ہی کیوں نہ کر دیا، کچھ دیر کے بعد یہی لوگ پھر اہلِ مکّہ کے خلاف دردِ سر بن جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ واپس چل کر اُن پر ضرب کاری لگائیں۔ صرف صفوان بن اُمیّہ نے اُن کی تجویز کی مخالفت کی ہے کیونکہ اس کے خیال میں مُسلمان اس وقت جوش اور غصّہ کے پیکر بنے ہوئے ہیں اور اگر خزرج نے اُن کا ساتھ دے دیا تو صُورتِ حال قریش کے لئے بہتر نہ ہوگی۔

اِس اطلاع کے بعد آپؐ نے ایک نہایت ہی جُرأت مند فیصلہ کیا کہ قریش کا تعاقب کیا جائے تاکہ ایک طرف تو کسی حد تک اُحد کے زخم مندمل ہو سکیں اور ایک دفعہ پھر ان کا دبدبہ قائم ہو سکے۔ دوسرے قریش کو یہ باور کرایا جا سکے کہ آپؐ اپنے ساتھیوں سمیت دوبارہ مقابلے کے لئے نکل چکے ہیں۔ اس مہم کی روانگی سے کچھ پہلے آپؐ نے علی مرتضٰےؓ

Marfat.com

کو قریش کے اگلے منصوبوں کے بارے میں پتا لگانے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ آپؐ نے قبیلہ اسلم کے تین افراد کو بھی دشمن کے آثار معلوم کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔[۲] یہ افراد سُفیانؓ بن خالد سہمی اور اُن کے دو فرزند سلیطؓ اور نعمانؓ تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک چوتھے فرد بھی تھے جن کا تعلق بنو عُویر کے ساتھ تھا۔ وہ اپنی سُست روی کے باعث پیچھے رہ گئے جب کہ سلیطؓ اور نعمانؓ یلغار کر کے قریش کے قریب جا پہنچے۔ قریش نے اُن کا پتا چلا لیا اور اُن کو شہید کر دیا۔ جب آپؐ اور آپؐ کو راستہ بتانے والے ثابت بن ضحاک بن ثعلبہ بن خزرجی[۳]، جو غالباً زید بن ثابت خزرجی کے والد تھے، مقام حمراء الاسد دشمن کے پڑاؤ تک پہنچے اور وہاں اُن کو مقتول پایا تو اُن کو وہیں دفن کیا۔

حمراُ الاسد مدینہ سے کوئی آٹھ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ یہاں سے ایک راستہ ذوالحلیفہ کو جاتا ہے، آپؐ ۱۶ شوال بروز اتوار کو وہاں تک تشریف لے گئے۔ دُوسری طرف آپؐ کے بھیجے ہُوئے مُخبر بن روحار پہنچے بلکہ اُس کے مضافاتی علاقے سے بھی خبریں لانے لگے۔ حمراء الاسد واپس آ کر انھوں نے آپؐ کو اطلاع دی کہ قریش کا لشکر سہ پہر تک تو روحا میں ہی تھا۔

بدر اور مکہ کے درمیانی ساحلی علاقے میں بنو خزاعہ آباد تھے۔ اگرچہ انھوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن اُن کی تمام تر ہمدردیاں مُسلمانوں کے ساتھ تھیں۔ وہ آپؐ تک مختلف وقتوں میں قریش کے بارے میں مختلف اطلاعات فراہم کر چکے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ مُشرک ہونے کی وجہ سے قریش کے ساتھ بھی راہ و رسم رکھتے تھے۔ غزوہ اُحد کے بعد اُن کا سردار معبد آپؐ کے ساتھ ہمدردی جتانے مدینے آیا۔ اُس نے آپؐ کو کچھ راز کی باتیں بھی بتائیں جو یقیناً قریش کے متعلق ہی ہوں گی کیونکہ اُس نے آپؐ کی طرف آتے ہُوئے روحار کے مقام پر اُن کا پڑاؤ دیکھا تھا۔ قرینِ قیاس یہی ہے کہ آپؐ نے اُس کی فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں قریش کے تعاقب کا فیصلہ کیا ہو گا۔

Marfat.com

آپؐ سے ہمدردی جتانے کے بعد معبد نے روحاء کے مقام پر ابوسفیان سے ملاقات کی۔ اُس وقت قریش مُسلمانوں پر پلٹ کر ضرب کاری لگانے کے موڈ میں تھے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ ابوسفیان نے مُسلمانوں کے متعلق استفسار کیا تو اُس نے کہا: "محمدؐ ایک بہت بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ آرہے ہیں کہ اُن کا مقابلہ بہت مُشکل ہے۔ مَیں نے اس سے پہلے اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا۔ جو لوگ پہلے لڑائی میں شریک نہیں تھے اب وہ سب اُن کے پاس آگئے ہیں۔ اب انہوں نے باہم عہد کیا ہے کہ وہ تمہارا تعاقب کرکے تمہیں سزا دیں گے۔"

ابوسفیان نے اِس انکشاف پر حیرانگی کا اظہار کیا تو معبد نے کہا: "مَیں سمجھتا ہوں کہ تم یہاں سے کُوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ تم کو خود گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آئیں گی۔" ابوسفیان نے معبد کو بتایا کہ وہ تو اپنے طور پر حملہ کرکے مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اِس پر معبد نے کہا کہ میری مانو تو اِس ارادے سے باز رہو۔ جو کچھ مَیں نے خود دیکھا ہے اِس سے مَیں اِس قدر متاثر ہوں کہ مَیں نے چند اشعار بھی کہے ہیں۔ ابوسفیان کی فرمائش پر معبد نے اُس کو چند اشعار سُنائے جن میں مدحتِ محمدؐ اور صحابہؓ تھی۔ اِن اشعار کو سُن کر ابوسفیان اور اُس کے ساتھیوں نے بیزاری کا اظہار کیا لیکن ساتھ ہی اُس کے حوصلے بھی پست ہوگئے۔ اُس نے اہلِ لشکر کو حُکم دیا کہ وہ جلد از جلد مکّہ کی جانب کُوچ کر جائیں۔[5]

دوسری طرف آپؐ نے معبد کی اطلاعات کی روشنی میں حمراء الاسد میں ہی پڑاؤ کیا۔ اِس کے ساتھ ہی آپؐ نے ابوبکرؓ، علی مرتضیٰؓ اور سعد بن معاذؓ کو آگے جاکر قریش کے متعلق اطلاعات لانے کو کہا۔ آپؐ نے اُن کو خاص طور پر یہ ہدایت فرمائی کہ وہ یہ دیکھیں کہ قریش گھوڑوں پر سوار ہوکر اُونٹ ساتھ لئے جارہے ہیں یا اُونٹوں پر سوار ہیں اور خالی گھوڑے ساتھ ہیں؟ ان حضرات کو بھیجنے کے بعد آپؐ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مغرب کے بعد پہاڑیوں پر اور میدان میں فرداً فرداً الاؤ روشن کریں۔ اِس طرح مسلمانوں نے پانچ سو الاؤ روشن کئے۔

Marfat.com

حمراء الاسد ایک بلند جگہ پر واقع ہے جب کہ روحاء نشیب میں واقع تھا۔ جب قریش نے روحاء سے حمراء الاسد کی جانب دیکھا تو اُن کو مُسلمان اصل تعداد کی نسبت بہت زیادہ نظر آئے۔ اس طرح اُن پر خوف وہیبت طاری ہو گئی۔ مزید براں معبد کی باتوں کی بھی تصدیق ہو گئی کہ مُسلمان مدینہ سے تازہ ترین کمک لے کر آئے ہیں۔ اسی اثناء میں قریش کے پاس سے عبد القیس کا ایک کارواں گزرا۔ وہ سُوئے مدینہ رواں تھا۔ ابو سفیان کی کیفیّت نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن والی تھی۔ مسلمانوں کے ساتھ دوبارہ نبرد آزما ہوئے بغیر لوٹنے کا مطلب منفی اثرات کا مرتّب ہونا تھا۔ اب اُس نے یہ چال چلی کہ قافلے والوں کو آپؐ تک اُس کا یہ پیغام پہنچانے کی درخواست کی کہ اُس نے مسلمانوں کی بیخ کنی کرنے کے لئے مراجعتِ مدینہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اُس نے اہلِ قافلہ کو رشوت کے طور پر یہ کہا کہ آئندہ جب تم عکّاظ کے بازار میں آؤ گے تو میں تمہارے اُونٹوں کو چھواروں سے لدوا دُوں گا۔ جب آپؐ کو یہ پیغام ملا تو آپؐ نے فرمایا کہ "ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے"۔[6]

اتمامِ حُجّت کے طور پر آپؐ مسلسل تین روز حمراء الاسد میں قریش کے انتظار میں رہے۔ آخر کار آپؐ کے مُخبرین نے آپؐ کو اطلاع دی کہ وہ اُونٹوں پر سوار ہو کر مکّہ کی جانب چل پڑے ہیں اور گھوڑے اُن کے پہلوؤں میں خالی جا رہے ہیں۔ آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کا دبدبہ ایک دفعہ پھر قائم ہو جائے اور قریش کو یہ پتا چل سکے کہ آپؐ کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اسی قیام کے دوران میں مُسلمانوں کے ہاتھ ابو عزّہ شاعر آ گیا جسے غزوہ بدر میں قید کیا گیا تھا۔ اسے اصلاحِ احوال کے وعدہ پر رہائی ملی تھی۔ مگر وہ مکّہ جا کر باز نہ آیا اور اپنے اشعار کے ذریعے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا۔ دوبارہ گرفتاری پر معافی کا خواستگار ہُوا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ "مومن ایک سُوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا"۔ چنانچہ اس کی گردن مار دی گئی۔

اس مہم کو غزوہ اُحد کا تکملہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ تاریخ طبری جلد دوم ص ۵۲۷-۵۲۸
۲۔ مغازی الرسولؐ ص ۲۵۳ واقدی
۳۔ اسد الغابہ جلد اوّل ص ۲۲۵-۲۲۶
۴۔ ابن ہشام جلد دوم ص ۸۵
۵۔ ایضاً ص ۸۵-۸۶
۶۔ ایضاً ص ۸۷؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۲۵۲-۲۵۳
۷۔ ایضاً ص ۸۸

Marfat.com

سریہ قطن

اسے سریہ ابو سلمہؓ مخزومی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ غزوہ اُحد کے بعد آپؐ نے قبائل عرب کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھنی شروع کی جو مسلمانوں کی عارضی ہزیمت کے باعث پر پُرزے نکالنے لگے تھے۔ ایسی ہی ایک اطلاع آپؐ کو ۳ ھ کے آخری مہینے میں ملی کہ فید کے علاقے کے کوہستانی حِصّے قطن میں قبیلہ اسد کے سردار خویلد کے دونوں بیٹے طلحہ[۱] اور سلمہ لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اُکسا رہے ہیں۔ اُن کا مقصد لُوٹ مار اور غارت گری کرنا تھا۔ یہ اطلاع ملنے کے بعد آپؐ نے اپنے رضاعی بھائی ابو سلمہؓ بن عبد الاسد کو ڈیڑھ سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ ان کی طرف بھیجا۔ اس طلایہ گرد دستے میں ابو عبیدہؓ بن جراح اور سعدؓ بن وقاص جیسے مقتدر صحابیؓ بھی شامل تھے۔ دشمن کی اِن کارروائیوں کی اطلاع آپؐ کو ولید بن زہیر بن طریف نے آکر دی اِس لئے اُسی کو مقدمۃ الجیش کا راہبر مقرر کیا گیا۔[۲]

آپؐ نے دستے کو تاکید فرمائی کہ رات کو سفر کریں اور دن کو کسی مناسب جگہ پر پوشیدہ ہو جائیں۔ اُن کو وہ راستہ اختیار کرنا چاہیئے جس پر عمومی آمد و رفت نہ ہو تاکہ کوئی اُن کے عزائم اور احوال سے مطلع نہ ہو سکے۔ آپؐ نے یہ بھی حکم دیا کہ بنو اسد پر اچانک اور غیر متوقع حملہ کر کے انہیں حواس باختہ کر دیا جائے۔

یہ دستہ آپؐ کی ہدایات پر عمل کرتا ہُوا قطن تک گیا۔ یہ ایک چشمہ تھا جو نجد کے کنارے واقع تھا۔ کوئی مقابلہ نہ ہُوا کیونکہ اسلامی لشکر کی خبر سُن کر ہی دشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑا ہُوا۔ اس مہم کی واپسی کے سفر کے لئے ایک دوسرا راہبر

Marfat.com

اُجرت پر رکھا گیا جس نے مسلمانوں سے اُن کے مالِ غنیمت کا خمس بطور اُجرت مانگا۔ یہ مطالبہ پورا کر دیا گیا کیونکہ وہ مزید اموالِ غنیمت حاصل کرنے کا باعث بنا تھا۔[۳]

حوالہ جات

۱۔ طلیحہ مشرّف بہ اسلام ہُوئے لیکن آپؐ کی رحلت کے بعد مُرتد ہو گئے اور نبوّت کا دعویٰ کیا۔ بعد میں دوبارہ اسلام میں داخل ہو گئے اور ۲۱ھ میں معرکہ نہاوند میں شہید ہُوئے۔

۲۔ مغازی الرّسول ص ۲۵۸ واقدی

۳۔ ایضاً ص ۲۶۰

Marfat.com

سریہ عبداللہؓ بن اُنیس

آپؐ کو اطلاع ملی کہ بنو لحیان کا رئیس خالد بن سُفیان ہذلی عُرنہ[1] میں مُسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑی جمعیّت جمع کر رہا ہے اور اس بغاوت کی آگ دوسرے قبائل میں بھی پھیلانا چاہتا ہے۔ اُس کا مقصد مُسلمانوں کے مال و اسباب پر قبضہ کرنا تھا۔

آپؐ نے محرّم ۴ھ میں خالد بن سُفیان کے خلاف عبداللہؓ بن اُنیس کو تن تنہا روانہ کیا۔ عُرنہ پہنچ کر عبداللہؓ نے بھیس بدلا اور خالد سے ملاقات کی۔ وہ اُس وقت اپنے ساتھیوں سے خاصے فاصلے پر تھا البتہ اس کے ساتھ چند عورتیں تھیں۔ عبداللہؓ نے اپنی حکمتِ عملی سے اُس کا اعتماد حاصل کیا اور اُس کے زیادہ قریب ہو گئے۔ دونوں کے درمیان رسمی باتیں ہوئیں۔ عبداللہؓ نے اُس سے پوچھا "سُنا ہے کہ تم محمدؐ کے خلاف ایک جمعیّت جمع کر رہے ہو، مَیں بھی اعانت کے لئے چلا آیا"۔

اس پر خالد نے خوُشی کا اظہار کیا۔ عبداللہؓ کو جوُنہی موقع ملا اُنہوں نے دفعتہً تلوار سونت کر خالد کا سَر قلم کر دیا[2]۔

اس طرح وہ لشکر از خود ہی مُنتشر ہو گیا جو مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔

اس سَریہ میں عبداللہؓ بن اُنیس جاسُوس بھی ہیں اور خود لڑنے والے کا کردار بھی ادا کر رہے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مکّہ کے قریب ایک مقام

۲۔ ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۶۱۷

Marfat.com

سانحۂ رجیع

ماہِ صفر ۴ھ میں قبیلہ عضل اور قارہ کا ایک گروہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور استدعا کی کہ اُن کے پاس کچھ مبلّغین بھیجے جائیں جو اُن کو شریعتِ اسلامیہ کی تعلیم دیں۔[۱] آپؐ کا پہلے سے مقصد تھا کہ چند صحابہؓ کو جاسوس بنا کر مکہؓ کی طرف روانہ فرمائیں تاکہ وہ آپؐ کو قریش کے ارادوں اور تیاریوں کی خبر لا کر دیں۔[۲] چنانچہ اُن لوگوں کی استدعا پر آپؐ نے اُن کے ہمراہ چھ صحابیؓ بھیجے۔ اُن کے نام یہ ہیں[۳]:

عرثدؓ بن ابو مرثد غنوی، خالدؓ بن بکر لیثی، عاصمؓ بن ثابت، خبیبؓ بن عدی انصاری، زیدؓ بن دثنہؓ، عبداللہؓ بن طارق۔

یہ لوگ جب رجیع[۴] پہنچے تو اُن کو لے جانے والوں نے بدعہدی کی اور اُن پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے مقابلہ کیا لیکن تعداد میں کم ہونے کے باعث بات نہ بنی اور خبیبؓ، زیدؓ اور عبداللہؓ کے سوا تینوں کو شہید کر دیا گیا۔ یہ تینوں گرفتار ہوئے۔ بعد میں اِن کو بھی اذیتیں دینے کے بعد شہید کر دیا گیا۔

جب آپؐ کو اِس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے اُمیہؓ بن خویلد ضمری کو قریش کے منصوبوں کے بارے اطلاعات فراہم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا۔[۵] اُن کے بعد ان کے فرزند عمروؓ بن اُمیہؓ ضمری کو بھی بھیجا گیا۔[۶] اُن کے ساتھ ایک اور صحابیؓ کو بھی مکہؓ روانہ کیا گیا۔ اُن کو ابوسفیان کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ عمروؓ ایک دلیر شخص تھے اور مکہؓ کے مضافات سے اچھی طرح واقف تھے۔ دونوں مکہؓ پہنچے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ حُسنِ اتفاق دیکھیے کہ ایک کافر نے عمروؓ بن اُمیہؓ ضمری کو پہچان لیا۔ اُس نے بآوازِ بلند کہا کہ یہ عمروؓ بن اُمیہؓ ہے۔

Marfat.com

یہ سُنتے ہی یہ دونوں وہاں سے بھاگے اور غیر معروف راستوں سے ہوتے ہوئے بحفاظت مدینہ پہنچ گئے۔

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۱۸۹

۲۔ محمد رسول اللہ ص ۴۰۰ شیخ محمد رضا

۳۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۱۸۹۔ لیکن امام بخاریؒ کا خیال ہے کہ اُن کی تعداد دس تھی۔ ملاحظہ فرمائیں :۔ بُخاری باب واقعہ یوم الرجیع۔

۴۔ رجیع مکہؒ اور طائف کے درمیان ہداۃ کے قریب قبیلہ ہذیل کا کنواں تھا۔

۵۔ ابنِ سعد جلد دوم ص ۶۳۰

۶۔ ایضاً

Marfat.com

غزوہ بنی نضیر

یہودیوں کا یہ جنگجو قبیلہ میثاقِ مدینہ میں شریک تھا۔ اُن کا محلہ حرّہ شرقیہ مسجدِ نبویؐ کے جنوب مشرق میں تھا۔ اُن کے اور بنو قریظہ کے محلے میں عوالی کے باغ حدِ فاصل تھے۔ اُن کی تعداد بظاہر دو ڈھائی ہزار سے زیادہ نہ تھی۔

یہ قبیلہ در پردہ مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتا تھا اور قریش کے ساتھ سازباز کرتا رہتا تھا۔ آپؐ نے اُن کی مذموم سرگرمیوں پر شروع سے ہی کڑی نظر رکھی ہوئی تھی۔ غزوہ بدر کے بعد کعب بن اشرف اپنے چالیس ساتھیوں سمیت مکہ گیا تا کہ قریش کے دُکھ میں شریک ہو سکے۔ اُس نے اُن کو تلقین کی کہ وہ عزمِ نو کے ساتھ ایک دفعہ پھر اُٹھ کھڑے ہوں۔ کعب کی ماں کا تعلق بنی نضیر سے تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کی اُن سرگرمیوں میں اُسے اُن کی درپردہ حمایت بھی حاصل ہو گی۔

غزوہ سویق کے موقع پر ابو سفیان نے خفیہ طور پر بنی نضیر کے سرکردہ افراد کے ہاں ہی قیام کیا تھا جنہوں نے اُسے مدینہ کے ایسے مقامات کی نشان دہی کی تھی جہاں سے حملہ کیا جانا ممکن تھا۔

پھر قریش نے عبداللہ بن اُبی کو خط لکھا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ محمدؐ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو۔ آپؐ کو اس بھیانک سازش کی خبر ہو گئی جو اسلامی ریاست کے خلاف کی جا رہی تھی۔

غزوہ اُحد میں مُسلمانوں کو عارضی طور پر ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو بنی نضیر کی مذموم سرگرمیوں میں اچانک شدت آ گئی۔ ایک دفعہ آپؐ عمرو بن اُمیہ الضمری کے ہاتھوں قتل

Marfat.com

ہونے والے بنو عامر کے دو افراد کا خون بہا دینے بنی نضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ بظاہر وہ پُرتپاک طریقے سے ملے اور آپؐ کو تکریم کے ساتھ ایک دیوار کے سایہ میں بٹھایا لیکن درپردہ عمرو بن حجاش نضری کو اِس کام پر مامور کیا کہ وہ ایک بالاخانے سے ایک بھاری پتھر گرا کر آپؐ کو شہید کر دے۔ سازش بے نقاب ہونے پر آپؐ وہاں سے تشریف لے آئے۔[۱]

جب رجیع اور بیر معونہ کے دردناک واقعات پیش آئے تو بنی نضیر نے خوشی سے بغلیں بجائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کوئی ڈرامہ سٹیج کرنے کے خیال سے آپؐ کو ایک مذہبی مناظرہ کرنے کی دعوت دی۔ اُن کا ارادہ تھا کہ اس مناظرے کے دوران میں اُن کے مسلح افراد آپؐ کو شہید کر دیں گے۔ اُنھوں نے آپؐ سے کہا کہ اگر مناظرے کا نتیجہ آپؐ کے حق میں رہا تو وہ اِسلام قبول کر لیں گے۔ آپؐ تیس افراد کی معیت میں اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔

بنی نضیر کی اِس سازش کو بنی نضیر کی ایک عورت نے اپنے ایک منہ بولے بھائی (جو مسلمان تھے) پر افشا کر دیا، جنہوں نے آپؐ کو اس سے مطلع کیا۔ اس طرح آپؐ نے مناظرے کا ارادہ ہی ترک کر دیا۔ اِسی واقعہ کو تھوڑے اختلاف کے ساتھ ابو داؤد اور فتح الباری نے بھی بیان کیا ہے۔[۲] دریں اثنا آپؐ کو اطلاع ملی کہ بنی نضیر کو قریش کا ایک پیغام موصول ہوا ہے کہ وہ محمدؐ کو قتل کر دیں بصورتِ دیگر قریش سے لڑائی کے لئے تیار رہیں۔

اِن حالات میں یہ ضروری تھا کہ بنی نضیر کے خلاف کوئی اقدام کیا جائے۔ آپؐ نے اُن کو تن تنہا کرنے کے لئے بنی قریظہ کے ساتھ معاہدے کی تجدید کی۔ اُس کے بعد آپؐ نے بنی نضیر کی طرف بھی اِسی مقصد کے لئے رجوع کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن اُبی کی شہ پر پہلے لیت و لعل کی، اِس کے بعد صاف مُکر گئے۔ اب آپؐ نے اُن کا محاصرہ کیا کیونکہ یہ میثاق مدینہ کی صریحاً خلاف ورزی تھی۔ پندرہ روز کے محاصرے کے بعد انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے۔ اُن کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔[۳] یہ واقعہ ربیع الاوّل ۴ھ میں پیش آیا۔ بنی نضیر کی جلاوطنی کے بعد مسلمان پانچویں کالم سے محفوظ ہو گئے۔ اِس کے علاوہ بھی اُن کو اَن گنت

Marfat.com

معاشی اور سیاسی فوائد حاصل ہوئے۔

حوالہ جات

۱- ابنِ ہشام جلد دوم ص ۲۱۵
۲- ابو داؤد باب فی خبر النضیر، فتح الباری جلد ہفتم ص ۲۳۳
۳- ابنِ ہشام جلد دوم ص ۲۱۶

Marfat.com

غزوہ ذات الرّقاع

غزوہ بنی نضیر کو ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ آپؐ کو اطلاع ملی کہ بنو غطفان کے قبائل بنی محارب اور بنی ثعلبہ مدینے پر حملہ آور ہونے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں۔ بنو غطفان نے غزوہ بدر میں قریش کا ساتھ دیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے مدینے پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ خیبر کے یہودیوں کے بھی حلیف تھے۔ بنو ثعلبہ اور بنو محارب نے دھوکے سے مبلّغینِ اسلام کو اپنے ہاں بُلا کر شہید کر ڈالا تھا۔ اس بات کا بھی قوی امکان موجود ہے کہ اُن کو مدینہ کے خلاف برانگیختہ کرنے میں بنی نضیر نے کوئی کردار ادا کیا ہو۔

ان حالات میں آپؐ کوئی چار سو مجاہدین کے ساتھ اُن کی شورش فرو کرنے کے لئے نجد روانہ ہوئے۔ پہلے آپؐ وادی شقرہ نامی ایک مقام پر پہنچے جہاں سے آپؐ نے طلایہ گرد دستوں کو مختلف سمتوں میں روانہ فرمایا۔ ان دستوں نے رات کو واپس آ کر اطلاع دی کہ دُشمن کا دُور دراز تک کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ چنانچہ وہاں سے آپؐ روانہ ہو کر مقامِ نخل پر آئے جو قبیلہ غطفان کے علاقے کا ایک گاؤں تھا۔ وہاں سے بڑھتے بڑھتے آپؐ ذات الرّقاع جا پہنچے جہاں شورش پسند عناصر جمع تھے۔ تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود وہ آپؐ کی آمد کی خبر سُن کر پہاڑوں میں منتشر اور رُوپوش ہو گئے۔ حواس باختگی میں وہ اپنی عورتیں، ساز و سامان اور مویشی بھی چھوڑ گئے۔ یہ سب کچھ مُسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

آپؐ اپنی مہمات میں اِس درجہ محتاط تھے کہ واپسی پر یہ خطرہ موجود تھا کہ دُشمن جوابی کارروائی نہ کرے۔ اِس لئے مُسلمان باری باری رات کو پہرہ دیتے تھے اور دن کو پھونک

Marfat.com

پھونک کر قدم بڑھاتے تھے۔ لیکن دشمن کو کسی بھی قسم کی جوابی کارروائی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔[1]

غزوہ ذات الرقاع کے نام کی کئی ایک وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ذات الرقاع ایک پہاڑی کا نام ہے جس پر مختلف رنگوں کے نشان تھے اور جہاں آپؐ نے پڑاؤ ڈالا تھا۔[2] دوسری وجہ یہ ہے کہ اُس جگہ کچھ درخت تھے جن کو ذات الرقاع کہتے تھے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ ایک اور قول کے مطابق (ابو موسیٰ اشعری کے نزدیک) مسلمانوں کے پاس اُونٹوں کی کمی تھی۔ چھ افراد کے پاس ایک اُونٹ تھا۔ وہ باری باری اُس پر چڑھتے تھے۔ آخر اُن کے پاؤں زخمی ہو گئے جس کے بعد انہوں نے اپنے زخموں پر چیتھڑے باندھے۔[3] مگر مختار وجہ اوّل ہی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۰۳

۲۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۲۳۴ ؛ الوفا ص ۱۲۷

۳۔ بخاری جلد دوم ص ۶۲۳۔۶۲۴ کتاب المغازی

Marfat.com

غزوہ بدر الاُخریٰ

غزوہ اُحد سے لوٹتے وقت ابو سُفیان نے مُسلمانوں کو اگلے برس پھر بدر میں دعوتِ مبارزت کا چیلنج دیا تھا۔ آپؐ نے اُسے قبول کیا تھا۔ ابو سُفیان نے اپنے مختلف ذرائع سے مدینہ کے قُرب و جوار میں اپنی تیاریوں کا زبردست پروپیگنڈا کیا۔ لیکن اس کا خاطر خواہ اثر نہ ہُوا کیونکہ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے جاسُوسوں کے ذریعے لمحہ بہ لمحہ ہونے والے واقعات اور پیش رفت کا پتا چلتا رہتا تھا۔ یہ اطلاعات مکّہ سے بنی خزاعہ آپؐ کو پہنچاتے تھے۔ جب سے مُسلمانوں نے قریش کی شام جانے والی شاہراہ کی ناکہ بندی کی تھی۔ قریش کی معاشی کمر ٹُوٹ کر رہ گئی تھی۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو مختلف محاذوں پر کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں اور اُن کی تعداد میں بھی خاصا اضافہ ہُوا تھا۔

ابو سُفیان بڑ بھی ہانک چُکا تھا اور دُور دُور پروپیگنڈا بھی کر چکا تھا۔ لہٰذا نہ چاہتے ہُوئے بھی وہ دو ہزار کی جمعیّت کے ساتھ عُسفان تک آیا اور وہیں رُک گیا، کیونکہ وہ دِل ہار بیٹھا تھا۔ اُس نے قریش سے کہا: ”اے گروہ قریش! (جنگ کے نقطہ نظر سے) ہریالی اور شادابی کا سال ہی تمہارے لئے بہتر رہ سکتا ہے۔ اِس میں تم اُونٹوں کو درختوں کے پتّے بھی کھلا سکو گے اور اُن کا دُودھ بھی پی سکو گے۔ یہ سال قحط کا سال ہے (اِس میں فی الوقت جنگ مناسب نہ رہے گی)۔ اس لئے میں واپس ہو رہا ہوں، تم بھی واپس چلو“۔ یہ سُن کر قریش واپس ہو گئے!

دوسری طرف آپؐ وقتِ مقرّرہ پر پندرہ سو مجاہدین کے ساتھ بدر پہنچ گئے۔ آپؐ نے بدر میں آٹھ روز قیام کیا۔ بالآخر بنی خزاعہ نے خبر دی کہ قریش عُسفان سے واپس مکّہ چلے

Marfat.com

گئے ہیں۔ یہ اطلاع ملنے پر آپؐ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ اگرچہ مقابلہ نہ ہُوا پھر بھی مُسلمانوں کی عسکری ساکھ میں بہت زیادہ اضافہ ہُوا جب کہ ارد گرد کے قبائل پر واضح ہو گیا کہ قریش کے غُبارے سے ہَوا نکل گئی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۲۴۲ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۰۴

Marfat.com

غزوہ دومتہ الجندل

دومتہ الجندل شام اور حجاز کی سرحد پر واقع مدینہ سے ٹھیک دس مراحل پر ایک مقام کا نام تھا۔ یہ تجارتی کاروانوں کا جنکشن تھا۔ اس کے علاوہ یہ عیسائی اور یہودی مبلّغین کا بھی بہت بڑا اگڑھ تھا۔ مدینہ سے جلاوطن ہونے والے یہودی، خاص کر بنی نضیر، یہاں آکر آباد ہوگئے تھے۔ اِس علاقے میں اُن کے خاصے اثرات تھے۔ وہ مدینہ کی اسلامی ریاست کے خلاف ریشہ دوانیوں میں ہراول دستے کا کام کرتے تھے۔ یہ ڈاکوؤں کا بھی مرکز تھا جو تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ یہ مشرقی رُومی سلطنت کے بالکل قریب واقع تھا اور اس کی حربی نکتہ نگاہ سے بھی بہت اہمیّت تھی۔

یہاں کے سردار اُکیدر کے اہلِ مکّہ کے ساتھ بھی خاصے تعلّقات تھے۔ اس نے مدینہ جانے والے غلّہ کے کاروانوں کو دومتہ الجندل میں ہراساں کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا! قرینِ قیاس ہے کہ دومتہ الجندل میں ان قافلوں کو مدینہ سے جلاوطن ہونے والے سرداروں کے ایما پر ہی چھیڑا جانے لگا ہوگا۔

رسُولِ اکرم صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اِن قبائل کی سرکوبی کے لئے ۲۵ ربیع الاوّل ۵ ھ کو ایک ہزار سواروں اور پیادوں کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے بنو عذرہ کے ایک شخص مذکور نامی کو راستے کی رہبری کے لئے ساتھ لیا۔ اس نے ایک طلیعہ کا کام بھی کیا تھا اور مسلمانوں کے لئے ایک موزوں مقام خیمہ گاہ کے لئے تلاش کیا تھا۔ آپؐ رات کو قطع مسافت فرماتے اور دن کو راستہ چھوڑ کر نزول فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپؐ اچانک قبائل دومتہ الجندل پر نمودار ہوئے۔ جونہی ان شوریدہ سروں کو آپؐ کی پیش قدمی کی

Marfat.com

اطلاع ملی تو وہ منتشر و فرار ہو گئے۔ ان میں آپ ﷺ سے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ آپ ﷺ نے اُن کی تلاش کے لئے طلایہ گرد دستے روانہ فرمائے تاکہ اُن کے متعلق ضروری معلومات حاصل کریں جو تعاقب کرنے میں ممد ثابت ہوں۔ لیکن گشتی دستوں اور طلایہ گردوں کی یہ کوششیں رائیگاں گئیں کیونکہ ان قبائل کا کوئی سُراغ نہ ملا۔ آپ ﷺ چند روز قیام کرنے کے بعد مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

حوالہ جات

۱۔ التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۴۸ بحوالہ عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ص ۶۲ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

Marfat.com

غزوہ مریسیع

اِسے غزوہ مصطلق بھی کہا جاتا ہے۔ قریش نے ایک دفعہ پھر مغربی تجارتی راستے کو اختیار کرنے کے لئے قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا۔ اِس مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنے ساحلی حلیف خزاعہ کی شاخ بنو مصطلق کے ساتھ رابطہ قائم کیا اور اُسے اِس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ مدینہ پر حملہ کر دے۔ ان کو اُمید تھی کہ بنو مصطلق کو دیگر ساحلی قبائل سے بھی امداد ملے گی اور اس طرح یہ تجارتی شاہراہ دوبارہ بحال ہو جائے گی۔ لیکن خزاعہ کی دیگر شاخوں کے مدینہ کی اسلامی ریاست سے دوستانہ تعلقات قائم ہو چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کو اس منصوبے کی بروقت خبر ہو گئی کہ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ضرار مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے بھاری جمعیّت جمع کر رہا ہے۔

بنو مصطلق کا علاقہ بحرِ احمر کے کنارے جدّہ اور القدید کے درمیان واقع تھا اور مدینہ تک کی مسافت خاصی طویل تھی۔ یہاں ایک بہت بڑے چشمے کا نام مریسیع تھا جس کے آس پاس یہ لوگ آباد تھے۔ آپؐ نے بُریدہؓ بن حُصیب اسلمی کو تصدیقِ احوال کے لئے روانہ فرمایا۔ وہ گئے اور حارث بن ضرار سے ملے اور اُس سے گفتگو کی۔ واپس آکر آپؐ نے اُن کی فراہم کردہ اطلاع کے صحیح ہونے کی خبر دی!

آپؐ نے اِس مہم کے لئے مسعود بن ہنیدہ اسلمی کو لشکر کا رہبر مقرر کیا تاکہ وہ اِس کو منزل تک پہنچائے۔[۲] اسلامی لشکر نے نہایت سُرعت سے پیش قدمی کر کے دُشمن کو اچانک جا لیا۔ راستے میں دُشمن کا ایک جاسُوس ملا۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ ایک سے زائد جاسُوس پکڑے گئے جن سے لشکر کے بارے میں پُوچھا گیا پہلے تو وہ انکار کرتے رہے۔ بعد ازاں

Marfat.com

عمر فاروقؓ کے ڈرانے دھمکانے سے اُنہوں نے اعتراف کیا۔ پھر اُن کو حضورؐ کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔[۳] جب کفّار کو آپؐ کی آمد اور اپنے جاسوسوں کے قتل کی خبر ملی تو اُن پر اس قدر رُعب چھا گیا کہ حارث کے قبیلہ کے لوگ بھی منتشر ہو گئے۔ لیکن آپؐ نے پیش قدمی کر کے اُن کو جا لیا۔ دشمن کے دس افراد مارے گئے باقی کو گرفتار کر لیا گیا جن کی تعداد سات سو سے زائد تھی۔ مالِ غنیمت میں دو ہزار اُونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔ گرفتار شدگان میں ایک جویریہؓ بھی تھیں جن کے ساتھ آپؐ نے عقد کر لیا۔ اُن کی وجہ سے باقی قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔

اس غزوہ میں بہت سے منافقین بھی ساتھ مل گئے تھے جو اس سے قبل کسی جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے۔ اُن کے پیشِ نظر غنیمت اور دُنیاوی سامان کا لالچ تھا۔ انہوں نے منزلِ مقصود پر مہاجرین اور انصار کے درمیان جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کی اور عبداللہ بن اُبی نے معاملے کو ہوا دی۔ چنانچہ اُس نے انصار کو مخاطب کر کے کہا کہ "تم نے یہ بلا خود مول لی ہے اور مہاجرین کو اتنا سر چڑھا لیا ہے کہ وہ اب تم سے ہمسری کرتے ہیں۔ معاملہ اب بھی ہاتھ سے نہیں گیا ہے۔ اگر تم اُن کی مدد اور حمایت سے دست کش ہو جاؤ تو وہ خود مدینے سے نکل جائیں گے"۔[۴]

زیدؓ بن ارقم نے اس واقعہ کی خبر آپؐ کو کر دی۔ جب عبداللہ بن اُبی کو افشائے راز ہوا تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قسمیں اُٹھا کر اپنی معصومیت کا دعویٰ کرنے لگا۔ آپؐ نے اُس سے درگزر کیا۔[۵] لیکن ساتھ ہی آپؐ نے کوچ کا حکم بھی دے دیا حالانکہ آپؐ اس وقت عام طور پر منزل سے سفر نہیں کیا کرتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ عبداللہ بن اُبی کے فتنہ سے خالی الذہن ہو جائیں۔ زیدؓ بن ارقم کی اطلاع کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی۔[۶]

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ اے لوگو جو ایمان لائے ہو

Marfat.com

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو۔"

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۳۴۵ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۰۵

۲۔ اسد الغابہ جلد چہارم ص ۳۶۰

۳۔ مدارج النبوّت جلد دوم ص ۲۶۹ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ

۴۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۳۴۶ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۳۱۴ ؛ طبقات ابنِ سعد جلد دوم ص ۶۴

۵۔ ایضاً ص ۳۴۷ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۰۵ - ۲۰۸

۶۔ قرآنِ حکیم ۴۹ : ۶

Marfat.com

غزوۂ احزاب

غزواتِ اُحد اور احزاب کی درمیانی مُدّت میں مُسلمانوں کی ساکھ بہت اچھی قائم ہو چکی تھی۔ مدینہ کے اندر اور ارد گرد ان کی سیادت کو تسلیم کیا جانے لگا تھا لیکن اس اُبھرتی ہوئی طاقت کو پہلے کی نسبت زیادہ معاندانہ رویّوں کا سامنا تھا۔ قریش کو یہ مکمل طور پر یقین تھا کہ وہ اکیلے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ یہی حال دیگر قبائل کا بھی تھا۔ بنو نضیر پہلے سے ہی اپنی جلاوطنی کے باعث خار کھائے بیٹھے تھے۔ یہودی سردار ابو رافع، سلام بن ابی حقیق، حیّ بن اخطب اور کنانہ بن ربیع پہلے خیبر گئے اور پھر انہوں نے مکّہ میں قریش کے سرکردہ افراد سے ملاقات کی۔ انہوں نے دونوں جگہ ہی باہمی تعاون کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے بنو غطفان کے قبائل (بنو سلیم، فزارہ، سعد، اشجع اور مُرّہ) کی مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے مالی اعانت کی اور بنو غطفان کو خیبر کے محاصل کے آدھے حصّے پر اپنے ساتھ ملا یا۔ غطفان کے حلیف بنی اسد اور یہودیوں کے حلیف بنی سعد بھی ان کی سازش میں شریک ہو گئے۔ دوسری طرف قریش کو بھی ان تیاریوں سے آگاہ کر کے مدینے پر دھاوا بولنے کے لئے آمادہ کر لیا گیا! ان تمام عناصر نے اب متحد ہو کر مسلمانوں پر ضرب کاری لگانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ یہ سب تیاریاں پوری مُستعدی سے کوئی دو برس تک ہوتی رہیں۔ اس مقصد کے لئے قریش نے عام لام بندی کر دی۔ اس طرح اسلام کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر لیا گیا لیکن وہ آپؐ کی موجودگی کی وجہ سے حملہ کی جُرأت نہیں کر رہے تھے۔ اس عرصے میں آپؐ محرّم ۵ھ میں دومتہ الجندل کی مہم پر تشریف لے گئے جہاں سے آپؐ صفر میں واپس تشریف

Marfat.com

لائے۔ اِس مہم کے دوران میں ہی آپؐ کا گزر بنو غطفان کی سرزمین سے ہوا۔ اُس کے رئیس سے مذاکرات کے دوران میں آپؐ کو یہ پتا چلا کہ وہ قریش اور یہودیوں کا اتحادی ہے اور اس اتحاد کے عوض یہودیوں سے کھجوریں حاصل کی ہیں۔ مزید برآں اگر آپؐ اُسے اُن سے زیادہ کھجوریں دینے پر آمادہ ہوں تو وہ اتحاد سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اِس طرح آپؐ کو مستقبل قریب میں پیش آنے والی ایک نہایت ہی نازک صُورتِ حال کا پتا چلا۔

مدینہ واپس آ کر آپؐ مسلسل سات ماہ تک کہیں باہر تشریف نہ لے گئے۔ اتنا طویل قیام اِسی الارم کے پیشِ نظر تھا جسے آپؐ نے اپنے دومۃ الجندل والے سفر کے دوران میں سُنا تھا۔ اِس وقت مدینہ میں آپؐ کی موجودگی اس لئے بھی ضروری تھی کہ کہیں احزاب آپؐ کی عدم موجودگی کا فائدہ نہ اُٹھا لیں۔ اِسی دوران میں آپؐ کو قبیلہ خزاعہ کے دو افراد نے اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مکہؐ سے روانہ ہو چکا ہے اور عام حالات میں تقریباً گیارہ روز کے بعد مدینہ پر حملہ آور ہو گا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ لشکر کی تعداد دس ہزار ہے اور تمام سپاہ پوری طرح مسلّح ہے۔ اِن افراد کو عباس بن عبد المطّلب نے بھیجا تھا۔ یہ پیغام رساں چار روز میں مدینہ پہنچے تھے۔ انہوں نے یقیناً عام تجارتی شاہراہ کی بجائے مختصر راستہ اختیار کیا ہو گا۔

دوسری طرف قریش اپنے منصوبے کے مطابق مکہؐ سے روانہ ہوئے۔ غطفان عُیینہ بن حصن کی قیادت میں، جس کے ساتھ بنو فزارہ تھے، نکلے۔ حارث بن عوف بنو مرّہ کے ساتھ اور مسعود بن رخیلہ اپنی قوم اشجع کو لے کر چلا۔ بنو اسد کا کمان دار طلحہ مقرر ہوا۔ یہ سب قبائل مرّ الظہران میں آ کے قریش کے ساتھ مل گئے۔ مشترکہ کمان ابو سفیان کے حصّے میں آئی۔ اِس طرح احزاب کی سپاہ کی تعداد دس ہزار تک جا پہنچی تھی اور یہ عہدِ جاہلیّت کی تاریخ میں جزیرۃ العرب کی سب سے بڑی جنگی نفری تھی[۲]۔ آپؐ کو تیاری کے لئے محض ایک ہفتہ مل سکا[۳]۔

اِس دفعہ آپؐ نے طے کیا کہ شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ اہلِ مدینہ نے بھی اِس بار اصرار نہیں کیا کہ باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ آپؐ نے پورے علاقے کو چوکنّا

Marfat.com

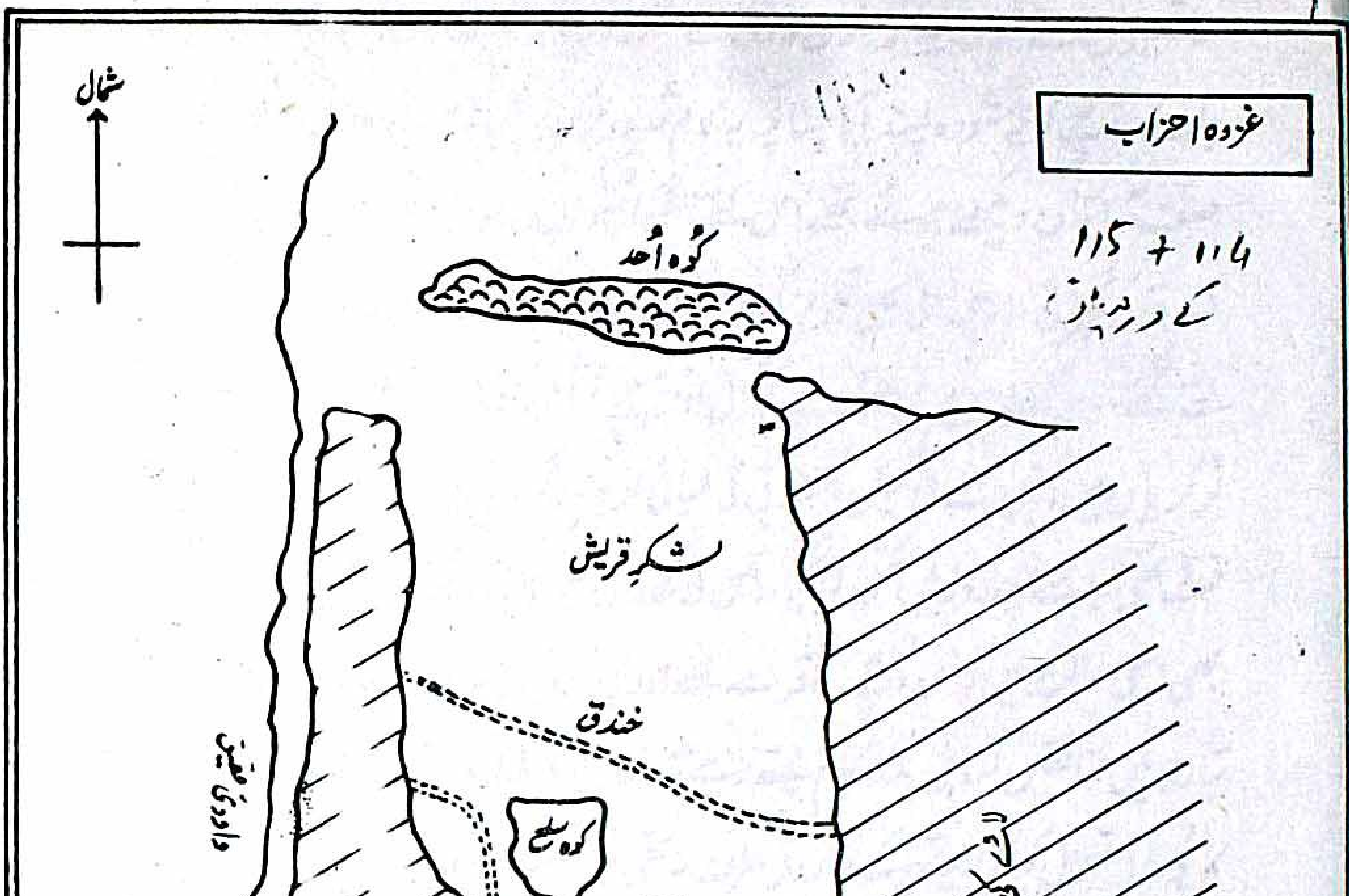
غزوہ احزاب
شمال
کوہ اُحد
لشکرِ قریش
خندق
کوہ سلع
مدینہ
وادی عقیق
مسجد قبا
بنی قریظہ
بنی نضیر کا علاقہ جو غزوہ احزاب
سے پہلے خالی ہو چکا تھا
ذوالحلیفہ

Marfat.com

Marfat.com

کر دیا اور اپنے ساتھیوں کے حوصلے بڑھائے۔ اُن کو فتح کی نوید سُنائی۔ بشرطیکہ وہ جہاد کریں، خُدا تعالیٰ سے ڈریں اور اُس کے احکام کی تعمیل کریں۔ آپؐ نے تیاریوں کے سلسلے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ شہر کے اردگرد ایک خندق کھود دی جائے۔ آپؐ کو یہ مشورہ پسند آیا چنانچہ یہ کام شروع کر دیا گیا۔ سلمان فارسیؓ چونکہ ایران کی صف آرائیاں دیکھے ہوئے تھے اس لئے جنگی اصُولوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے خندق کی گہرائی اور چوڑائی بھی تجویز کی۔ اس کی کھدائی کے لئے آلات بنو قریظہ سے بھی مستعار لئے گئے۔ اِن آلات میں پھاوڑے، کدال اور بیلچے شامل تھے۔ ان کے علاوہ کھجور کی بنی ہُوئی ٹوکریاں میں اُنہی سے لی گیئں۔ خندق کی لمبائی نو ہزار گز، گہرائی بارہ فٹ اور چوڑائی پندرہ فٹ تھی۔ اِسے چھ روز میں مکمل کیا گیا۔ اس کی کھُدائی میں آپؐ نے بنفسِ نفیس حصّہ لیا اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ خود آپؐ فاقہ سے تھے اور پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اس کی تیاری میں منافقین تساہل سے کام لیتے رہے۔[۵] خندق کی کھُدائی کے وقت قُدرتی نشیب و فراز کا پُورا استعمال کیا گیا۔ یہ شہر کے چاروں طرف نہ تھی بلکہ شہر کے شمال مغرب کی جانب تھی جہاں سے حملہ ہونے کی توقع تھی۔ جنوب کی طرف سے حملے کا خطرہ نہ تھا کیونکہ درختوں کے بکثرت جھنڈ تھے۔ جب کہ مشرق کی طرف لاوے کی چٹانیں تھیں اور جنوب مغرب کا علاقہ بھی سخت دشوار گزار تھا۔ سارا کام نہایت رازداری سے کیا گیا تاکہ دشمنوں کو اس کی خبر نہ ہو۔ مسلمان بمشکل ہی خندق کی تکمیل کر سکے ہوں گے کہ اطلاع ملی کہ قریش کی فوج وادی عقیق میں پہنچ چکی ہے اور اب مدینہ کے جنوب مغرب سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے، جب کہ غطفان اور نجد کے دیگر قبائل مشرق کی جانب سے اُحد کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔

قریش کے پیشِ نظر ماضی کی لڑائیاں ہوں گی کہ ایک ہی روز میں کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔ اس دفعہ تو وہ ویسے بھی طاقت کے نشہ میں چوُر تھے کہ اُن کے ساتھ مختلف قبائل بھی تھے۔ آگے حج کا مہینہ آرہا تھا اور حج کے دنوں کی کمائی پر قریش کی سال بھر کی کمائی کا انحصار تھا۔[۶] اس

Marfat.com

لئے اُن کے ذہن میں یقیناً یہ بات ہوگی کہ وہ شوال کے آخری ہفتہ یا ذی قعد کے پہلے ہفتے میں واپس مکہ پہنچ جائیں گے۔ حضورؐ دشمن کی اس کمزوری سے بخوبی واقف تھے کہ وہ طویل جنگ کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس لئے آپؐ نے اُن کے ارادوں اور جارحانہ قوت کو ناکارہ بنانے کا ایک انوکھا طریقہ اختیار کیا تھا۔ خندق کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ بوکھلا گئے اور اُن کی جلد لوٹ جانے اور وہ بھی فاتح کی حیثیت میں اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔

خندق کی کھُدائی کے ساتھ ساتھ آپؐ نے یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ ہر قسم کی زرعی پیداوار جو شہر سے باہر ہے فوری طور پر شہر کے اندر لائی جائے تاکہ احزاب مدینہ پہنچیں تو کھیتوں اور باغوں کی اس پیداوار سے استفادہ نہ کر سکیں۔ اس طرح احزاب خوراک اور چارے کی قلت کا شکار ہو گئے (ایسی ہی چال دوسری جنگِ عظیم میں رُوس نے جرمنی کے خلاف اختیار کی اور جرمن فوجوں کے اگلے علاقے سے تمام کھیتوں اور باغوں کی پیداوار اپنے عقب میں پہنچا دی یا تباہ کر دی تاکہ دُشمن کی افواج اس اناج اور پھلوں سے استفادہ نہ کر سکیں)۔

خندق کے دفاع کے لئے آپؐ نے تین ہزار سپاہی مقرر کئے۔ باہر کی طرف سے حملے کے دفاعی اقدامات تسلّی بخش تھے لیکن شہر کے اندر بنو قریظہ بھی تھے اور منافقین بھی۔ آپؐ نے کسی بھی ممکنہ خطرے کے پیشِ نظر عورتوں اور بچّوں کو محفوظ قلعوں میں بند کر دیا اور اُن کی حفاظت کی خاطر ایک سو سپاہیوں پر مشتمل ایک گشتی دستہ بھی مامور کر دیا۔ اس کے بعد کوہ سلع کو پُشت کی طرف رکھ کر مُسلمانوں نے اپنی صفیں آراستہ کیں۔ احزاب نے یہ لڑائی بیک وقت عسکری، معاشی اور نفسیاتی محاذوں پر لڑی۔ عسکری محاذ پر انہوں نے خندق عبور کرنے کی جسارت کی لیکن مُنہ کی کھائی۔ البتہ شروع شروع میں اُن کو دوسرے دونوں محاذوں میں کامیابی ہُوئی۔ جُوں جُوں محاصرہ طویل ہوتا جا رہا تھا مُسلمانوں کے مصائب میں اضافہ ہو رہا تھا۔

ابو سُفیان نے مسلمانوں کو سینڈوچ کرنے کے لئے بنی نضیر کے سردار حیّ بن اخطب کو بنو قریظہ کے پاس بھیجا اس وقت تک بنو قریظہ مسلمانوں کے حلیف اور معاہد تھے۔ حیّ بن اخطب نے

Marfat.com

اُن کو عہد شکنی پر مجبور کیا اور اُسے نیک نامی اور مادّی فوائد کا لالچ دیا۔ اُس نے یہ بھی وعدہ لیا کہ اگر قریش اور غطفان محمدؐ کے مقابلے میں ناکام ہو کر واپس گئے تو میں تمہارے ساتھ قلعہ میں جا رہوں گا اور آخر دم تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ لیکن بنو قریظہ کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ میثاقِ مدینہ ایک اعتبار سے سیاسی فائدے کا حامل ہے اس لئے اس کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اس کی پاسداری ہی ہونی چاہیئے۔ لیکن بالآخر حیؓ بن اخطب کی عیّاری رنگ لائی اور وہ انہیں اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح مدینہ کے اندر بھی مسلمانوں کے خلاف ایک محاذ کھُل گیا اور بنو قریظہ کی غدّاری نے اُن کے نفسیاتی دباؤ میں اضافہ کیا۔

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بنو قریظہ کی عہد شکنی کی اطلاع بروقت ہو گئی۔ آپؐ نے وقت ضائع کئے بغیر سعدؓ بن معاذ (رئیس قبیلہ اوس)، سعدؓ بن عبادہ (رئیس قبیلہ خزرج)، خوّاتؓ بن جُبیر اور عبداللہ بن رواحہ کو اُن کے پاس بھیجا۔[۸] آپؐ نے اُن کو یہ ہدایت فرما دی کہ چاہے خبریں کسی بھی قسم کی ہوں اُن کو عام نہ کیا جائے تاکہ اُن کے صحیح ہونے کی صورت میں سپاہیوں کا مورال پست نہ ہونے پائے۔ مزید برآں خبریں صحیح ہونے کی شکل میں اُن کا تدارک کیا جا سکے۔ اور اگر کعب بدستور اپنے ساتھ معاہدہ دوستی پر قائم ہو تو بے شک اس کا تمام لوگوں کے سامنے اعلان کر دینا۔[۹] سعدؓ بن معاذ بنو قریظہ کے حلیف تھے۔ انہوں نے بنو قریظہ کو معاہدے کی پابندی کرنے پر زور دیا اور نصیحت کی کہ وہ بنی نضیر کو واپس بھیج دیں۔ لیکن ان پر بدعہدی کا نشہ سوار تھا۔ انہوں نے علانیہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بُرا بھلا کہا کہ "کون رسُول؟ اور کیسا معاہدہ؟ ہمارے اور محمدؐ کے درمیان کوئی عہد و پیمان نہیں ہے"۔ گفتگو کا اختتام ناخوش گوار تھا۔ یہ لوگ لوٹ آئے اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ عضل و قارہ یعنی جس طرح عضل و قارہ نے اصحابِ رجیع اور حضرت خبیبؓ سے بدعہدی کی یہی حالت بنو قریظہ کی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: اللہ اکبر! حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔ لیکن کئی ایک کم حوصلہ مسلمان بہت خوفزدہ ہوئے اور بعض نے تو اپنے گھروں کو لوٹ جانے کی اجازت بھی چاہی۔[۱۰] منافقین کے لئے یہ نادر موقع تھا۔

Marfat.com

انہوں نے کمزور دل مسلمانوں کو اتحادیوں سے مرعوب کرنے کا گھناؤنا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی طاقت میں ایک اور دراڑ منافقین کے کھسک جانے سے بھی پیدا ہوئی لیکن آپؐ کی رہنمائی سے اُن کے پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا نہ ہوئی۔

احزاب اور بنو قریظہ نے طے کیا کہ مسلمانوں پر تین اطراف سے حملہ کیا جائے یعنی

۱۔ ابن آور الاسلمی عقب سے

۲۔ عُیینہ بن حصن میسرہ سے

۳۔ ابوسفیان خندق کی طرف سے

اب آپؐ کے ذہن میں یہ تجویز آئی کہ بنو غطفان کو اتحادیوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ آپؐ نے مدینہ کی ایک تہائی پیداوار ان کو دینے کے لئے اُن کے پاس اپنے جاسوس بھیجے جنہوں نے بنو غطفان کو اس بات پر آمادہ کر لیا۔ لیکن تحریری معاہدہ کرنے سے قبل انصار کی رضامندی حاصل کرنا ضروری تھا چنانچہ آپؐ نے سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ کے سامنے یہ تجویز رکھی، انہوں نے کہا: "اگر یہ حکمِ خداوندی ہے تو سرِ تسلیم خم ہے بصورتِ دیگر ہمیں یہ شرط قبول نہیں، ہم ہر صورت میں اُن سے لڑیں گے"۔ آپؐ نے ان کی بلند حوصلگی کی تعریف کی۔ اگرچہ یہ معاہدہ طے نہ ہو سکا!! لیکن حالات میں تبدیلی آنے کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ قریش و یہود بنو غطفان سے بدظن ہو گئے۔

ایک روز آپؐ نے فرمایا: "کوئی ہے جو دُشمنوں کی خبر لائے"

یہ ایک جان جوکھوں کا کام تھا کیونکہ دشمنوں کی صفوں میں جاکر معلومات حاصل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ آپؐ نے تین بار استفسار کیا تو ہر بار زبیرؓ بن عوام نے ہی اپنی خدمات پیش کیں۔ اس پر آپؐ نے اُن کو حواریٔ رسولؐ کا لقب عطا فرمایا [۱۲] اس نازک وقت میں زبیرؓ کی اس خطرناک تنہا آمد و رفت سے حضورؐ اس قدر متاثر ہوئے کہ فرمایا فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ یعنی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں [۱۳] زبیرؓ نے بنو قریظہ کے احزاب میں شامل ہونے کی خبر کی تصدیق کر دی۔[۱۴]

Marfat.com

اس طرح جب محاصرہ کافی طول پکڑ چکا تھا اور مسلمانوں کو احزاب کے صحیح ارادوں کی کوئی خبر نہ تھی تو آپؐ نے خواتؓ بن جبیر کو دشمن کے منصوبوں کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے کو کہا۔ انہوں نے اپنا فریضہ نہایت ہی خوش اسلوبی سے ادا کیا۔[۱۵]

اب حالات کے پیشِ نظر آپؐ نے احزاب کے خلاف نفسیاتی جنگ کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا شروع کیا۔ اب حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ احزاب میں عدم اعتماد کی فضا پیدا کی جائے۔

جب یہودیوں اور احزاب کے درمیان معاہدہ طے پانے کی افواہیں عام تھیں اُس وقت نعیم بن مسعود آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ اُس رات کا واقعہ ہے جب آپؐ غطفان سے مدینہ کی نصف فصل پر ایک علیحدہ معاہدے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ آپؐ نے نعیم سے پوچھا کہ "تمہیں کیا چیز میرے پاس لائی ہے؟"

نعیم نے جواب دیا: "میں اسلام قبول کر چکا ہوں لیکن میرے قبیلے غطفان کو اس کا علم نہیں۔ آپؐ مجھے جو چاہیں حکم دیں میں اُسے بجالاؤں گا۔"[۱۷]

آپؐ نے فرمایا: "تم ایک تجربہ کار شخص ہو۔ تم مشرکین کی صفوں میں انتشار پیدا کر سکتے ہو کیونکہ اَلْحَرْبُ خُدْعَۃ یعنی "جنگ دھوکے کا نام ہے"۔[۱۸]

آپؐ نے نعیم کو مزید یہ کہا کہ "جو اطلاع بھی اُسے ملے اُسے تبدیل کر کے دشمنوں تک پہنچائے۔ یہ اطلاعات مجھے ہی بتانا پھر میں تمہیں بتلاؤں گا کہ یہ اطلاع کس صورت میں ابوسفیان یا یہودیوں کو پہنچانی ہوگی۔"

نعیم پہلے یہودیوں کے ہاں گئے۔ اُن کے ساتھ اُن کے دیرینہ تعلقات تھے بلکہ دورِ جاہلیت میں اُن کے ندیم و ہمنشیں تھے۔ نعیم نے پہلے تو اُن کو اپنے اور اُن کے روابط کے متعلق یاد دلایا پھر اپنی خیر خواہی جتانے کے بعد مشورہ دیا کہ مدینہ تمہارا شہر ہے۔ یہاں تمہاری اولاد اور املاک ہیں۔ احزاب کا تعلق اِس سرزمین سے بالکل نہیں ہے، جنگ میں پہل اُن کو کرنے دو۔

Marfat.com

اگر احزاب جیت گئے تو لوٹ مار میں تم بھی متاثر ہو گے۔ لیکن شکست کی صورت میں وہ لوگ تو اپنا اپنا راستہ لیں گے اور تم مسلمانوں کے رحم و کرم پر ہو گے۔ اُس وقت تمہاری بنی قینقاع اور بنی نضیر سے بھی زیادہ بُری گت بنے گی"۔

یہودیوں نے بڑی بے تابی سے پوچھا: "ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے"؟

نعیم نے کہا: "میرا خیال یہ ہے کہ پہلے تم اُن کے کچھ آدمی اپنے پاس یرغمال رکھو اس کے بعد اُن کا ساتھ دو۔ اس طرح تمہیں اطمینان رہے گا اور وہ لوگ بھی جب تک محمدؐ کو مار نہ لیں گے واپس ہونے کا نام نہ لیں گے"۔

یہ باتیں بنو قریظہ کے دِل کو بھلی لگیں۔ نعیم یہ باتیں صیغہ راز میں رکھنے کے وعدے سے وہاں سے رخصت ہوئے۔ اس کے بعد اُنہوں نے قریش کا رُخ کیا۔ نعیم نے ابوسفیان سے کہا: "میں تمہارا بھی خواہ ہوں اس لئے تمہیں صورتِ احوال سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں"۔

قریش کے استفسار پر نعیم نے کہا: "میری اطلاعات کے مطابق بنو قریظہ ابھی تک مُسلمانوں کے ساتھ ہیں اور اپنی وفاداری کے ثبوت میں تمہارے کچھ اشراف کو یرغمال بنا کر محمدؐ کے حوالے کرنے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ تم یہودیوں سے کہو کہ وہ ہفتہ کے روز جنگ شروع کریں۔ اگر وہ کوئی حیلہ بہانہ کریں تو سمجھنا یہ عُذر لنگ ہے اور یہود تمہارے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ تم یہود کے پاس کسی کو بھیج کر میری باتوں کی تصدیق کر لو اور اپنے آدمی بطور یرغمال قطعاً نہ بھیجنا"۔

اخیر میں نعیم بنو غطفان کے پاس پہنچے اور اُن سے بھی وُہی باتیں کیں جو قریش سے کی تھیں۔ اور یہ بھی بتایا کہ تم میرا خاندان اور قبیلہ ہو۔

نعیم کے انکشاف پر قریش اور غطفان بہت پریشان ہُوئے۔ مختلف افراد کی مختلف آرا تھیں۔ بالآخر طے پایا کہ بنو قریظہ کے پاس دونوں اطراف کے کچھ سرکردہ افراد جائیں اور اُن کو مسلمانوں پر ضرب کاری لگانے کے لئے دستِ تعاون کی درخواست کی جائے چنانچہ عکرمہ بن ابوجہل کی قیادت میں ایک وفد بنو قریظہ کے پاس بھیجا۔ بنو قریظہ نے یوم سبت

Marfat.com

کی آڑلی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ "ہم تمہارا اُس وقت ساتھ دیں گے جب تم اپنے کچھ آدمی ہمارے پاس بطور یرغمال رکھو تاکہ ہمیں اطمینان تو رہے کہ اگر محمدؐ کا پلّہ بھاری ہُوا تو تم ہمیں چھوڑ کر بھاگو گے نہیں"۔

قریش اور غطفان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اُن کو یہ یقین ہو گیا کہ بنو قریظہ بدنیّت ہو گئے ہیں اور نعیم نے اُن پر حقیقتِ حال کو افشا کر کے احسان کیا ہے۔ اس طرح دُشمنانِ اسلام آپس میں تفرقہ اور انتشار کا شکار ہو گئے اور دُشمن اتنی بڑی طاقت سے محرُوم ہو گئے۔ [19]

مسلمانوں نے قریش کے اشراف کی یرغمالی بنانے کے قِصّے کی خُوب تشہیر کی۔ یہ بات ہر ایک کی نوکِ زبان تھی کہ یہودی اُن کو یرغمالی بنا کر ہمارے حوالے کر دیں گے اور ہم انہیں کیفرِ کردار تک پہنچا دیں گے۔ جب اِس خبر کی صحت کے لئے آپؐ سے رجوع کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:۔

لعلنا امرنا ھم بذالک "شاید ہم نے ایسا حکم دیا ہو"۔

آپؐ کا جواب ذومعنی تھا۔ ہر شخص اپنے فہم و فراست کے مطابق اِس کا مفہوم سمجھتا۔ قریش کے اشراف کو یہ یقین ہو گیا کہ بنو قریظہ اور مسلمانوں میں باہمی گٹھ جوڑ ہے، اور بنو قریظہ نے آپؐ کے ہی اشارے پر یہ روّیہ اختیار کیا ہے۔ چنانچہ جب یہودیوں نے عقب سے حملے کی خبر کو یرغمالیوں کے ساتھ منسلک کر کے پیغام بھیجا تو ابو سفیان نے اِس مطالبے کو مسترد کر دیا۔ اس نے یہ مُطالبہ کیا کہ وہ ہفتہ کے روز مُسلمانوں پر حملہ کر دیں اور دوسری طرف سے ہم مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات بنو قریظہ کے لئے قابلِ قبول نہ تھی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا خیال ہے کہ آپؐ نے نعیم بن مسعود کے علاوہ بھی چند نو مُسلم کارندے احزاب کے پاس بھیجے جنہوں نے اُن میں پھُوٹ ڈالنے کا فریضہ ادا کیا۔ [20] جنگ کے آخری دنوں میں ایک رات آپؐ نے زبیرؓ بن عوام کو اِس کام پر مامور کیا کہ جائیں اور احزاب کے احوال و کوائف سے متعلق معلومات مہیّا کر کے واپس آجائیں۔ انہوں نے باہر نکل کر دیکھا کہ

Marfat.com

قریش اپنی سواریوں پر کجاوے باندھ رہے ہیں اور مکہ واپس جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اسی طرح محاصرہ کے آخری دنوں میں جب احزاب بددل ہو گئے، موسم کی شدت بھی بڑھ گئی اور لشکرِ جرار کا خرچ بھی بہت زیادہ بڑھ گیا تھا تو یہ وہ رات تھی جب ہوا کے طوفان سے اُن کی دیگوں کے سرپوش اُڑ گئے اور وہ اوندھے گر پڑے، اُن کے خیمے اُکھڑ گئے اور آگ بگولے انہیں ہنکال کر لئے جا رہے تھے۔ اُن کے گھوڑے لشکر کے درمیان دَوڑتے کُودنے اور بِھڑنے لگے، سنگریزوں کی آوازیں آنے لگیں جو اُن پر پڑ رہے تھے۔ انہی دنوں میں آپؐ نے حذیفہؓ بن یمان [21] کو دُشمن کی صفوں میں جا کر خبریں فراہم کرنے کی غرض سے بھیجا اور ساتھ ہی یہ تاکید بھی فرمائی کہ "جب تک ہمارے پاس نہ آجاؤ کچھ نہ کرنا"۔

حذیفہؓ نے عرض کیا: "مَیں کہیں پکڑا نہ جاؤں"

آپؐ نے فرمایا: "البتہ تحقیق تو ہرگز گرفتار نہ ہوگا"۔ بعدازاں آپؐ نے یہ دُعا فرمائی: "اے اللہ! اِس کے آگے سے اور پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، اُوپر سے اور نیچے سے حفاظت فرما"۔

حذیفہؓ کفار کی صفوں میں گُھس گئے اور ایک ایسی جماعت کے ساتھ جا بیٹھے جو الاؤ کے اردگرد بیٹھی تھی۔ کسی نے بھی اُن کو نہ پہچانا۔ ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ ابوسفیان وہاں آگیا۔ اُس نے اپنے سپاہیوں کو دشمن کے سپاہیوں سے خبردار رہنے کی ہدایت کی۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے بارے میں واقفیت حاصل کرے۔ حُذیفہؓ کہتے ہیں کہ اس موقع پر ابوسفیان کو اُن پر شک ہُوا۔ اُس نے پُوچھا کہ "قریشیو! کوئی دیکھے یہ کون بیٹھا ہُوا ہے"؟ ایک شخص نے کہا: "حُذیفہ ہیں"۔ یہ بڑا خطرناک موقعہ تھا لیکن حُذیفہؓ نے کمال ہوشیاری سے اپنے پہلو میں بیٹھے ہُوئے شخص کا ہاتھ پکڑ کر اُس کا نام پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ "فلاں بن فلاں" [22]۔ اِس طرح اُنہوں نے ہر قسم کے شبہے کا ازالہ کر دیا۔ اب ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "تم ایسی جگہ قیام پذیر نہیں ہو جو قیام کے لئے مناسب ہوتی۔ ہمارے مویشی اور اُونٹ

Marfat.com

بھوکے مر گئے۔ بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی۔ ہوا اتنی تیز ہے کہ دیگیں چولہوں پر نہیں ٹھہرتیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم واپس مکہ چلے چلیں"۔ چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا اور اسے جانے کے لئے تیار کرنے لگا[۲۳]

کوئی مشکل کام نہ تھا۔ بلکہ انہوں نے کمان میں تیر جوڑ لیا اور نشانہ لگانا چاہا[۲۴] لیکن انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے پیشِ نظر ایسا نہ کیا۔ انہوں نے دشمن کی پسپائی کے ارادے اور منصوبے سے آگاہی تک ہی اپنی سرگرمیوں کو محدود رکھا اور اس تمام صورتِ حال سے واپس آکر آگاہ کر دیا[۲۵]

اس طرح اسلام کے دشمن باہمی انتشار کا شکار ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی موسم سرما کی یخ بستہ ہواؤں کے ایسے تیز جھونکے چلے کہ قریش کی ہانڈیاں اُلٹ گئیں[۲۶] (اس خدائی کرم کے ساتھ ساتھ) احزاب کی فوجی نکتہ نگاہ سے ناکامی کا باعث محمدؐ کی برتر حکمتِ عملی اور غالباً آپؐ کا برتر نظام جاسوسی اور خفیہ کارندے تھے[۲۷] اس طرح جو بادل بڑے زور شور سے اُٹھا تھا وہ گرج چمک کر بغیر برسے نکل گیا اور مدینہ کا مطلع صاف تھا[۲۸] احزاب کے جانے کے بعد آپؐ نے فرمایا: لَنْ تَغْزُوْكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّكُمْ تَغْزُوْنَهُمْ یعنی اس سال کے بعد قریش تم سے ہرگز جنگ نہ کریں گے لیکن تم ان سے جنگ کرو گے[۲۹] چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمان ایک مسلّمہ طاقت بن گئے اور بنو قریظہ کے استیصال کے بعد جہاں مدینہ اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ ہو گیا وہاں عرب قبائل بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ غزوہ احزاب نے آپؐ کو عرب کا سردار بنا دیا۔

حوالہ جات

۱۔ البدایہ جلد چہارم ص ۶ ابنِ کثیر

۲۔ نبی رحمتؐ حصہ اوّل ص ۹۹ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

Marfat.com

۳- Lings, Martin; Muhammad, P. 216.

۴- زاد المعاد جلد دوم ص ۲۱۰

۵- قرآنِ حکیم ۲۴ : ۶۳-۶۴

۶- قرآنِ حکیم ۱۰۶ : ۱-۴

۷- ابنِ ہشام جلد دوم ص ۲۵۴-۲۵۵

۸- زاد المعاد جلد دوم ص ۲۱۰

۹- ابنِ ہشام جلد دوم ص ۲۵۶

۱۰- تاریخ طبری جلد اوّل ص ۲۸۴

۱۱- ابنِ ہشام جلد دوم ص ۲۵۷-۲۵۸ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۱۱

۱۲- بُخاری جلد دوم کتاب المغازی ص ۶۱۹ ؛ قصص القرآن جلد چہارم ص ۴۴۹ مولانا محمد حفظ الرحمٰن سہواردی

۱۳- مسند جلد اوّل ص ۱۴۶ ؛ بخاری کتاب المناقب زبیرؓ۔ (یہ الفاظ لسانِ رسالتؐ سے زبیرؓ بن عوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کے سوا کسی اور کے لئے نہیں نکلے)۔

۱۴- مغازی الرّسول ص ۲۹۰ واقدی

۱۵- ایضاً

۱۶- یہ بنو غطفان کے رئیس تھے اور سفارتی امور اور سیاسی جوڑ توڑ کے ماہر تھے۔ یہ وُہی صاحب ہیں جن کو ابو سفیان اور سُہیل بن عمرو نے رشوت دی تھی کہ وہ مُسلمانوں کو خوفزدہ کر کے اُن کو ایک دفعہ پھر بدر کے مقام پر اہلِ مکّہ کا سامنے کرنے سے باز رکھیں۔ اُن کے مدینہ میں قیام نے مختلف النّوع قسم کے تاثرات پیدا کئے تھے کہ وہ اپنے خاندان سمیت اِس موقع پر مُسلمانوں کی مدد کرنے آئے ہیں۔ مسلمانوں کا دشمن کے مقابلے میں کم تعداد ہونا بھی اُن کے دل میں مُسلمانوں کے لئے نرم گوشہ رکھتا تھا۔ اُن

Marfat.com

کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ یہودیوں اور قریش کے درمیان معاہدہ کی تکمیل میں رابطہ کار تھے۔ جب اُنہوں نے آپؐ سے کہا کہ میں اپنی ماموریت کے باوجود آپؐ کی فتح و کامرانی کی آرزو رکھتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جو شخص مُسلمانوں کی تباہی کا وسیلہ بنا ہُوا تھا آج مسلمانوں کی حمایت پر آمادہ ہو گیا ہے۔

۱۷۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۲۶۵ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۲۸۹ ؛ تاریخ ابنِ خلدون جلد اوّل ص ۱۲۱

۱۸۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۲۶۶ ؛ تاریخ ابنِ خلدون جلد اوّل ص ۱۲۱

جنگی دھوکے کی مثالیں یہ ہیں :-

(ا) دُشمن کی حوصلہ شکنی کرنا۔

(ب) دُشمن کو کسی ترکیب سے کمین گاہ تک لے جانا۔

(پ) دُشمن کو ٹھیک راستے سے بھٹکانا۔

(ت) دُشمن کو مرعُوب اور متاثر کرنے کے لئے اپنی قوّت اور طاقت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔

(ٹ) دُشمن کے اندر بے حوصلگی پیدا کر کے اس کے اندر اختلاف و افتراق پیدا کرنے کی سعی و کوشش کرنا۔

(ث) دُشمن کے عزم و استقلال کو کمزور کرنے اور شکست دینے کے لئے خبروں کی نشر و اشاعت۔

۱۹۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۲۶۶-۲۶۵ ؛ فتح الباری جلد ہفتم ص ۳۰۹ ؛ زرقانی جلد دوم ص ۱۱۶-۱۱۷

۲۰۔ عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ص ۷۷

۲۱۔ ان کا شمار اُن صحابہؓ میں ہوتا ہے جنہیں خود آپؐ نے قیامت میں اپنی معیّت کی بشارت

Marfat.com

سنائی۔ ان کا لقب "صاحب السر رسول اللہ" یعنی رسول اللہ کے محرم راز تھا، کیونکہ آپؐ نے انہیں منافقین کے نام بتا دیئے تھے جن کو وہ راز داری کے ساتھ محفوظ رکھتے تھے۔ عمر فاروقؓ نے یہ معیار مقرر کر لیا تھا کہ جس شخص کے جنازے میں حذیفہؓ شریک ہوتے تھے وہ بھی شرکت فرما لیتے بصورتِ دیگر سمجھ جاتے کہ مرنے والا منافق تھا۔

۲۲۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۲۶۹

۲۳۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۲۹۱-۲۹۲

۲۴۔ مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ الاحزاب

۲۵۔ مغازی الرسول ص ۲۸۸ واقدی ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۲۹۱ ؛ تاریخ ابن خلدون جلد اوّل ص ۱۲۲ ؛ زرقانی جلد دوم ص ۱۱۸

۲۶۔ قرآنِ حکیم ۲۳ : ۹

۲۷۔ Watt, Montgomery; Muhammad at Medina, P. 37.

۲۸۔ نبی رحمتؐ جلد اوّل ص ۲۶۱ مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی۔

۲۹۔ سیرت ابنِ کثیر جلد سوم ص ۲۲۱

Marfat.com

غزوہ بنو قریظہ

غزوہ احزاب میں محاصرے میں جب روز افزوں شدّت پیدا ہوتی چلی گئی تو نہایت ہی نازک دَور آگیا۔ اس کے لئے ساز باز غالباً آغاز سے ہی خُفیہ خُفیہ شروع ہو چکی تھی۔ چونکہ مدینہ پر خندق کی وجہ سے عام یورش ناممکن تھی اِس لئے مسلمانوں کو شکست سے ہمکنار کرنے کے لئے دوسرا طریقہ وضع کیا گیا یعنی جنگ مدینہ کے اندر سے شروع کی جائے۔ ابوسفیان اور اس کی افواج خندق کو تو عبور کرنے میں ناکام رہیں لیکن وہ بنو قریظہ سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اُس نے اور اس کے کچھ ساتھیوں نے بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کو کسی نہ کسی طرح میثاقِ مدینہ سے بدعہدی پر آمادہ کر لیا۔ اِس طرح اُن کی میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی ڈھکی چھُپی نہ رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ منافقین بھی تھے جو ایک فریق کے راز دوسرے فریق کو بتانے میں کوئی تامّل نہ کرتے تھے۔

بنو قریظہ کی غدّاری کی اطلاع سب سے پہلے عمر فاروقؓ نے آپؐ کو دی اور عرض کیا:۔ یا رسول اللہ! میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بنو قریظہ نے اپنا معاہدہ توڑ دیا ہے اور اب ہمارے ساتھ بحالتِ جنگ میں ہیں"۔ اِس انکشاف پر آپؐ کی پریشانی فطری تھی۔ آپؐ نے زبیرؓ بن عوام کو صورتِ حال کی آگاہی کے لئے بھیجا۔ پھر اِس خیال سے کہ انصار کہیں یہ خیال نہ کریں کہ اُن کو نظرانداز کیا گیا ہے، سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ کو بُلا بھیجا۔ وہ آئے اور اُن سے فرمایا: "جاؤ اور دیکھو کہ حقیقت کیا ہے۔ اگر یہ جھوٹ ہو تو صاف کہہ دینا۔ لیکن اگر سچ ہو تو مجھے اِس طرح بتانا کہ صرف مجھے ہی پتا چلے"۔

یہ حضرات بنو قریظہ کے قلعے میں پہنچے۔ وہاں جا کر معلوم ہُوا کہ وہ واقعی معاہدہ توڑ

Marfat.com

چکے ہیں۔ انہوں نے یہودیوں کو معاہدے کی پاسداری کرنے پر زور دیا تو وہ بولے: لا عقد بیننا و بین محمد ولا عهد یعنی ہمارے اور محمدؐ کے مابین کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔

آپؐ کے فرستادوں نے بنو قریظہ کو بنی قینقاع اور بنی نضیر کی قسمت کا حوالہ دے کر سمجھانے کی کوشش کی لیکن اُن کو احزاب کی فتح کا اِس قدر یقین تھا کہ وہ کسی بات کو سُنتے ہی نہ تھے۔ کعب پر بدعہدی کا رنگ غالب آچکا تھا۔ سعدؓ بن معاذ نے اُسے بُرا بھلا بھی کہا اور انجامِ بد سے بھی ڈرایا مگر اس پر کچھ بھی اثر نہ ہُوا۔ یہ حضرات واپس آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور آپؐ سے کہا 'عضل' اور 'قارہ'۔ یہ وہ دو قبائل تھے جنہوں نے خبیبؓ اور اُن کے ساتھیوں کو دھوکا دیا تھا۔ آپؐ بات کی تہ تک پہنچ گئے جب کہ دوسرے سُننے والے حقیقتِ احوال سے واقف نہ ہو سکے۔ اس طرح آپؐ کی ہدایت کے مطابق یہ فرض ادا کیا گیا تاکہ عام مسلمانوں میں ہراس اور بددلی پیدا نہ ہو۔ آپؐ نے اللہ اکبر کہنے کے بعد فرمایا کہ مسلمانوں خوش ہو جاؤ۔[2]

بنو قریظہ کے مردوں کی تعداد چھ سو کے قریب تھی۔ دو ہزار نیزے، ڈیڑھ ہزار تلواریں، ڈیڑھ ہزار ڈھالیں اور تین سو زرہیں اُن کے پاس مُسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے موجود تھیں۔ انہوں نے ابتلاء کے اِس وقت مسلمانوں کی پیٹھ میں چھُرا گھونپنے کا فیصلہ کیا۔ ابوبکر صدیقؓ کا کہنا ہے کہ اِس واقعہ کے بعد مسلمانوں کی تشویش میں اضافہ ایک فطری امر تھا کہ کہیں ہمارے پیچھے عورتوں اور بچوّں پر حملہ نہ ہو جائے۔ اِس تشویش کے پیشِ نظر ابوبکر صدیقؓ بار بار کوہ سلع پر چڑھ کر دیکھتے تھے کہ کوئی سانحہ تو رُونما نہ ہو گیا ہو۔ اب یہ ضروری تھا کہ خندق پر موجود فوج کی تعداد کم کی جائے اور شہر کے اندر بھی اُس کی کچھ تعداد تعیّنات کی جائے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک سو افراد واپس بھیج دیئے تاکہ کسی بھی ممکنہ شورش کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اِسی اثناء میں خبر ملی کہ حیؓ بن اخطب قریش اور غطفان پر زور دے رہا ہے کہ اُن میں سے ہر کوئی ایک ہزار سپاہی رات کو بنو قریظہ کے قلعے میں بھیج دے۔ جہاں سے وہ شہر کے

Marfat.com

قلب پر حملہ کریں گے اور اس طرح مسلمانوں کی عورتوں اور بچّوں کو اُٹھالیں۔ نامعلوم اسباب کی بنا پر مقرّرہ رات ایک سے زائد دفعہ ٹلتی رہی۔ اس طرح یہ ناپاک منصُوبہ مکمّل نہ ہو سکا لیکن حفظِ ماتقدّم کے تحت آپؐ نے زیدؓ بن حارث کو تین سو سپاہیوں کے ساتھ گلیوں میں گشت کرنے کا فریضہ سونپا۔

میثاقِ مدینہ کی رُو سے بنو قریضہ کو مدینہ کی اسلامی ریاست میں شہری حقوق حاصل تھے لیکن اُنہوں نے عہد شکنی کی اور مسلمانوں کے دشمن حیّ بن اخطب کو اپنے قلعے میں پناہ دی۔ ان شواہد کی روشنی میں عسکری، سیاسی اور ملکی نکتہ نگاہ سے انہیں مزید مُہلت دینا ایک غیر منطقی اقدام ہوتا۔ آپؐ نے مقدمتہ الجیش کے طور پر علیؓ مرتضےٰ کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو حیّ بن اخطب اور دوسرے یہودیوں کو آپؐ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے سُنا۔ وہ فوراً ہی واپس آ گئے۔ راستے میں اُن کی ملاقات رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ہوئی۔ علیؓ مرتضےٰ نے عرض کہ آپؐ اُدھر تشریف نہ لے جائیں کیونکہ وہ آپؐ کی شان میں گستاخانہ روّیہ اختیار کئے ہُوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ "اگر مجھے دیکھتے تو کچھ نہ کہتے"۔ اور فی الواقعہ ایسا ہی ہُوا۔ آپؐ نے اُن کے قریب پہنچ کر باآواز بلند کہا:۔

یا اخوان القردۃ ھل اخزاکم اللہ وانزل بکم نقمۃ

"اے بندروں کی برادری! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل نہیں کیا تھا اور تم پر اپنا غضب نہیں بھیجا تھا"

جواب میں بنو قریظہ نے کہا: "اے ابوالقاسم! آپؐ ناواقف نہیں"۔[۳]

آپؐ بنو قریظہ کے خلاف اپنے جاسُوسی کے کامیاب نظام کی بنا پر ہی اقدام کرسکے۔ وہ اپنی حربی تیاریوں سے معمولی سا فائدہ بھی نہ اُٹھا سکے۔ کیونکہ آپؐ کی سریع الحرکت فوج نے اُن کی فکری اور ذہنی قوّت کو ناکارہ بنا کر رکھ دیا۔ آپؐ نے اُن کا محاصرہ کرلیا جو پچّیس روز تک جاری رہا۔ بالآخر اُنہوں نے سعدؓ بن معاذ کو اپنا ثالث مقرّر کیا جنہوں نے فیصلہ

Marfat.com

دیا کہ بنو قریظہ کے قابلِ جنگ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور اُن کا مال و زر تقسیم کر دیا جائے، اُن کی عورتوں اور بچّوں کو گرفتار کر لیا جائے؟

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۲۵۶ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۱۰

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً ص ۲۷۱

۴۔ ایضاً ص ۲۷۷-۲۷۸

Marfat.com

غزوہ بنی لحیان

بنی لحیان نے اصحابِ رجیع ؓ کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک کیا تھا آپ ؐ نے اُن کو سزا دینے کے لئے دو سو مجاہدین کے ساتھ رختِ سفر باندھا۔ روانگی کے وقت آپ ؐ نے یہ ظاہر کیا کہ آپ ؐ شام کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ اثنائے راہ میں اگر دشمن پر کوئی کامیاب چھاپہ مارنے کا موقع مل سکے تو اُس سے فائدہ اُٹھائیں!

مدینہ سے نکل کر آپ ؐ نے شام کی جانب غراب ؒ نامی پہاڑ کی راہ لی۔ پھر آپ ؐ محیص نامی پہاڑ کے قریب سے ہوتے ہوئے تبراء پہنچے۔ یہاں سے آپ ؐ بائیں جانب مُڑے اور بین نامی وادی سے گزرتے ہوئے صخیرات الیمام آئے۔ اس کے بعد آپ ؐ سیدھے مکے ؒ کی شاہراہ، جس سے حاجی سفر کرتے ہیں، پر جا پہنچے۔ وہاں آپ ؐ نے تیز چلنا شروع کیا۔ اس طرح شتاب روی کر کے غران ؒ پر منزل کی۔ یہ اُمج اور عُسفان کے درمیان ایک وادی ہے جو مقام سیالہ تک چلی جاتی ہے۔ یہاں بنو لحیان کی بستیاں واقع تھیں۔

منزل پر پہنچ کر آپ ؐ نے ابوبکر صدیق ؓ کو دو سو افراد کے ساتھ آگے بھیجا تاکہ وہ النعم ؒ نامی مقام تک جا کر دشمن کے ارادوں کا پتا لگائیں، جو آپ ؐ کی آمد کی خبر سُن کر پہاڑوں کی جانب بھاگ گئے تھے۔ ابوبکر صدیق ؓ کراع الغمیم تک گئے مگر کوئی مقابلہ نہ ہُوا۔ وہاں سے وہ واپس آئے۔ اِس سریہ کے بھیجنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ قریش کو مسلمانوں کے آنے کا حال معلوم ہو جائے اور اُن پر رعب طاری ہو جائے۔

اس کے بعد آپ ؐ مدینہ تشریف لے آئے۔

حوالہ جات

۱۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۳۰۶

Marfat.com

غزوہ ذی قردہ

یہ غزوہ غابہ کے نام سے بھی موسوم ہے۔ ذی قردہ ایک چشمہ کا نام ہے جو مدینہ سے ایک دن کی مسافت کے فاصلے پر تھا۔ یہاں مسلمانوں کے اونٹ چرا کرتے تھے۔ عُیینہ بن حصن نے غطفان کے رسالے کے ساتھ غابہ (مدینہ کے شمال میں قریب ہی ایک مقام) میں اُن اونٹوں پر چھاپہ مارا۔ اُن اونٹوں کے ساتھ غفاری قبیلے کے ایک فرد ذرؓ بن ابوذرؓ غفاری اپنی بیوی لیلیٰ کے ساتھ رہتے تھے۔ عُیینہ نے ذرؓ کو شہید کر کے لیلیٰ کو اُٹھا لیا۔ اس کے علاوہ اونٹوں کی بھی ایک تعداد لوٹ لی۔

سلمہؓ بن عمرو بن الاکوع اسلمی پہلے فرد تھے جنہیں اس غارت گری کا علم ہوا۔ یہ صبح سویرے ہی تیر و کمان سے آراستہ ہو کر غابہ کے ارادے سے نکلے۔ اُنہوں نے دشمن کو دیکھ کر یا صباحاہ کا نعرہ لگایا پھر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ جب تیر پھینکتے تو انا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع (یہ لو میں ابن الاکوع ہوں۔ آج کا دن کمینے آدمیوں کی ہلاکت کا دن ہے) کہتے۔

اُن کی پکار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تک پہنچی تو آپؐ نے مدینہ میں "الفزع الفزع" (خطرہ خطرہ) کا نعرہ لگایا۔ اس پر سب مسلمان سوار آپؐ کی طرف دوڑ پڑے۔ آپؐ نے راستے کی رہبری کے لئے ابو حدرد اسلمی کو اپنے ساتھ لیا۔ آپؐ نے پانچ سو افراد کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ اپنے سب مویشی چھڑا لئے اور لیلیٰ کو واپس لائے۔ اس مہم میں حبیب بن عُیینہ بن حصن کو قتل کیا گیا۔[۲]

سریہ عکاشہؓ بن محصن: اسے سریہ غمر مرزوق بھی کہتے ہیں۔ بنو اسد نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے جمعیّت فراہم کی تھی۔ آپؐ نے

Marfat.com

عکاشہؓ بن محصن الاسدی کو چالیس افراد کے ساتھ اُن کی طرف بھیجا۔ جب مسلمان وہاں پہنچے تو دُشمن اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اُن کی بستی خالی تھی، صرف ایک شخص اُن کے ہاتھ آیا۔ اُسے امان دے کر اُسے اُس جگہ کا رہبر بنایا گیا جہاں اُن کے مویشی اور جانور تھے۔ وہ وہاں لے گیا۔ مسلمانوں کے ہاتھ دو سو اونٹ لگے جنہیں وہ لے کر مدینہ لوٹ آئے۔[۳]

سریہ جموم: جموم کو جموح بھی کہتے ہیں۔ یہ مدینے سے چار کوس کے فاصلے پر بطن نخلہ کے قریب واقع تھا جہاں بنی سلیم رہتے تھے۔ قبیلہ مزینہ کی ایک عورت حلیمہ نے مُخبری کی کہ بنو سلیم فتنہ و شرارت کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اُس نے اُن کے ایک مقام کا پتا بتایا جہاں ان کے جانور رہتے تھے۔ آپؐ نے زیدؓ بن حارث کو ایک طلایہ گرد دستے کے ہمراہ بھیجا۔ اُنہوں نے چھاپہ مار کر کچھ افراد گرفتار کئے۔ اُن میں حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ اِن سب کو مدینہ لایا گیا۔ آپؐ نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔

سریہ عیص: جب سے شام جانے والی شاہراہ قریش کے لئے بند ہوئی تھی انہوں نے بے سُود ہاتھ پاؤں مارے۔ وہ نجد کا راستہ بھی استعمال کرنے میں ناکام رہے تھے۔ جمادی الاوّل ۶ھ میں انہوں نے ایک دفعہ پھر قسمت آزمائی اور شام کی جانب ایک قافلہ بھیجا کیونکہ اُن کا سامانِ تجارت پڑے پڑے خراب ہو رہا تھا۔ دوسرے اُن کی آمدنی بھی محدُود ہو کر رہ گئی تھی۔

آپؐ کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک کاروانِ تجارت شام سے واپس آ رہا ہے۔ اس اطلاع کے ملنے پر آپؐ نے زیدؓ بن حارث کو تقریباً ستر سواروں کے ساتھ عیص کی طرف روانہ کیا۔ یہ مقام بحیرہ احمر کے ساحل کی طرف واقع تھا۔ مسلمانوں کے ہاتھ کئی قیدی اور مال و متاع لگا۔ اِن قیدیوں میں آپؐ کے داماد ابو العاص بھی تھے جو آپؐ کی دُختر زینبؓ کے شوہر تھے۔ قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ اسد الغابہ جلد پنجم ص ۱۶۹ - ۱۷۰
۲۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۳۳۵ - ۳۳۶
۳۔ مدارج النبوت جلد دوم ص ۳۳۲ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

سریہ فدک : شعبان ۶ ھ میں آپؐ کو اطلاع ملی کہ بنی سعد بن بکر نے اہلِ خیبر کی مدد کے لئے فدک کے قریب ایک لشکر جمع کیا ہے۔ آپؐ نے علیؓ مرتضیٰ کو دو سو مجاہدین کے ساتھ فدک کی طرف روانہ کیا۔ یہ دستہ رات کے وقت سفر کرتا اور دن کو چھپ جاتا۔ راستے میں ان کو ایک شخص ملا جسے ڈرانے اور دھمکانے سے معلوم ہوا کہ بنی سعد کا جاسوس ہے۔ اُسے بنی سعد نے اہلِ خیبر کی طرف اپنی امداد کا وعدہ دے کر بھیجا تھا اور یہ شرط پیش کی تھی کہ یہودی انہیں خیبر کی کھجوریں دیں گے۔ اُسے اس بات کی ضمانت دی گئی کہ وہ محفوظ و مامون ہے۔ اُس کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں علیؓ مرتضٰے نے بنی سعد پر دفعتہً حملہ کر دیا تو وہ فرار ہو گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لگیں!

سریہ عبداللہؓ بن رواحہ : ابورافع سلام بن ابی حقیق کے قتل کے بعد خیبر میں اُسیر بن رزام نے یہودیوں کی قیادت سنبھالی۔ اُس نے قبائل یہود کو خطاب کر کے کہا: "صحیح تدبیر یہ ہے کہ خود مدینہ پر حملہ کیا جائے اور میں یہی طریقہ اختیار کروں گا۔"[۲] اُس کے پیشِ نظر ابورافع سلام کے قتل کا بدلہ لینا تھا۔ اِس غرض سے اُس نے مسلمانوں کے خلاف ایک جمعیت اکٹھی کرنا شروع کر دی۔

اُسیر بن رزام کی معاندانہ سرگرمیوں کی اطلاع آپؐ کو ملی تو آپؐ نے عبداللہؓ بن رواحہ کو تین افراد کے ساتھ تحقیقِ حال کے لئے بھیجا۔ اُنہوں نے چھپ کر اُسیر کی زبانی اُس کے مشورے

Marfat.com

اور تدبیریں سُنیں اور یہ حالات آپؐ کے گوش گزار کئے۔ چنانچہ ان اطلاعات کی روشنی میں آپؐ نے اُن کو تیس افراد کے ساتھ دوبارہ اُسیر کی طرف خیبر بھیجا کہ اُسے کہا جائے کہ خیبر کی حکومت کا سربراہ اُسے ہی مقرر کیا جائے لیکن اِس کے لئے آپؐ سے اُس کی ملاقات ضروری ہے۔ اُسیر نے باقی یہودیوں سے مشورہ کیا جنہوں نے اُس کی مخالفت کی۔ مگر اُس نے کہا: نہیں، وہ مجھے حاکم مقرر کر دیں گے۔ ہم لوگ مسلسل جنگ سے تنگ آ چکے ہیں"۔ چنانچہ وہ تیس ساتھیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہُوا۔ ہر اُونٹ پر ایک یہودی کے پیچھے ایک مُسلمان بیٹھا۔ جب یہ قافلہ قرقرہ کے مقام پر پہنچا تو اُسیر کو اپنے اس طرح مدینہ جانے پر خفّت محسوس ہوئی۔ اُس نے چُپکے سے عبدؓ اللہ بن رواحہ کو قتل کرنا چاہا لیکن وہ اُس کا ارادہ بھانپ گئے۔ چنانچہ انہوں نے دو ایک کوششوں کے بعد اُسے قتل کر دیا۔ اِس پر ہر مُسلمان نے ہر ساتھی یہودی سوار پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا البتہ ایک یہودی بھاگ کر بچ نکلا۔[۳]

حوالہ جات

۱۔ زرقانی جلد دوم ص ۶۳ ؛ طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۱۵

۲۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۷۶۰

۳۔ ایضاً ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۵۵

Marfat.com

غزوہ حُدیبیہ

غزوہ احزاب کے بعد مدینہ کی اسلامی ریاست کی سیاسی اور عسکری قوّت میں بے پناہ اضافہ ہُوا۔ اس کے علی الرغم قریش روز بروز رُو بہ انحطاط تھے۔ چونکہ اسلام ایک عالمگیر دِین ہے اور آپؐ رحمتہ للعالمین تھے۔ اس لئے فتح مکّہ ایک ابدی حقیقت کی مانند تھی لیکن ہنوز اِس مقصد کا حصُول باقی تھا۔ چنانچہ ابتدائی اقدامات کے طور پر آپؐ نے خانہ کعبہ کے عُمرہ کا ارادہ کیا۔ اس کے لئے مناسب منصُوبہ بندی نہایت رازدارانہ طریق پر کی گئی۔

جب عُمرے کا وقت آیا تو اس دیرینہ خواہش کی تکمیل کے لئے آپؐ نے سات سو صحابہؓ کی معیّت میں مکّہ کے لئے رختِ سفر باندھا۔ آپؐ نے قربانی کے جانور بھی ساتھ لئے۔ ذیقعد عرب میں امن و سلامتی کا مہینہ تصوّر کیا جاتا تھا اس لئے اِس میں ہر قسم کے جنگ و جدل سے اجتناب ضروری تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ صرف مسافرانہ حفاظتی ہتھیار لے کر روانہ ہُوئے اِس طرح کہ تلواریں نیام میں تھیں[۲]۔ جب آپؐ مکّہ سے دو منزل دُور تہامہ کی سرحد پر عُسفان نامی مقام پر پہنچے تو آپؐ کے بھیجے ہُوئے جاسُوس بِشر بن سُفیان[۳] نے آکر اطلاع دی کہ قریش چیتوں کی کھالوں میں ملبُوس ذی طوٰی وادی میں خیمہ زن ہیں۔ اُنہوں نے قسم اُٹھا رکھی ہے کہ چاہے مسلمانوں کے ارادے کچھ ہی ہوں اُن کو مکّہ کی طرف آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے دو سو گھوڑوں پر سوار مسلح افراد پر مشتمل ایک دستہ بھی روانہ کر دیا ہے جو اس وقت کُراع الغمیم[۴] میں مستعد کھڑا ہے[۵]۔

بِشر بن سُفیان کی فراہم کردہ اطلاع کے جواب میں آپؐ نے فرمایا:

"قریش پر افسوس ہے۔ جنگی بھوت نے اُن کی عقلوں کو چر لیا ہے۔ اُن کا کیا حرج ہے

اگر وہ مجھے اور دوسرے عربوں کو آزاد چھوڑ دیں۔ اگر وہ مجھے ہلاک کر سکے تو اُن کی دِلی منشا پوری ہوگی۔ اور اگر خُدا نے مجھے اُن پر غلبہ عطا فرما دیا تو پھر وہ اسلام میں بکثرت داخل ہو جائیں گے۔ اگر وہ کسی بات کو منظور نہیں کرتے تو پھر جنگ کریں کہ اُن کے پاس طاقت ہے۔ پس معلوم ہونا چاہیئے کہ قریش کا کیا ارادہ ہے۔ خُدا کی قسم! مَیں تو ہمیشہ اِس دینِ الٰہی کے لئے جہاد کرتا رہوں گا جسے دے کر خُدا نے مجھے بھیجا ہے یہاں تک حق تعالےٰ اِس دین کو غالب فرما دے یا پھر قدیم دین میں ہی باقی رہنے"[6]

اب آپؐ نے قبیلہ اسلم کے ایک راہبر عمرو بن عبد نہم کو حُدیبیہ کی طرف سفر میں اپنا راہبر مقرر فرمایا۔ وہ آپؐ کو غیر معروف راستوں سے لے کر چلا۔ پہلے وہ قدرے ساحل کی طرف چلا، پھر وہ پیچیدہ راستوں سے ہوتا ہُوا بڑھتا گیا یہاں تک کہ وادی کے اختتام پر ہموار راستہ سامنے آگیا۔ اب آپؐ کے حُکم پر مسلمانوں نے حُدیبیہ کی ڈھلوان پہ وادی ثنیتہ المرّار کو جانے والا راستہ اختیار کیا۔ چلتے چلتے آپؐ ثنیتہ المرّار پہنچے۔ یہاں آپؐ کی اُونٹنی قصواءؑ اللہ تعالیٰ کے حُکم سے بیٹھ گئی۔ آپؐ ماضی قریب میں ہونے والے معاشی اور سیاسی حالات کے پیشِ نظر اِس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ قریش اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ مکّہ سے موصولہ اطلاعات بھی اِسی نوع کی تھیں۔ اِنہی کے پیشِ نظر آپؐ نے فرمایا کہ "آج قریش اس قطعۂ زمین پر مجھ سے صلۂ رحمی کی خواہش کریں گے تو مَیں ضرور اُن کی استدعا قبول کر لوں گا۔ اب آپؐ کی ہدایات کے مطابق مُسلمانوں نے حُدیبیہ نامی کنوئیں کے قُرب وجوار میں پڑاؤ ڈالا۔[7]

یہاں پڑاؤ ڈالنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو حُدودِ حرم کا اور دوسرے دُشوار گزار وادیوں اور پہاڑیوں کے سلسلے کا آغاز ہوتا ہے۔ حُدودِ حرم کی وجہ سے آپؐ کے پیشِ نظر تصادم سے گریز تھا۔ آپؐ چاہتے تھے کہ قریش بھی حرم کے تقدّس کا احساس کریں۔ اگر عسکری نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو حُدیبیہ کے درّے کے دہانے پر حریف کو روکنے سے بہتر اور کوئی مقام نہیں مل سکتا تھا۔[8] اس طرح مُسلمان خالد بن ولید کے دستے[9] سے اوجھل رہے۔ خالد کو

مُسلمانوں کی موجودگی کا اس وقت تک پتا نہ چلا جب تک کہ لشکرِ اسلام کا گرد و غبار اس کی آنکھوں میں نہ گھس گیا۔ اِس طرح قریش کا یہ دستہ بے نیل مرام مکہ لوٹ گیا۔ یہ آپؐ کی بالواسطہ رسائی پر مبنی حکمتِ عملی کا نتیجہ تھا کہ اہلِ مکہ کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ چونکہ آپؐ کو قریش کے متعلق لمحہ بہ لمحہ اپنے وسائل سے اطلاعات مل رہی تھیں اِس لئے قریش کے لئے یہ ممکن ہی نہ رہا کہ وہ کسی طرح بھی اپنی ماضی کی شکستوں کا بدلہ لے سکیں۔ ابن سعد کے مطابق اس مہم کے دوران میں مُسلم طلیعہ بیس شہسواروں پر مشتمل تھا اور عبادؓ بن بِشر اوسی کے زیرِ کمان بھیجا گیا تھا۔[۱۱]

حُدیبیہ میں پڑاؤ ڈالنے کے فوراً بعد ہی سفارتی سرگرمیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ رواج کے مطابق قریش مُسلمانوں کو عُمرہ کی ادائیگی سے نہیں روک سکتے تھے۔ لیکن اس طرح اجازت دینا اُن کے لئے ذِلّت آمیز تھا۔ سب سے پہلے بُدیل بن وَرقا الخزاعی اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ آیا۔ بنو خزاعہ اگرچہ ابھی تک مشرّف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ لیکن وہ آغاز سے ہی آپؐ کے خاص راز دار تھے۔ مکہ میں جو کچھ ہوتا تھا اُسے وہ آپؐ تک پہنچا دیتے تھے۔ بُدیل نے آپؐ کی آمد کا مقصد پوچھا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ "قریش کی ایک بہت بڑی جمعیّت حُدیبیہ کے نواح میں موجود ہے اور وہ کسی بھی طرح مُسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دے گی۔ اُن کے ساتھ دُودھ دینے والی اُونٹنیاں بھی ہیں، گویا وہ مقابلے کے لئے طویل قیام کا ارادہ رکھتے ہیں"۔ آپؐ نے اُسے بتایا کہ "ہم تو قطعاً لڑنے کے ارادہ سے نہیں آئے بلکہ کعبہ کی زیارت کرنے آئے ہیں"۔[۱۲]

بُدیل نے واپس جاکر قریش کو آپؐ کے عندیہ سے آگاہ کیا لیکن قریش نے جواب دیا کہ "گو وہ لڑائی کی غرض سے نہ آئے ہوں پھر بھی خُدا کی قسم ہم طاقت کے بل بوتے پر اُن کو مکہ میں داخل ہونے سے روکیں گے، ورنہ عرب ہماری بُزدِلی اور حماقت کی داستانیں بیان کرتے پھریں گے"۔[۱۳]

Marfat.com

اس کے بعد قریش نے کوئی پچاس تیز مزاج نوجوانوں پر مشتمل ایک دستہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ قریش کی گھبراہٹ کا عالم تھا کہ اُن کو یہ اندازہ ہی نہ ہُوا کہ مُسلمان محمدؐ کی قیادت میں مدینہ سے کئی ایک مہموں پر جا چکے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اُنہوں نے یہاں آکر اپنی حفاظت کے لئے مناسب اقدامات نہ کئے ہوں گے۔ بہرحال یہ سب کے سب حملہ آور گرفتار کر لئے گئے لیکن مناسب تحقیق کے بعد اُن کو آزاد کر دیا گیا۔ آپؐ کے اِس اقدام نے اُن پر بہت اچھے نفسیاتی اثرات مرتب کئے۔

اس واقعہ کے بعد قریش نے مکرز بن حفص کو آپؐ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اپنے ذہن کے مطابق آپؐ کی آمد کا مقصد معلوم کر سکے۔ آپؐ نے اُسے بھی وُہی جواب دیا جو آپؐ بُدیل کو دے چکے تھے۔ لیکن قریش کی اب بھی تسلّی نہ ہُوئی تو اُنہوں نے حُلیس بن علقمہ کو اِسی مشن پر بھیجا۔ وہ احابیش کا سردار تھا۔ اُسے بھیجنے سے قریش کا مقصد یہ تھا کہ اگر محمدؐ نے حُلیس کو ٹُھکرا دیا تو یہ قبیلہ ہمارا طرفدار ہو جائے گا۔ اُسے دیکھ کر آپؐ نے فرمایا کہ "یہ خُدا پرست لوگ ہیں۔ ان کے سامنے قُربانی کے جانور کر دو تاکہ وہ اُن کو دیکھ لیں"۔ اِن جانوروں کی گردنوں میں قُربانی کی علامت کے طور پر لوہے کے نعل لگا دیئے گئے تھے۔ اِن جانوروں کو حُلیس کو دکھا دیا گیا جنہیں دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا۔ اُس نے واپس جا کر قریش کو اِس مقصد کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن قریش کی ہٹ دھرمی کے سامنے وہ بھی ناکام رہا[۱۴]

اب قریش نے عُروہ بن مسعود کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ اُس نے بھی واپسی پر اکابرینِ قریش کو اِس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کو خانہ کعبہ کی زیارت کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن اُس کی بھی ایک نہ چلی۔ تاہم اِن سفارتوں کا یہ اثر ضرور ہُوا کہ قریش کی صفوں میں اختلاف پیدا ہوتا چلا گیا[۱۵]

قریش کے پے در پے سُفراء کی آمد اور ان کی واپسی کے بعد آپؐ نے یہ اندازہ لگایا کہ ممکن ہے کہ واپس جا کر یہ سُفراء قریش پر پوری کیفیت عیاں نہ کرتے ہوں لہٰذا اپنا سفیر بھیجنا

Marfat.com

چاہیئے۔ آپؐ نے پہلے خراشؓ بن اُمیہ کو بھیجا لیکن قریش نے اُن کے تعلب نامی اُونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خود خراشؓ کو بھی شہید کر دینے کا ارادہ کیا۔ البتہ احابیش کی مداخلت پر وہ ایسا نہ کر سکے[16]۔ اب آپؐ نے عثمانؓ بن عفان کو مکہ بھیجا کہ وہ مکہ میں توقیر و اکرام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے[17]۔

عثمانؓ بن عفان مکہ گئے تو اُن کو وہیں روک لیا گیا۔ اُن کی تاخیر کے باعث یہ مشہور ہو گیا کہ شاید اُن کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اِس پر بیعتِ رضوان ہوئی۔ بعد میں آپؐ کے مُخبر یہ اطلاعات لائے کہ عثمانؓ زندہ ہیں۔ لیکن بیعتِ رضوان کا فوری طور پر یہ اثر ہُوا کہ قریش گھبرا گئے۔ اس کے ساتھ ہی اُن کو آپؐ کے عزمِ صمیم کا پتا چلا اور وہ مرعُوب ہو گئے۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ صُلح کے لیئے نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہُوا جو معاہدہ حُدیبیہ پر منتج ہُوا۔ قریش نے آپؐ کو اور آپؐ کے رفقاء کو اس مجوزہ عُمرہ سے عملاً روکا اور اپنی ہٹ دھرمی کی خاطر اسے ایک برس کے لیئے مؤخر کرا دیا[18]۔ اِس وقت مکے کو عجیب بدنظمی اور عدم مرکزیت کا سامنا تھا۔ اُن کا سب سے بااثر سردار ابوسفیان بھی کسی نامعلوم راستے سے چُھپ چُھپا اور بچ بچا کر اُن دنوں شام گیا ہُوا تھا[19]۔

اِس معاہدہ کی رُو سے اسلامی ریاست کو اُس خطرے سے نجات مل گئی جو اُسے مکہ سے درپیش تھا۔ تاہم یہ معاہدہ فتحِ عظیم کا مقدمہ بنا۔ قرآنِ حکیم نے اِسے فتحِ مُبین[20] اور نصرِ عزیز[21] کے ناموں سے یاد کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۳۶۸۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ آپؐ کے ہمراہ چودہ سو صحابہؓ تھے۔

Marfat.com

۲- فتح الباری کتاب الشروط ؛ طبقات ابنِ سعد جلد دوم ص ۶۹

۳- اِن کا تعلق بنو کعب کے ساتھ تھا۔ حافظ ابنِ قیمؒ نے اِن کا نام نہیں لکھا بلکہ محض اتنا ہی لکھنے پر اِکتفا کیا ہے کہ مُخبر حاضر ہُوا اور عرض کیا کہ مَیں نے کعب بن مُوسیٰ کو دیکھا کہ اُس نے کافی فوج جمع کی ہے۔ وہ آپؐ سے جنگ کرنا اور آپؐ کو کعبہ کی زیارت سے روکنا چاہتا ہے۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۱۵

لیکن حقیقت یہ ہے کہ قریش کی طرف سے طرح طرح کی خبریں آ رہی تھیں۔ ایک خبر یہ بھی تھی کہ وہ آنحضرتؐ کو روکیں گے۔ اِن افواہوں کی تحقیقات بشر بن سُفیان کے سُپرد ہُوئی۔ انہوں نے تحقیقات کر کے آپؐ کو عُسفان میں آ کر اطلاع دی کہ قریش آپؐ کی آمد کی خبر سُن کر مقابلے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ ابنِ سعد جلد چہارم ص ۳۲۔

۴- یہ مقام مکہؐ کے قریب ایک گاؤں ہے۔

۵- ابنِ ہشام جلد دوم ص ۳۶۹

۶- ایضاً

۷- ایضاً

۸- رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۸۸ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

۹- اِس دستے میں عکرمہ بن ابی جہل بھی شامل تھا۔

۱۰- طبقات ابنِ سعد جلد دوم ص ۹۵

۱۱- ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۳۷۲ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۳۲۹ ؛ مدارج النبوّت جلد دوم ص ۳۵۲ شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔

۱۲- ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۳۷۱

۱۳- ایضاً

۱۴- ایضاً ص ۳۷۲ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۳۳۱

Marfat.com

۱۵۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۳۷۳ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۳۳۱
۱۶۔ ایضاً ص ۳۷۴ ؛ ایضاً ص ۳۳۴
۱۷۔ ایضاً ص ۳۷۵ ؛ ایضاً
۱۸۔ ایضاً ص ۳۷۸-۳۷۹ ؛ تفسیر ابنِ کثیر جلد چہارم ص ۱۹۴-۱۹۸
۱۹۔ رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۸۸ ڈاکٹر محمد حمید اللہ
۲۰۔ قرآنِ حکیم ۴۸ : ۱
۲۱۔ قرآنِ حکیم ۴۸ : ۳

Marfat.com

غزوۂ خیبر

خیبر مدینہ کے شمال میں تقریباً دو سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک مقام تھا۔ یہاں پانی کی فراوانی ہے جو زرخیزی و شادابی کا باعث ہے۔ یہاں کے یہودی زرگر تھے۔ وہ طلائی زیورات اور ظروف عرب کے اشراف کے ہاتھ بیچا کرتے تھے اور بعض دفعہ کرایہ پر بھی یہ چیزیں اُٹھا دیتے تھے۔ بنو قینقاع اور بنی نضیر مدینہ سے جلاوطنی کے بعد یہیں آکر آباد ہوئے۔ یہاں بھی انہوں نے اپنی ریشہ دوانیاں جاری رکھیں۔ یہودی سردار اُسیر بن رزام نے مختلف قبائل کا دورہ کیا اور مسلمانوں کے خلاف اُن کے جذبات کو برانگیختہ کیا۔ اِس طرح خیبر میں کم و بیش بیس پچیس ہزار سپاہ پر مشتمل ایک لشکرِ جرّار جمع ہو گیا۔ انہوں نے اپنے قلعوں میں کافی مقدار میں سامان خوراک جمع کر لیا۔ خیبر سے مدینہ کی اسلامی ریاست کے خلاف فسادات جنم لیتے تھے۔ امام سرخسی کے ایک بیان سے پتا چلتا ہے کہ خیبر کے یہودیوں اور قریشِ مکّہ کے درمیان ایک خُفیہ معاہدہ طے ہُوا تھا۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں :-

لما كان بين اهل مكة واهل خيبر من المواخاة على ان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم اذا توجه الى احد الفريقين اغار الفريق الآخر۔

"اہلِ مکّہ اور اہلِ خیبر یہود کے درمیان یہ معاہدہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دونوں میں سے کسی فریق پر حملہ کریں تو دُوسرا فریق اُس کی جنگی مدد کرے گا۔"

مُسلمانوں میں اِس اتحاد سے نبرد آزما ہونے کی قوّت نہ تھی لہٰذا آپؐ نے اعداءِ اِسلام کے ایک بازُو کو مفلوج کرنے کی ٹھانی۔ اِس طرح آپؐ کی فہم و فراست کی بدولت معاہدہ حُدیبیہ طے پایا جسے عام مسلمانوں نے اِس کی شرائط کو بادی النظر میں دیکھتے ہوئے پسپائی

Marfat.com

سے تعبیر کیا۔لیکن وقت نے ثابت کیا کہ یہ حقیقت میں اسلام کے لئے ایک عظیم فتح تھی۔

اس معاہدہ کے طے پا جانے کے بعد خیبر کے یہودیوں نے یہ پیش بینی کر لی کہ اب مدینہ اور خیبر کے درمیان جنگ ناگزیر ہے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کئی ایک حفاظتی اقدامات کئے۔ویسے بھی غزوہ احزاب میں اُن کی شکست کے زخم ہرے ہو گئے۔انہوں نے انتقام لینے کی تیاریاں شروع کر دیں۔اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے انہوں نے ارد گرد بھی مکروفریب کا جال بچھا دیا۔مدینہ کے اندر ابھی تک منافقین موجود تھے جن کے اذہان کی آبیاری عبداللہ بن اُبی کرتا رہتا تھا جو اب خیبر کے یہودیوں کا ایجنٹ اور جاسوس تھا۔

آپؐ کے پاس لمحہ بہ لمحہ خیبر کے یہودیوں کی مذموم سرگرمیوں کی خبریں پہنچ رہی تھیں۔آپؐ کو اپنے ذرائع سے یہ بھی معلوم تھا کہ اُن کا مُسلسل رابطہ مشرقی رُومی سلطنت کے ساتھ بھی ہے اور بنو غطفان ابھی تک خیبر کے پکّے اتحادی تھے۔اگر اُن دونوں کو موقع دیا گیا تو یہ دو طاقتیں مدینہ پر چڑھ دوڑیں گی۔ظاہر ہے کہ ایسی صُورت میں ہولناک نتائج سامنے آسکتے تھے۔اِس کے علاوہ معاہدہ حُدیبیہ کا بھی کوئی فائدہ باقی نہیں رہ جاتا تھا۔خیبر کے خلاف کسی بھی قسم کے قطعی اقدام سے پیشتر آپؐ نے بنو غطفان کے ساتھ رابطہ قائم کیا کہ مدینہ اور غطفان کے یہ بہترین مفاد میں ہے کہ وہ امن کا ایک معاہدہ طے کر لیں۔اُنہوں نے کہلا بھیجا کہ وہ خیبر کے حلیفوں کو تنہا چھوڑنے پر تیار نہیں اور مدینہ اور خیبر کے درمیان لڑائی کی صُورت میں غیر جانبدار نہیں رہیں گے۔[۲] انہوں نے اِس حقیقت کو بالکل ہی نظرانداز کر دیا کہ اُن کے دوسرے حلیف (قریش) نے تو مدینہ سے صُلح کا معاہدہ طے کر لیا ہے۔

تیزی سے بدلتے ہوئے ان حالات میں آپؐ نے یہ فیصلہ کیا کہ خیبر پر ضرب کاری لگائی جائے۔آپؐ نے تیاریوں کے سِلسلے میں نہایت ہی احتیاط برتی۔صرف ان لوگوں سے مشورہ کیا گیا جو آپؐ کے بہت ہی قریب تھے اور غزوہ حُدیبیہ میں شریک تھے۔آپؐ نے اِس مہم میں عبداللہ بن نعیم اشجعی کو بطور راہبر اپنے ساتھ لیا۔[۳] اِن کے علاوہ حُسیل بن نویرہ،

Marfat.com

جن کا تعلق قبیلہ غطفان کے خاندان اشجع سے تھا اور خیبر کے نواح میں رہتے تھے، کو بھی بیس صاع کھجور کی اُجرت پر ایسا ہی فریضہ سونپا گیا۔ آپؐ نے محرّم ۷ھ میں سُرعت کے ساتھ خیبر کا رُخ کیا۔ آپؐ کے ساتھ چودہ سو پیدل افراد اور دو سو سوار تھے۔ آپؐ نے ثنیتہ الوداع کا شمالی راستہ اختیار کیا۔ پھر غابہ پہنچے جو مدینہ کے شمال میں چند میل کے فاصلے پر واقع ہے اور غابہ اور جُرف کے درمیان پڑتا ہے۔ وہاں سے آپؐ جبلِ اُحد کے مغرب میں واقع نقمنا نامی مقام پر پہنچے جہاں سے آپؐ المستنخ سے ہوتے ہوئے عصر پہاڑ کے راستے چلے۔ یہ مدینہ اور وادی فرع کے تقریباً نصف میں واقع ہے۔ یہاں سے بڑھتے بڑھتے آپؐ صہبا پہنچے جو خیبر پہنچنے کے لئے آخری پڑاؤ تھا۔ یہاں بنو غطفان کے لوگ مسلّح ہو کر آپؐ کے راستے میں حائل ہوئے۔ کیونکہ وہ خیبر کے اتحادی تھے۔ اس جگہ پہنچنے سے پہلے آپؐ نے رجیع کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تھا جو غطفان اور خیبر کے درمیان فوجی اہمیت کا ایک مقام تھا۔ پڑاؤ ڈالنے کا مقصد غطفان سے خیبر جانے والی شاہراہ کو کاٹ دینا تھا تاکہ اُن دونوں حلیفوں کے درمیان کوئی رابطہ نہ رہے۔ یہاں آپؐ نے ارادہ کیا کہ اگر وہ خیبر کی مدد کو بڑھتے ہیں تو اُن سے پہلے نپٹ لیا جائے کیونکہ بعد میں لڑائی کے وقت اگر جنوب سے بھی حملہ ہو جائے تو صورتِ حال زیادہ نقصان دہ ہوگی۔ جب غطفان کو اِس اقدام کی خبر ہوئی تو اُنہیں اپنے گھر بار کی فکر دامن گیر ہوئی اور وہ اپنے علاقے کو واپس چلے گئے ۵۔ اس طرح مسلمانوں کے لئے ایک ہی طرف توجّہ مرکوز کرنا ممکن ہُوا۔ ایسا ایک باخبر نظام جاسوسی ہی کی وجہ سے ہُوا۔ اگر یہ نظام مؤثر نہ ہوتا تو آپؐ جان بُوجھ کر سیدھے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ نہ اختیار کرتے۔ رجیع میں ہی آپؐ نے اپنا عسکری صدر مقام قائم کیا جس میں اسباب باربرداری، خیموں اور مستورات کو چھوڑا گیا۔

خیبر کے یہودیوں کو گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ مُسلمان اس طرح اچانک اُن کے سر پر آپہنچیں گے۔ آپؐ رات کے وقت یہاں اُترے تھے مگر شب خُون مارنا پسند نہیں فرماتے

Marfat.com

تھے۔ اس لئے یہیں خیمہ زن ہو گئے۔ صُبح ہُوئی تو یہودیوں نے دیکھا کہ وہ محاصرے میں آچکے تھے[۶]۔ آپؐ نے پہلے اُن کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جب اُنہوں نے اِنکار کیا تو اُن کے قلعوں پر حملہ کیا۔

خیبر مضبوط قلعوں کے لئے مشہور تھا جن میں ہر وقت مسلّح قوّت بھی تیار رہتی۔ یہ آٹھ قلعوں کا مجموعہ تھا: النطاۃ، الشق، الناعم، الکُتیبہ، الوطیح، السُّلالم، القموص اور صعب بن معاذ۔ اِن میں سب سے مستحکم قلعہ القموص تھا۔ محاصرہ کے دوران میں آپؐ کو یہ تجویز پیش کی گئی کہ نخلستان کے درختوں کو کاٹ دیا جائے تو یہودی ہتھیار ڈال دیں گے۔ مگر آپؐ نے اس تجویز کو پسند نہ کیا۔ یہودیوں کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے قلعوں کے آس پاس ہی لڑتے تھے اور کھُلے میدان میں نکل کر لڑائی سے ڈرتے تھے۔

آپؐ نے خیبر کی مُہم کے دوران میں عبادؓ بن بشر کے زیرِ کمان ایک مُسلم طلیعہ کی بھی تشکیل دی۔ اُنہوں نے چھٹی رات وسطِ شب قبیلہ اشجع کا ایک یہودی جاسوس پکڑا۔ اُس نے اِسلام قبول کرتے ہُوئے آپؐ کو یہ اطلاع بھی دی کہ نطاۃ کے یہودی آج شب کو اپنی عورتوں اور بچّوں کو قلعہ الشق میں منتقل کر دیں گے۔ نیز وہ اپنا خزانہ قلعہ نطاۃ کے اندر دفن کر رہے ہیں۔ اُس نے یہ بھی اطلاع دی کہ قلعہ صعب کے اندر ایک زمین دوز کمرہ ہے جس میں منجنیقوں، دبّابوں، زرہوں اور تلواروں کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ جب آپؐ اس میں داخل ہوں گے تو وہ آپؐ کو وہاں خُفیہ اسرار بتا دے گا۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ قصر و قلعہ کے اندر پانی ایک زمین دوز نالہ کی راہ سے جاتا ہے اگر پانی کا راستہ بند کر دیا جائے تو فتح ممکن ہے۔

اِن اطلاعات کی روشنی میں آپؐ نے اقدامات کئے تو محصورین باہر نکلنے پر مجبُور ہو گئے۔ چودہ روز کے محاصرہ کے بعد پورا خیبر سَرنگوں ہو گیا[۷]۔ اِس کے ساتھ ہی اسلام کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ دُور ہو گئی۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ شرح السیر الکبیر جلد اوّل ص ۲۰۱

۲۔ مغازی الرّسول ص ۳۱۲ واقدی

۳۔ اسد الغابہ جلد سوم ص ۲۶۸

۴۔ ایضاً جلد دوم ص ۱۶ ؛ تاریخ طبری جلد سوم ص ۲۳

۵۔ ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۳۹۵

۶۔ ہم اس بات سے متفق نہیں ہو سکتے کہ آپؐ کی روانگی کی خبریں بھی مدینہ سے روانگی سے پہلے بنو غطفان اور خیبر پہنچ گئی ہوں گی، جیسا کہ ایک مُصنّف نے لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

Bashmeal, Ahmed; Ghazawa Khayber. P. 113.

مُصنّف موصوف نے یہ مؤقف محض اِس دلیل پر اختیار کیا ہے کہ کیمپ کے اندر سے دُشمن کا ایک جاسوس پکڑا گیا تھا کیونکہ اِس طرح یہودیوں کو پہلے سے چوکنّا ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن ہُوا اس کے برعکس۔ نمازِ فجر کے بعد اسلامی لشکر نے دیکھا کہ اہلِ خیبر اپنے کھیتوں اور کام کاج کی جگہوں کی طرف رَواں دَواں ہیں۔ اِسلامی لشکر کو دیکھ کر اُنہوں نے اُلٹے پاؤں بھاگنا شروع کر دیا۔ اُنہیں بھاگتا دیکھ کر آپؐ نے فرمایا: "اللہ اکبر! خیبر برباد ہو گیا۔ جب ہم ایک قوم کے علاقہ میں اُترے تو ڈرائے جانے والوں کی صُبح بُری ہوئی۔" (ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۳۹۴)

۷۔ بُخاری کتاب الفضائل باب غزوہ خیبر ص ۲۳ / ۱

سَریہ حسمی: دحیہؓ بن خلیفہ کلبی آپؐ کا نامہ مبارک لے کر قیصرِ رُوم کے پاس گئے تھے۔ قیصر نے اُن کو گراں قدر انعام اور خلعت سے نوازا۔ واپسی پر جب وہ

Marfat.com

حسمی کے مقام پر پہنچے تو ہنید بن عوص اور اُس کے ساتھیوں نے اُن سے سامان چھین لیا۔ اِس افسوسناک واقعہ کی خبر بنو ضبیب کی ایک جماعت کو ہُوئی جو اسلام قبول کر چکی تھی۔ اِس جماعت نے ڈاکوؤں سے وہ تمام لُوٹا ہُوا مال چھین کر دحیہؓ کو واپس کر دیا۔

دحیہؓ نے مدینہ واپس آکر آپؐ کی خدمت میں تمام واقعات گوش گزار کیے تو آپؐ نے زیدؓ بن حارث کو پانچ سو مجاہدین کے ساتھ ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ بنی عذرہ کے ایک راہبر کو اُجرت پر ساتھ لیا گیا۔ یہ دستہ رات کو سفر کرتا اور دن کو چھُپ جاتا۔ اِس طرح سفر کرتے ہُوئے وہ اچانک دشمن کے سر پہ جا پہنچا۔ مقابلے میں بہت سے ڈاکو کھیت رہے۔ مُسلمانوں نے اُن کے اموال کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اُن میں ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریوں کے علاوہ ایک سو بچےؐ اور عورتیں بھی تھیں۔

اب رفاعہ بن زید جذامی کچھ افراد کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اُس نے اِسلام لانے کے وقت آپؐ سے ایک تحریر حاصل کی تھی وہ آپؐ کی خدمت میں پیش کی۔ اِس پر آپؐ نے اُن کے اموال کو لوٹا دیا۔

سریہ حُرَقہ : یہ سریہ رمضان ۷ ھ میں جُہینہ کے خلاف بھیجا گیا۔ جب یہ لشکر وہاں پہنچا تو امیرِ لشکر اُسامہؓ بن زیدؓ نے اپنے مُخبر بھیجے۔ اُن کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں یہ دستہ آگے بڑھا یہاں تک کہ ایک شب کو اُن کے قریب جا پہنچا۔ اسامہؓ نے وہاں پہنچ کر پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور کہا: "میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے جس کا کوئی شریک نہیں، ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں کہ تم میری اطاعت کرو اور میری نافرمانی نہ کرو اور میرے حُکم کے خلاف نہ کرو کیونکہ جس کی اطاعت نہ کی جائے اس کی رائے کچھ وزن نہیں رکھتی"۔

مُسلمانوں نے دشمن کو گھیر لیا اور مُسلمان جہاں چاہتے، مارتے۔ اُس دن اُن کا شعار اَمِت اَمِت تھا!

سریہ بشیرؓ بن سعد انصاری : آپؐ کے مُخبر حُسیل بن نویرہ نے اطلاع دی کہ

Marfat.com

یمن، غطفان اور میان میں ایک لشکر جمع ہے[۲]۔ آپؐ نے اِن کو مقابلے کا چیلنج دے بھیجا۔

شوال ۷ھ میں آپؐ نے بشیرؓ بن سعد کو تین سو افراد کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ رات کو سفر کرو اور دن کو چھپ جاؤ۔ حُسیلؓ بھی اُن کے ساتھ رہنمائی کی خاطر تھے[۳]۔ مجاہدین آپؐ کی ہدایات کے مطابق یلغار کرتے ہوئے خیبر کے زیریں علاقے میں پہنچے اور دشمن کے قریب ہو گئے۔ پھر اُنہوں نے اُن کے چوپایوں پر ہلّہ بول دیا۔ دشمن مسلمانوں کی آمد کی خبر سُن کر بھاگ گیا۔ بشیرؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بستی میں گئے تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ چنانچہ یہ لوگ چوپائے لے کر آ گئے۔ بعد میں اُنہوں نے عُیینہ کا ایک مخبر قتل کیا اور دو افراد کو گرفتار کر کے مدینہ لے آئے جو بعد میں مُسلمان ہو گئے۔

سریہ موتہ: موتہ شام کے علاقے میں واقع ایک مقام ہے۔ جب آپؐ نے تبلیغِ اِسلام کے سلسلے میں مختلف حُکمرانوں کے نام اپنے مکتوبات ارسال کئے تو ایک مکتوب بلقار کے حاکم شرحبیل بن عمرو کے نام بھی تھا۔ وہ عرب نژاد عیسائی تھا۔ یہ مکتوب حارثؓ بن عُمیر ازدی لے کر گئے۔ شرحبیل نے سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھ کر حارثؓ کو شہید کر دیا۔

اِسلام کے سفیر کی شہادت اِسلامی ریاست کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ اس کے ڈانڈے رُومی سلطنت کے عزائم سے ملتے تھے جس نے مدینہ پر لشکر کشی کی خاطر وسیع عسکری تیاریاں بھی شروع کر رکھی تھیں۔ آپؐ کو یقیناً ایسی اطلاعات ملی ہوں گی جن سے آپؐ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہو گا۔ اب یہ ضروری تھا کہ ان معاندانہ سرگرمیوں کا قلع قمع کیا جائے، حارثؓ کی شہادت کا قصاص لیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ مدینہ رُومیوں سے کسی طرح بھی خائف نہیں ہے۔ چنانچہ آپؐ نے تین ہزار سپاہیوں کا ایک لشکر تیار کیا۔ حسبِ معمول آپؐ نے نہایت رازداری سے کام لیا لیکن پھر بھی پانچویں کالم کے ذریعے ان تیاریوں کی خبر رومیوں تک پہنچ گئی۔ اِسلامی لشکر کی قیادت زیدؓ بن حارث کے سپرد ہوئی۔

Marfat.com

شرجیل ایک لاکھ فوج کے ساتھ تیار بیٹھا تھا۔ اِس لشکر میں عربی النسل عیسائی بکثرت موجود تھے۔ اس کے علاوہ اُسے قیصرِ رُوم کی طرف سے بھاری کمک کی بھی اُمید بھی جو خود ناب نامی عسکری اہمیّت کے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالے ہُوئے تھا۔ بنی لخم و بنی جذام و بلقین و بہرا کے ایک لاکھ افراد اِس کے علاوہ اُس کی امداد کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ جب یہ اطلاع ملی تو مُسلمان متردّد ہُوئے اور دو روز تک معان میں رُکے رہے تاکہ آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔ رائے یہ ہُوئی کہ آپؐ سے رابطہ قائم کیا جائے اور آپؐ کے حُکم کی روشنی میں اس پر عمل کیا جائے۔ عبداللہؓ بن رواحہ نے جذبۂ شہادت پر اُبھارا بالآخر موتہ کے مقام پر دونوں فوجوں کے درمیان گھمسان کا رَن پڑا۔ تین مُسلمان جرنیلوں (زیدؓ بن حارث، جعفرؓ طیّار اور عبداللہؓ بن رواحہ) نے باری باری جامِ شہادت نوش کیا۔ اب کمان خالدؓ بن ولید کے ہاتھ میں آئی جنہوں نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ اس کے بعد وہ کمال جُرأت اور دانشمندی سے مُسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے نکال کر لے آئے۔[۴] عسکری حکمتِ عملی کا یہی تقاضا تھا۔ دُشمن خوَد، زِرہوں، بڑی بڑی ڈھالوں، لمبے نیزوں اور تلواروں سے لیس تھا لیکن تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کا تعاقب نہ کر سکا۔ اُس دن دو چیزیں مسلمانوں کی کامیاب عقب نشینی کا باعث ہُوئیں: اوّلاً خالدؓ بن ولید کی عسکری قابلیّت اور ثانیاً تاریکی۔

آپؐ کی خدمت میں سریہ کی خبر دینے یعلیٰؓ بن اُمیہ آئے۔ آپؐ نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو ہمیں خبر دو یا اگر کہو تو ہم تمہیں خبر سُنائیں"۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ "یا رسُول اللہ! آپؐ ہی سُنائیں"۔ اِس پر آپؐ نے تمام کیفیت بیان کی۔ یعلیٰؓ بن اُمیہ نے کہا: "قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو نبی بنا کر بھیجا ہے کہ آپؐ نے تو ایک بات بھی نہ چھوڑی"۔[۵]

یہ لڑائی عام مفہوم میں مُسلمانوں کے لئے کوئی فتح نہ تھی لیکن اُس نے بیرونی دُنیا میں ایک نئی اُبھرتی ہُوئی قوّت سے متعارف کرایا جس کا پیغام عالمگیر نوعیّت کا تھا۔ اس سے

Marfat.com

رُومیوں کی عسکری قوّت اور حربی تکنیک سے آگاہی ہُوئی جن سے مُسلمانوں نے اپنی مستقبل کی لڑائیوں میں بھرپُور فائدہ اُٹھایا جو رُومیوں کے خلاف لڑی گئیں۔ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال کے چند ہی برس اور سریہ مُوتہ کے پندرہ برس کے اندر اندر رُومی سلطنت جغرافیہ سے نکل کر تاریخ کا حصّہ بن گئی۔

سریہ ذات السلاسل: سُلسُل ایک چشمہ تھا، اسی وجہ سے اِس غزوہ کو ذات السلاسل کہتے ہیں۔ یہ چشمہ مدینہ سے دس دن کی مسافت کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس علاقے میں بعض اہم شمالی قبائل جیسے بلّی، عذرہ، لخم، جذام، عاملہ اور قضاعۃ وغیرہ بستے تھے۔ آپؐ کو اطلاع ملی کہ قضاعۃ کی ایک جماعت مدینہ پر لشکر کشی کا ارادہ رکھتی ہے۔[6] عمرؓو بن العاص کے ننھیال کا تعلق اسی علاقے سے تھا۔ ظاہر ہے کہ اُن سے اعانت کی اُمید کی جاسکتی تھی کیونکہ وہ مُسلمانوں کے ہمدرد تھے۔ اسی لئے آپؐ نے عمرؓو بن العاص کو جمادی الآخر ۸ھ میں تین سو مجاہدین کے ساتھ سفید علَم دے کر بھیجا۔ اُن کے پاس تیس گھوڑے بھی تھے۔ یہ لوگ آپؐ کی ہدایات کے پیشِ نظر دن کو چھپ جاتے اور رات کو سفر کرتے۔ دشمن کے علاقے میں پہنچ کر اُن کو پتا چلا کہ دشمن اپنی بھاری جمعیّت کے ساتھ وہاں موجود ہے۔ عمرؓو بن العاص نے رافعؓ بن کیث جہنی کو آپؐ کے پاس مدینہ بھیجا تاکہ کمک حاصل کی جاسکے۔ آپؐ نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو دو سو مہاجرین اوّلین کے ساتھ روانہ کیا۔ مسلمانوں کی مجموعی طاقت سے خوفزدہ ہو کر دشمن منتشر ہو گیا۔

حوالہ جات

۱۔ زادالمعاد جلد دوم ص ۲۵۵

۲۔ ایضاً ص ۲۵۷

۳۔ ایضاً ص ۲۵۸

۴۔ ابن ہشّام جلد دوم ص ۴۴۵

۵۔ اصح السّیر ص ۲۸۱ مولانا عبدالرؤف دانا پوری

۶۔ زادالمعاد جلد دوم ص ۲۷۴

Marfat.com

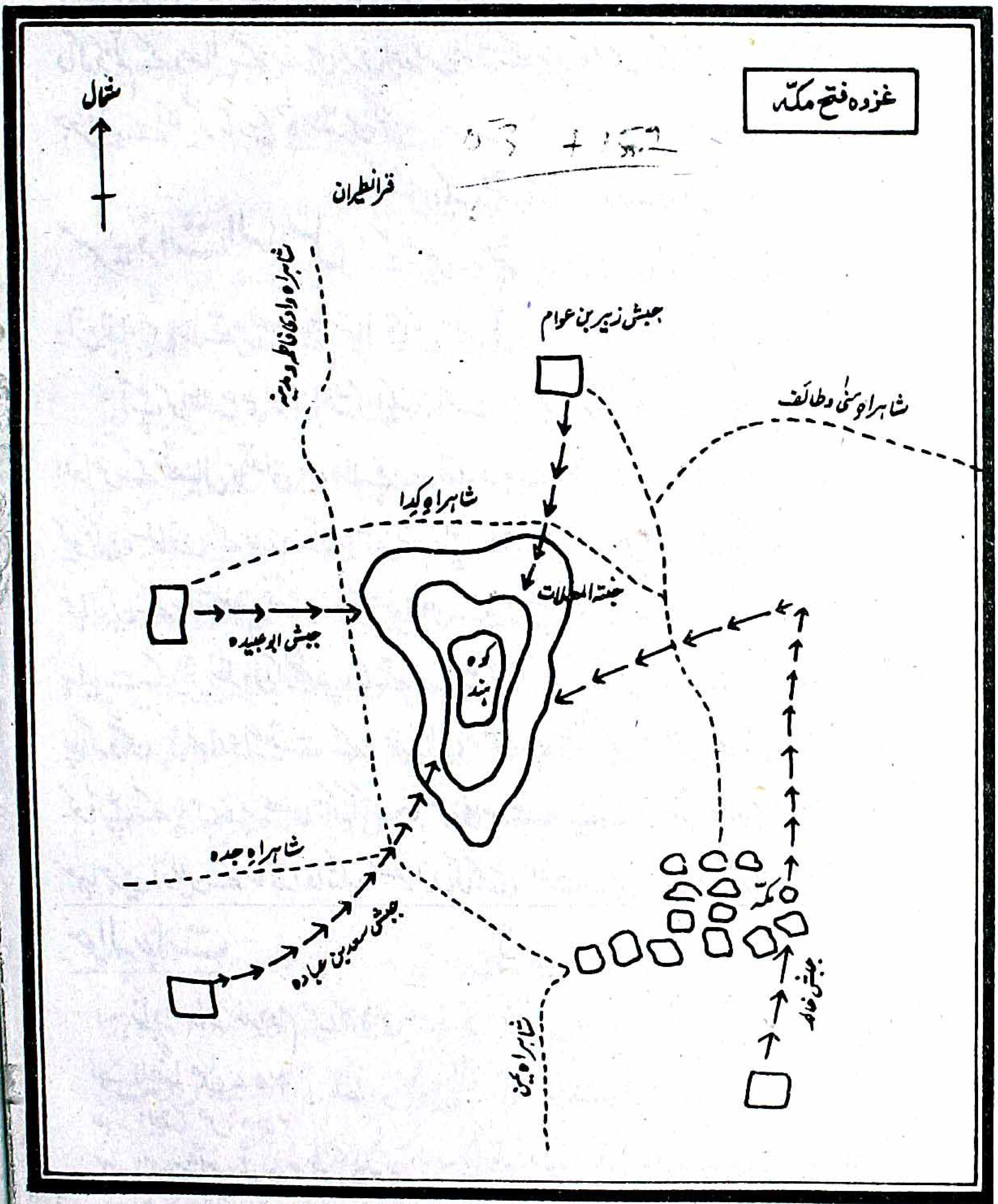
غزوہ فتح مکہ
شمال
قرالطیران
شاہراہ وادی فاطمہ ومدینہ
جیش زبیر بن عوام
شاہراہ منیٰ وطائف
شاہراہ کداء
جیش ابو عبیدہ
جنۃ المعلات
کوہ ہند
شاہراہ جدہ
جیش سعد بن عبادہ
مکہ
شاہراہ یمن
جیش خالد

Marfat.com

غزوۂ فتح مکّہ

۷ھ میں معاہدہ حُدیبیہ کی رُو سے آپؐ نے دو ہزار ساتھیوں کے ساتھ عُمرہ ادا کیا اور تین روز مکّہ میں قیام کیا۔ قریش نے تین روز شہر کے باہر گزارے۔ مسلمانوں کے لئے عُمرہ قضا ادا کرنا معاہدے ہی کی بدولت ممکن ہُوا تھا۔ مزید برآں آپؐ کی دُور بین نگاہوں کو یہ معلوم تھا کہ قریش یہ نفسیاتی دباؤ برداشت نہ کر سکیں گے اور جُونہی موقع ملا وہ معاہدے کی خلاف ورزی کر بیٹھیں گے۔ اسی مناسب وقت کے لئے آپؐ کمال احتیاط سے مُسلسل تیاریوں میں مصروف رہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ قریش نے معاہدہ حُدیبیہ کی خلاف ورزی کی اور بنی بکر کی امداد کر کے بنی خزاعہ پر حملہ کیا جو مُسلمانوں کے حلیف تھے۔ یہ لوگ خزاعہ کے قبیلے میں گھس آئے جو اپنے وتیر نامی کنوئیں پر اطمینان سے آرام کر رہے تھے۔ حملہ آوروں نے خزاعہ کے بیس یا تیس افراد کو قتل کر دیا۔ قریش کے چند آدمیوں نے بھی چھُپ کر اِس حملہ میں حصّہ لیا۔ ان میں یہ لوگ شامل تھے!۔

صفوان بن اُمیّہ، حویطب بن عبد العُزّیٰ، عکرمہ بن ابی جہل، شیبہ بن عثمان، سُہیل بن عمرو۔ خزاعہ کے افراد نے حرم میں پناہ لی لیکن وہاں بھی اُن کا بے دریغ خُون بہایا گیا۔
قریش اور بنو بکر کی طرف سے نقضِ عہد کی خبر لے کر عمرو بن سالم خزاعی برق رفتاری سے مدینہ آیا۲۔ اُس نے اُن تمام ہولناک ستم رانیوں سے آگاہ کیا جو بنو خزاعہ کے خلاف روا رکھی گئی تھیں۔ پھر کہا کہ "یا رسُول اللہ! مدد کیجیے"۔ آپؐ نے اُس کی رُوداد سُننے کے بعد فرمایا: "اے عمرو بن سالم! مَیں ضروری مدد اور دستگیری کروں گا"۔ پھر حضُورؐ نے آسمان

Marfat.com

کی طرف ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ ابر کا ٹکڑا ابھی بنی کعب کی نصرت چاہتا ہے[۳]۔ اس کے بعد آپؐ نے عمرو بن سالم اور اُن کے رُفقاء کو حکم دیا کہ تم ابھی واپس جاؤ اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں الگ الگ چُھپ جاؤ۔ خزاعہ کے یہ چالیس سوار تھے۔ آپؐ نے انہیں منتشر ہو جانے کا حکم اس لئے دیا کہ آپؐ اُن کی مدد کو مخفی رکھنا چاہتے تھے۔

اِس کے بعد بُدیل بن ورقا بھی بنو خزاعہ کے چند افراد کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں پہنچا اور دُکھ والم کی یہ ساری داستان گوش گزار کی۔ اُن کے واپس مکّہ جانے کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ "اب ابوسفیان معاہدے کی تجدید کے لئے مدینہ آئے گا"[۴]۔ آپؐ نے قریش کے پاس اپنا ایک سفیر بھیجا اور تین شرائط پیش کیں کہ ان میں سے کوئی ایک منظور کی جائے:۔

۱۔ مقتولوں کا خُون بہا دیا جائے۔

۲۔ قریش بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

۳۔ معاہدہ حُدیبیہ کی تنسیخ کا اعلان کر دیا جائے۔

قریش نے جوش میں آکر تیسری شرط منظور کر لی لیکن بعد میں انہیں خیال آیا کہ یہ تو وہ طِفلانہ حرکت کر بیٹھے ہیں۔ اب انہوں نے تجدیدِ عہد کے لئے ابوسفیان کو مدینہ بھیجا[۵]۔ اُس نے بُدیل بن ورقہ اور اُس کے ساتھیوں کو واپس آتے دیکھ کر اُن سے استفسار کیا کہ آیا وہ آپؐ سے ملاقات کر کے آ رہا ہے۔ مگر اُس نے نفی میں جواب دیا۔ ابوسفیان کو یقین نہیں آیا تو اُس نے بُدیل کی اُونٹنی کی مینگنیں توڑ کر دیکھیں تو اُن میں کھجور کی گٹھلیاں موجود تھیں۔ اس پر اُسے پختہ یقین ہو گیا کہ وہ مدینہ سے واپس آ رہا ہے[۶]۔ مدینہ آکر وہ ابوبکر صدّیقؓ سے ملا اور تجدیدِ عہد کے لئے اُن کی خدمات کا طالب ہُوا۔ اُنہوں نے اُسے عمرِ فاروقؓ کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ وہ اُن سے مِلا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اُنہوں نے اُس سے کہا: "ہم میں سے جو متصل ہو اللہ اُس کو منقطع کر دے اور جو جدید ہو اُس کو کُہنہ و فرسُودہ کر دے"۔ ابوسفیان نے کہا: "خُدا کی قسم! مَیں نے تم سے زیادہ شریر کسی قوم کا نمائندہ نہیں دیکھا"۔ پھر وہ

Marfat.com

فاطمۃ الزہرا رضؓ کے پاس آیا جنہوں نے اُسے علی رضؓ مرتضٰے سے رجوع کرنے کو کہا۔ علی رضؓ مرتضٰے نے ملاقات پر اُسے کہا: "تم قریش کے بزرگ اور سردار ہو۔ تم خود ہی حلف کی تجدید کر دو اور لوگوں کے درمیان صُلح کرا دو"۔ چنانچہ اُس نے اپنا سیدھا ہاتھ اپنے اُلٹے ہاتھ پر مارا اور کہا: "میں نے حلف کی تجدید کی اور لوگوں کے درمیان صُلح کرا دی"۔ یہ کہہ کر وہ مکہؐ کی طرف لوٹ گیا۔[۷] اس سے بڑھ کر حواس باختگی کی اور کیا مثال ہو گی۔ جب وہ مکہؐ واپس پہنچا اور اپنی کوششوں کی تفصیل اہلِ مکہ کو سُنائی تو سب نے اُسے بیوقوف بنایا اور کہا: "خُدا کی قسم! ہم نے تجھ سا احمق نہیں دیکھا۔ تُو نہ ہمارے لئے جنگ لے کر آیا ہے کہ اس کی تیاری کریں اور نہ صُلح لے کر آیا ہے کہ مُطمئن ہو جائیں"۔[۸]

ابوسفیان کے لوٹنے کے بعد آپؐ نے مُسلمانوں کو ایک جنگی سفر کے لئے تیاری کا حُکم دیا۔ آپؐ نے یہ وضاحت نہ فرمائی کہ یہ سفر کس سمت اور کہاں کے لئے ہو گا۔ حتّٰی کہ آپؐ کے انتہائی قریبی رفقاء ابوبکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ کو بھی علم نہ تھا کہ آپؐ کا ارادہ کہاں کا ہے۔ رازداری کا یہ عالم تھا کہ ایک دن ابوبکر صدیق رضؓ آپؐ کے ہاں تشریف لے گئے اور عائشہ رضؓ سے پُوچھا کہ "بیٹی تیاری تو کسی بڑی جنگ کی ہو رہی ہے۔ آپؐ کہاں جانے والے ہیں"؟ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔[۹] اسی اثناء میں آپؐ تشریف لے آئے تو آپؐ نے فرمایا: "مکہؐ جانے کا ارادہ ہے لیکن اِسے راز میں رکھنا"۔

ابتدائی اقدامات کے طور پر آپؐ نے تمام سرحدیں بند کرا دیں تاکہ کوئی بھی فرد نہ تو مدینہ کو چھوڑ کر باہر جائے اور نہ ہی مدینہ میں داخل ہو۔ آپؐ نے علی مرتضٰے رضؓ کی قیادت میں کچھ مختلف راستوں کی نگرانی کے لئے دستے مقرر کر دیئے۔ جو تجارتی قافلے مدینہ آتے وہ شہر کے باہر ہی توقف کرتے اور وہیں پر اپنی اشیاء فروخت کرتے۔ بعدازاں وہ اشیاء اندرونِ شہر لائی جاتیں۔ اس طرح مدینہ میں ہونے والی سرگرمیوں کا اخفاء ممکن ہو سکا۔

آپؐ نے مختلف علاقوں میں اتحادی قبائل کو چند ساعتوں کے نوٹس پر تیار رہنے کا

Marfat.com

حکم دیا لیکن اُن کو بھی اپنی منزلِ مقصود کا پتا نہ بتایا![۱۱] ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا خیال ہے کہ رازداری سے حلیف قبائل کو ایک اطلاع بھیجی گئی کہ تمہارا سوار مدینہ آئے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ مدینہ آئے تو آپؐ نے ہر ایک سے فرداً فرداً علیحدہ رازداری سے آنے والی مہم کے متعلق بتایا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ کہاں جانا ہے۔ آپؐ نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وہ مدینہ نہ آئیں بلکہ ہم تمہارے علاقے سے گزریں گے تو تمہاری فوج کو اپنے ساتھ لے لیں گے!! اس کے ساتھ ہی آپؐ نے ہر سُو اپنے جاسُوس پھیلا دیئے تاکہ مُسلمانوں کی نقل و حرکت کی اطلاع کسی بھی صُورت قریش کو نہ ہو سکے۔ آپؐ نے مدینہ کے اندر بھی اپنے جاسُوس مقرر کر رکھے تھے تاکہ اہلِ مدینہ کی طرف سے قریش تک کوئی اطلاع نہ پہنچ سکے۔ اِن تمام احتیاطوں کا مقصد یہ تھا کہ اگر قریش تک اطلاعات پہنچ جاتی ہیں تو اِس طرح مُسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہو گا، بلکہ نقصان تمام قبائل پر تقسیم ہو گا نہ کہ کسی خاص ایک قبیلے پر اور اس طرح تمام قبائل کو نقصان پہنچے گا نہ کہ صرف مسلمانوں کا۔ اور اس چیز کی کیا ضمانت ہو سکتی تھی کہ سب سے زیادہ نقصان انہی لوگوں کو پہنچے گا جو ایسے قبائل سے منسوب ہوں جو مُسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا سبب بنیں[۱۲]!

رازداری کی وجہ سے مدینہ میں ہدف کے متعلق دو خبریں سرگرم تھیں:۔

۱۔ آپؐ رُومیوں سے لڑنے جا رہے ہیں۔

۲۔ آپؐ کا ہدف بنو سلیم ہے جو مسلمانوں کے لئے مُشکلات پیدا کر رہا تھا۔

اِن پیش بندیوں اور احتیاطوں کے باوجود حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے قبیلہ خُزینہ کی سارہ نامی ایک عورت کے ہاتھ مکّہ کے چند مُشرکوں کے نام ایک خط لکھ کر بھیجا۔ اُسے حاطبؓ نے دس دینار اور ایک چادر کے عوض مامور کیا تھا۔ اس خط میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے جنگی ارادہ کا انکشاف کیا گیا تھا۔ اِن مشرکوں میں صفوان بن اُمیّہ، سُہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابو جہل شامل تھے[۱۳]۔ سارہ ایک ذمّی کافرہ تھی[۱۴] اور عمرو بن ابی صیفی نام کے ایک تاجر کی کنیز

Marfat.com

تھی۔ایک تاجر کی حیثیت سے عمرو بن ابی صیفی کو شہر سے اشیاء خرید و فروخت لانے اور لے جانے کی اجازت تھی اس لئے سارہ کے شہر سے آنے پر کسی نے اُس سے پرسش نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مدینہ سے نکلی اور عام راستے کو چھوڑ کر غیر معروف راستوں سے آسانی کے ساتھ عازم مکہؓ ہو گئی۔

کشّاف غیب نے قبل از وقت اس راز کو طشت از بام کر دیا تو آپؐ نے علیؓ، زبیرؓ بن عوام اور مقدادؓ کو اِس جاسوسہ کے تعاقب میں بھیجا۔آپؐ نے اُن کو ہدایت کی کہ وہ برابر چلے جائیں یہاں تک کہ روضۂ خاخ میں اُن کو اُونٹ پر سوار ایک عورت ملے گی۔ساتھ ہی آپؐ نے اُن کو متنبہؓ کیا کہ وہ عورت کوئی چیز ضائع نہ کرنے پائے۔یہ تینوں گئے اور اُسے مدینہ سے بارہ میل دُور روضۂ خاخ میں جا لیا۔اُنہوں نے اُس سے خط کے متعلق استفسار کیا تو اُس نے انکار کیا۔جب اُس کو قتل کی دھمکی دی گئی اور اُس عورت کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اُس نے امان چاہی جو اُسے دے دی گئی۔اب اُس نے اپنے سر کے بالوں کی مینڈھوں میں سے نکال کر یہ خط اُن کے حوالے کیا۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سارہ خط کے مندرجات سے واقف نہ تھی۔اس پر حاطبؓ کی مُہر لگی ہُوئی تھی۔اِن تینوں نے عورت کو چھوڑ دیا اور خط لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔

حاطبؓ کے خط کا مضمون یہ تھا[15]:-

منجانب حاطب بن ابی بلتعہ بنام سُہیل بن عمرو، عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن اُمیہ۔

امّا بعد! اے اہلِ قریش!! آنحضرتؐ ایک عظیم الشّان لشکرِ جرّار لے کر تم پر چڑھائی کرنے آ رہے ہیں۔جو سیلاب کی طرح اُمڈا چلا آ رہا ہے۔واللہ! وہ اگر تنہا بھی تمہارے مقابلے کو آتے تب بھی خُدا انہیں فتح عطا فرماتا اور اپنا اُن سے کیا ہُوا وعدہ پُورا فرماتا۔پس اب تم اپنے بارے میں سوچ سمجھ لو۔ والسّلام"۔

ایک اور روایت میں خط کا یہ مضمون درج ذیل تھا[16]:-

Marfat.com

"آنحضرتؐ نے لوگوں میں جہادِ عام کا اعلان فرما دیا ہے۔ میرے نزدیک اُن کا رُخ تمہاری ہی طرف ہے۔ مَیں نے مناسب خیال کیا کہ اِس موقع پر تم پر کچھ احسان کر دوں"۔

حاطبؓ صحابہؓ کبار میں سے تھے اور اربابِ دانش و بینش میں سے تھے۔ اُن کا تعلق قبیلہ لخم سے تھا جو شمالی حجاز اور شام کے عرب قبائل میں سے تھا۔ وہ مہاجر بھی تھے اور بدری بھی۔ وہ اب تک کے معرکوں میں آپؐ کے ساتھ رہے تھے۔ وہ آپؐ کا نامۂ مبارک بھی مقوقس بادشاہِ مصر اور اسکندریہ کے پاس لے کر گئے تھے۔ اُن کے متعلق کئی ایک روایات ہیں کہ وہ بنی اسد ابن عبد العزیٰ کے حلیف تھے۔ ایک دُوسری روایت کے مطابق وہ زبیرؓ بن عوام کے حلیف یا عبدؓ اللہ بن حمیر اسدی کے آزاد کردہ غُلام تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں اُن کا شمار قریش کے شہسواروں اور شُعرا میں ہوتا تھا۔ (۳۰ھ میں عثمان غنیؓ کی خلافت کے زمانے میں اُن کا انتقال ہُوا)۔

حاطبؓ ایسے صحابی سے مُخبری جیسے جُرم کا ارتکاب کوئی معمولی بات نہ تھی۔ آپؐ نے حاطبؓ کو طلب فرمایا اور پوچھا: "اے حاطبؓ! تمہیں کس بات نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا"؟

حاطبؓ نے عرض کیا: "یا رسُول اللہ! میرے بارے میں عُجلت نہ فرمائی جائے۔ خُدا کی قسم! مَیں خُدا اور اُس کے رسُول پر ایمان رکھتا ہوں۔ نہ مَیں نے دِین بدلا ہے اور نہ مُرتد ہُوا ہُوں۔ میرے بیوی بچے ہنوز مکّہ میں ہیں اور وہاں اُن کا کوئی حامی نہیں ہے۔ مَیں صرف قریش کا حلیف تھا اُن سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ دُوسرے مہاجرین قریشی ہیں ان کی حمایت کے لئے اُن کے اقربا وہاں موجود ہیں۔ اِس لئے نسبی تعلق نہ ہونے کی وجہ سے مَیں نے اُن کی ہمدردی اِس طرح حاصل کرنی چاہی تھی"۔[۱۷] ابن مردویہ کی روایت میں ابن عباسؓ عُمرِ فارُوقؓ سے راوی ہیں۔ فکتبتُ کتابا لا یضر اللّٰہ ورَسُولَهٗ پس مَیں نے ایک خط لکھا کہ جس میں میرا یہ نفع ہے اور اللہ اور اُس کے رسُول کا کوئی نقصان نہیں)۔

Marfat.com

آپؐ نے فرمایا کہ "حاطب رضؓ نے سچی بات تم لوگوں سے کہہ دی ہے"۔

اس پر عمر فاروق رضؓ نے عرض کیا کہ "حضور آپؐ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں کیونکہ اس نے کھلی مخالفت کی ہے"۔

آپؐ نے فرمایا: "عمر رضؓ! تمہیں کیا معلوم ہے بلاشبہ اہلِ بدر کے لئے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو چاہو کرو بلاشبہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے"[۱۸]

اس پر عمر فاروق رضؓ اشکبار ہو گئے اور عرض کیا کہ "خدا اور خدا کے رسولؐ کو زیادہ علم ہے"۔

اس موقع پر قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی[۱۹]:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور میری رضا جوئی کی خاطر (وطن چھوڑ کر گھروں سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم اُن کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اُس کو ماننے سے انکار کر چکے ہیں۔ اور ان کی روش یہ ہے کہ رسولؐ اور خود تم کو صرف اِس قصور پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے ربّ، اللہ پر ایمان لائے ہو۔ تم چھپا کر اُن کو دوستانہ پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو، ہر چیز کو میں خوب جانتا ہوں۔ جو شخص بھی تم میں سے ایسا کرے وہ یقیناً راہِ راست سے بھٹک گیا"۔

آپؐ نے حکم دیا کہ حاطب رضؓ کا ذکر اچھے انداز میں کیا کریں[۲۰]۔ اس کے بعد آپؐ نے ۱۰ رمضان بروز پیر مدینہ سے اپنے سفر کا آغاز کیا[۲۱] کوچ کے وقت آپؐ نے یہ دعا فرمائی[۲۲]:

Marfat.com

اللّٰھم اضرب علی اذانھم فلا یسمعوا حتی تبعتھم بغتۃ

"اے اللہ! تو اُن کے کانوں پر ایسی مُہریں لگا دے کہ جب تک اُن کے سَروں پر نہ پہنچ جاؤں اُنہیں میرے کُوچ کی خبر نہ ہو"

آپ کے عسکرِ طرّار میں انصار، مہاجرین، بنو سلیم، مزینہ، غطفان اور دوسرے کئی ایک قبائل شامل تھے۔ اِس وقت تک مُسلمان عسکری اور حربی نقطۂ نظر سے ایک زبردست اور ناقابلِ تسخیر قوّت بن چکے تھے۔ مُسلمانوں کے پاس اتنا زیادہ سامانِ جنگ تھا کہ اس سے قبل اُن کو اتنا سامانِ جنگ بھی میسّر نہ آیا تھا۔ اِس کے باوجود آپؐ نے پوری احتیاطی تدابیر اختیار کیں۔ مکّہ کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے۔ خانہ بدوشوں کی تمام نقل و حرکت روک دی گئی۔ دشمن کے جاسُوسوں کے ممکنہ اقدامات کو روکنے کے جوابی جاسُوسی کا طریقہ اختیار کیا گیا اور ہر کسی کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھی گئی۔ روانگی کے وقت بھی آپؐ غیر معروف راستوں سے ہوتے ہُوئے مکّہ روانہ ہُوئے تاکہ یہ پتا نہ چل سکے کہ آپؐ کدھر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے مکّہ کے راستہ کی دُرستی اور دُشمن کے حالات کے تجسّس پر غالب بن عبداللہ کو مامور کیا [۲۳] اس کے ساتھ ہی آپؐ نے الاؤ روشن کرائے جن سے اُفق لبعید بھی روشن ہو گیا۔ اس اقدام کا مقصد دشمن کے دل پر ہیبت ڈالنا تھا جس نے اصل تعداد سے مسلمانوں کو بہت زیادہ سمجھ لیا۔ حبس الطریق یعنی راستوں کی بندش کے باعث مرّ الظہران تک دُشمن کو آپؐ کی آمد کی خبر نہ ہو سکی۔ یہاں اتفاق سے ابو سفیان نے مسلمانوں کا یہ لشکر دیکھا۔ وہ عازم مدینہ تھا جہاں قریش نے اُسے دوبارہ سلسلۂ جُنبانی کے لئے بھیجا تھا۔ وہ بولا: "یہ کیا معاملہ ہے یہ یہ تو کچھ عرفہ کی شام کی سی گہما گہمی معلوم ہوتی ہے"۔ وہ کہہ ہی رہا تھا کہ اتنے میں آپؐ کے سواروں نے اُسے جا لیا اور گرفتار کر کے آپؐ کی خدمت میں لے آئے۔ آپؐ نے اُسے امان دے دی [۲۴]

جب مُسلمان جُحفہ نامی مقام پر پہنچے تو عبّاسؓ اور اُمّ فضلؓ اپنے بیٹوں کے ساتھ

Marfat.com

آکران کے ساتھ آملے۔ عباسؓ نے اب مکّہ چھوڑ کر مدینہ میں رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ بھی آپؐ کی دعوت پر اِس مہم میں شامل ہو گئے۔

آپؐ اِتنی تیزی سے قریش کے سَر پر جا پہنچے کہ اُن کے لئے یہ ممکن ہی نہ رہا کہ اپنے اتحادی قبائل سے رابطہ قائم کر سکیں یا کوئی مناسب تدبیر ہی سوچ سکیں۔ اِس مہم سے پہلے آپؐ نے قریش کے بارے میں تازہ ترین معلومات بھی جمع کیں اور اُن کی عسکری قوّت، تنظیم، چوکیوں اور قیادت وغیرہ کے متعلق آگاہی حاصل کی۔

حقیقت یہ ہے کہ آپؐ نے قریش کو نیست و نابُود کرنے کی بجائے اُن کو معاشی اعتبار سے بے بس کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی فوجی قوّت میں اضافہ کرنے کو ترجیح دی تاکہ خُون خرابہ بھی نہ ہو اور اپنا مقصد بھی پورا ہو جائے۔ اِسی مقصد کے پیشِ نظر جب مکّہ میں قحط پھیلا تو آپؐ نے وہاں پانچ سو دینار بھجوائے تھے۔ قریش نے وہ امداد قبول بھی کر لی تھی، لیکن ساتھ ہی ابوسفیان نے کہا تھا کہ یہ مکّے والوں میں پھُوٹ ڈالنے کے لئے ہے[۲۵] اب ابوسفیان آپؐ کی امان میں تھا اس کے اعصاب جواب دے چکے تھے اور دوسری طرف مکّہ میں دفاعی اقدامات کرنے والا کوئی بھی نہ رہا۔ آپؐ نے عباسؓ کو حکم دیا کہ وہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جائیں تاکہ وہ مختلف جیش خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔ اُس وقت اُس کی رہی سہی ہمّت بھی جواب دے گئی جب آپؐ نے فرمایا: "جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو گا اُسے امان ملے گی۔ جو اپنا دروازہ بند کرے گا، اُسے امان ملے گی۔ اور جو مسجدِ حرام میں داخل ہو گا وہ بھی مامُون ہو گا"۔[۲۶]

اب عباسؓ کے کہنے پر ابوسفیان مرعُوب ہو کر مکّہ پہنچے اور خانہ کعبہ میں چیخ چیخ کر کہنے لگے: "اے گروہ قریش! محمدؐ آ گئے۔ تم اُن کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اِس لئے میرے گھر میں داخل ہو جاؤ تو امان پاؤ گے"۔

قریش گھبرا کر اُن کے گرد جمع ہو گئے۔ دریں اثناء اُن کی بیوی ہندا آ گئی۔ اُس نے

Marfat.com

اُن کی مُونچھیں پکڑ لیں اور کہنے لگی: "اس موٹے چربیلے شخص کو جو مشک کی طرح پھُولا ہُوا ہے، مار ڈالو۔ قوم اس کے باعث تباہ ہو گئی۔"[۲۷]

ابوسفیان نے قریش کو بتایا کہ اِس عورت کے بہکاوے میں نہ آئیں اور اُن کو بچنے کے وُہی تین طریقے بتائے جو آپؐ نے انہیں بتائے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم ۲۰ رمضان بمطابق ۱۱ جنوری بروز جمعرات مکہّ میں داخل ہُوئے۔ آپؐ نے ایسے اقدامات کئے کہ خُوں ریزی نہ ہونے پائے بجُز ایسے اشخاص کے جو مسلمانوں سے مقابلہ کریں۔ اِس مقصد کے لئے آپؐ نے خبر رسانی کے مکمل ترین انتظامات کئے تاکہ آپؐ کو ہر بات کی اطلاع ملتی رہے۔ مکےّ میں داخلے سے کچھ دیر پہلے آپؐ کو اطلاع ملی کہ سعدؓ بن عبادہ کا یہ کہنا ہے کہ "آج کا دن لڑائی کا دن ہے۔ آج مکہّ کی حُرمت حلال ہو جائے گی۔" جب یہ بات آپؐ کے گوش گزار کی گئی تو آپؐ نے فوری طور پر اُن کی کمان اُن کے بیٹے قیسؓ کے حوالے کر دی۔ قیسؓ بڑے ٹھنڈے دِل و دماغ کے آدمی تھے۔ اُنہیں اپنے آپ پر قابو رکھنے کا مَلکہ بھی حاصل تھا۔ اُنہوں نے اپنے والد کو بھی جنگ کے شعلے بھڑکانے کی اجازت نہ دی۔ ابنِ ہشاؔم کا بیان ہے کہ آپؐ نے سعدؓ سے پرچم لے کر علیؓ مرتضےٰ کو دے دیا۔[۲۸]

خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے بعد آپؐ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حرم کو بُتوں اور دیواروں پر بنائی گئی تصاویر سے پاک کیا۔ آپؐ اپنے عصا رسے ایک ایک بُت کو گراتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ قرآنِ حکیم کی یہ آیتِ کریمہ بھی تلاوت فرماتے جاتے۔[۲۹]

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

"حق آ گیا اور باطل مِٹ گیا، باطل تو مِٹنے ہی والا ہے۔"

فتح مکہّ کے ساتھ ہی ساتھ ہی قریش کا حجاز پر ڈیڑھ سو برس کا سیاسی و مذہبی اقتدار کھنا گیا۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۴۶۰ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۸۱

۲۔ ایضاً ص ۴۶۵۔ حافظ ابنِ قیمؒ نے اِس کا نام عمرو بن عاص خزاعی لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں :۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۸۱۔

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً ص ۴۶۶

۵۔ فتح الباری جلد ہشتم ص ۴ ؛ زرقانی جلد دوم ص ۲۹۲

۶۔ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۴۶۶

۷۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۸۱۔۲۸۳ ؛ فتوح البلدان ص ۶۷

۸۔ فتوح البلدان ص ۶۷

۹۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۸۳

۱۰۔ زرقانی جلد دوم ص ۲۹۳

۱۱۔ خطباتِ بہاول پور ص ۲۸۵ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

۱۲۔ آنحضرتؐ بحیثیت سپہ سالار ص ۴۲۲ محمود خطاب شیت

۱۳۔ بخاری کتاب المغازی جلد دوم ص ۶۷۹ ؛ زرقانی جلد دوم ص ۲۹۸

۱۴۔ بخاری کتاب الجہاد والسیر جلد دوم ص ۱۸۵۔ ابنِ خلدون کا خیال ہے کہ اِس قاصدہ کا نام مزینہ کنود تھا۔ ملاحظہ فرمائیں : تاریخ ابنِ خلدون جلد اوّل ص ۱۵۸۔

۱۵۔ البدایۃ والنہایۃ جلد چہارم ص ۲۸۴ ؛ محمد رسول اللہ ص ۴۰۰ محمد رضا۔

۱۶۔ محمد رسول اللہ ص ۴۰۰ محمد رضا

۱۷۔ بخاری کتاب المغازی جلد دوم ص ۵۶۷ ؛ ابنِ ہشامؒ جلد دوم ص ۴۷۰۔۴۷۱ ؛

Marfat.com

مغازی الرسولؐ ص ۳۲۸ - ۳۲۹ واقدی ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۴۹ -

۱۸- ایضاً ؛ ایضاً

۱۹- قرآن حکیم ۶۰ : ۱

۲۰- غور کریں کہ جس جرم کی سزا صرف موت ہو سکتی تھی آپؐ نے اُسے حُسنِ نیّت پر محمول فرما کر معاف کر دیا۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ جُرم کی محض ظاہری نوعیّت کو دیکھ کر سزا کا تعیّن نہیں کرنا چاہیئے۔ کچھ خارجی احوال و ظروف ایسے بھی ہوتے ہیں جو جُرم کی سنگینی کو ہلکا کر دیتے ہیں یا سنگین بنا دیتے ہیں۔ ہاں اگر جاسُوس دُشمن سے باقاعدہ سازباز رکھتا ہو اور اس کا باقاعدہ معاوضہ بھی وصول کرتا ہو تو اُس کے قتل کا جواز ہے۔

۲۱- ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۴۶۲۔ ابنِ ہشّام نے یہ دن پیر تحریر کیا ہے جب کہ جوزی نے اسے بُدھ لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:- الوفاص ۷۰۰ عبدالرحمٰن ابن جوزی

۲۲- زاد المعاد جلد دوم ص ۲۸۳۔ ابنِ ہشّام نے دُعا کے الفاظ یہ تحریر کئے ہیں: اَللّٰھُمَّ خُذِ الْعیونَ وَالْاَخْبَارَ عَنْ قُرَیْشٍ حَتّٰی نَبْغَتَھَا فِیْ بِلَادِھَا۔
"اے اللہ! آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پکڑ لے یہاں تک کہ ہم اُن کے بلاد پر اچانک حملہ آور ہو جائیں"۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۳۶۹

۲۳- اصابہ جلد پنجم ص ۱۸۷

۲۴- فتوح البلدان ص ۶۷ - ۶۸ بلاذری

۲۵- مبسوط جلد دہم ص ۹۰ - ۹۱ سرخسی بحوالہ عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ص ۸۱ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

۲۶- ابنِ ہشام جلد دوم ص ۴۶۲ ـــ ابوسفیان نے حیا کی وجہ سے ایک مُدّت تک آپؐ کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا۔ آپؐ نے ان کے لئے جنّت کی نوید سنائی۔ (زرقانی جلد دوم ص ۳۰۰)

۲۷- ابنِ ہشام جلد دوم ص ۴۶۹

۲۸- ایضاً ص ۴۸۲

۲۹- قرآنِ حکیم ۱۷ : ۸۱

Marfat.com

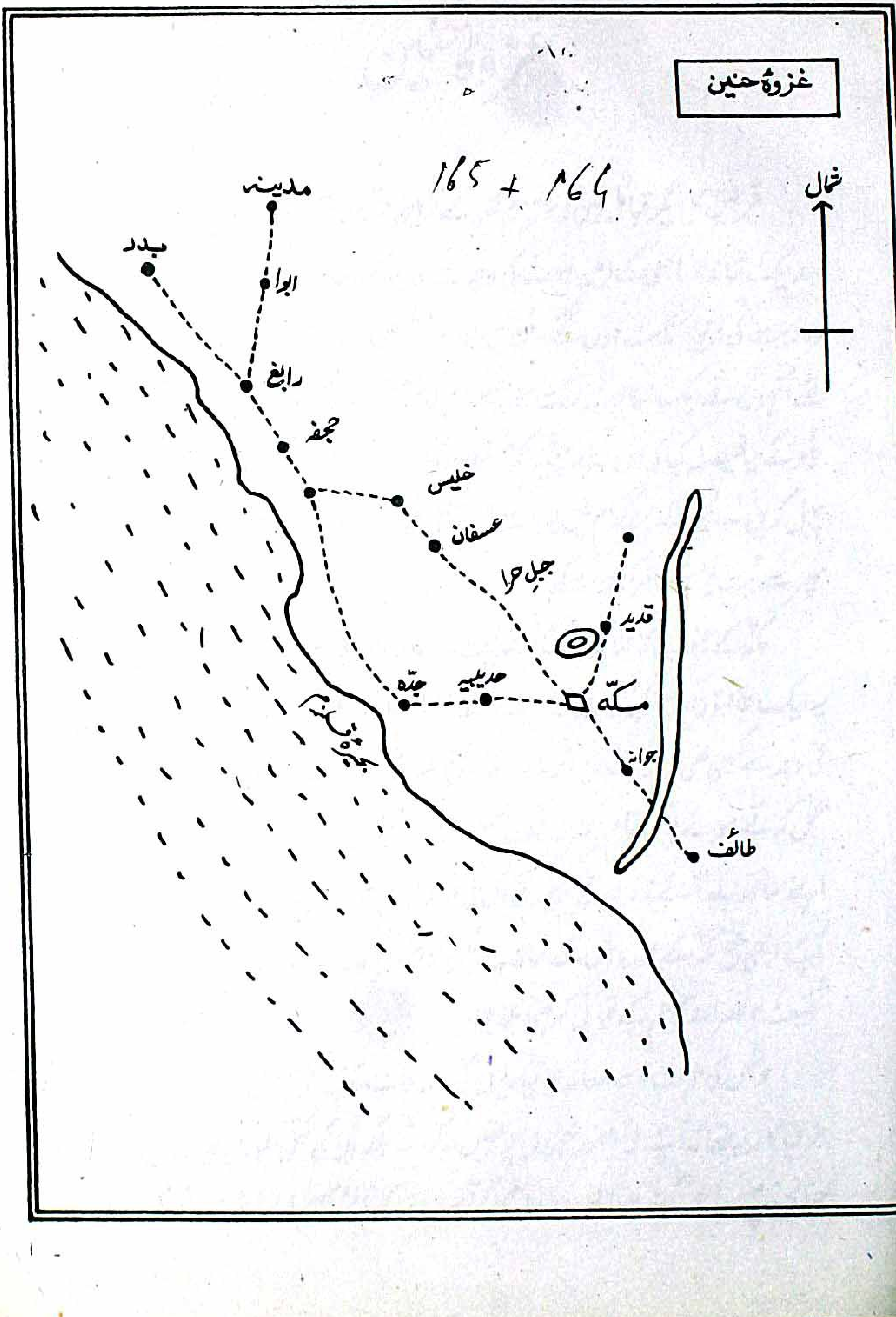
غزوۂ حنین
شمال
مدینہ
بدر
ابوا
رابغ
جحفہ
خلیص
عسفان
جبل حرا
قدید
مکہ
حدیبیہ
جدّہ
بحیرۂ قلزم
جعرانہ
طائف

Marfat.com

Marfat.com

غزوۂ حُنین

قریش کا دیگر قبائل میں احترام کعبہ کے رہینِ منّت تھا جس کے وہ متوّلی تھے۔ تجارت اور ایک شاندار ماضی کے امین ہونے کی وجہ سے اُن کے اتحادی قبائل کو یہ قطعاً اُمید نہ تھی کہ وہ ریت کی دیوار ثابت ہوں گے۔ اُن میں اور قریش میں بُت پرستی ایک قدر مُشترک تھی۔ اِس لئے اُنھوں نے ایک مخالف قوّت یعنی اسلام کی بڑھتی ہوئی عظمت سے خطرہ محسوس کرتے ہُوئے یہ فیصلہ کیا کہ اس سے پیشتر کہ مُسلمان اُن پر حملہ آور ہوں کیوں نہ وہ اس معاملہ میں پہل کریں[1]۔ اُن کے پروگرام میں یہ بات بھی شامل تھی کہ بڑھ کر مکّہ پر قبضہ کر لیا جائے تاکہ یہ پھر سے بُت پرستی کا مرکز بن سکے۔

مکّہ کے جنوب کا علاقہ جو مکّہ اور طائف کے درمیان تھا وہ بنو ہوازن کی ملکیّت تھا۔ یہ ایک طاقتور اور جنگجُو قبیلہ تھا۔ اِسے یہ بھی امتیاز حاصل تھا کہ یہ پہاڑی علاقے میں آباد ہونے کی وجہ سے کبھی بھی قریش کے زیرِ اثر نہ رہا تھا۔ فتح مکّہ کے بعد انھوں نے پہلے یلغار کے اُصول پہ عمل کرتے ہوئے اپنی تمام بکھری ہُوئی جمعیّت کو اکٹھا کیا بلکہ یہ لوگ اپنے اہل وعیال کو بھی اپنے ساتھ لے آئے تاکہ اُن کی موجودگی اُن کی فرار کی راہ میں حائل رہے[2]۔ یہ وہ وقت تھا جب آپؐ ابھی فتح مکّہ کے بعد وہاں کے حالات میں ہی مصروف تھے۔ بنو ہوازن نے اپنے ساتھ ثقیف، نصر اور جشم کے قبائل کو بھی ملا لیا۔

دشمن کی طرف سے معاندانہ تیاریوں کی اطلاعات آپؐ کو مسلسل مل رہی تھیں۔ آپؐ کا طریقِ کار یہ تھا کہ آپؐ فی الفور خبروں پر یقین نہ کرتے بلکہ اُن کی مکمّل طور پر چھان بین فرماتے۔ چنانچہ آپؐ نے عبداللہؓ بن ابی حدرد اسلمی کو تصدیق کے لئے بھیجا۔ ساتھ ہی اُن کو یہ ہدایت

Marfat.com

فرمائی کہ وہ دشمن کے لشکر میں داخل ہو کر اُن کی باتوں کو سُنیں کہ اُن کا اجتماع کس غرض سے ہے۔ چنانچہ وہ حُنین گئے اور کئی روز تک فوج میں رہ کر تمام حالات کی تحقیق کی۔ واپس آ کر اُنہوں نے آنحضرتؐ کو اطلاع دی[۳] کہ یہ قبائل مُسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے وادی اوطاس میں جمع ہو رہے ہیں۔

عبداللہؓ بن ابی حدرد اسلمی کمال ہوشیاری سے ہوازن کے نوجوان سپہ سالار مالک بن عوف کے خیمہ تک جا پہنچے۔ اس کے خیمے کے اندر اُس وقت قبیلہ ہوازن کے سردار جمع تھے اور مستقبل قریب میں لڑی جانے والی لڑائی کے موضوع پر اپنی اپنی آرا پیش کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ محمدؐ کو اس سے پہلے کبھی ایسی جنگجو اور بہادر قوم سے واسطہ نہیں پڑا۔ بلکہ وہ اب تک ایسے لوگوں سے جنگ کرتے رہے ہیں جو ناتجربہ کار اور جاہل تھے۔ اُن کو فنونِ حرب کے متعلق قطعاً کوئی واقفیت نہ تھی۔ پس صُبح ہوتے ہی تم اپنے پیچھے مویشیوں، عورتوں اور بچّوں کی صفوں کو ترتیب دینا، پھر یلغار میں پہل کرنا۔ تم اپنی تلواروں کے میان کو توڑ دو اور بیس ہزار تلواروں سے محمدؐ اور اُن کی فوج پر ایک ساتھ ایک شخص کے حملے کی طرح فوراً حملہ کرو۔ اور یقین کرو کہ حملے میں پہل کرنے والے ہی کو فتح حاصل ہوتی ہے[۴]۔

عبداللہؓ بن ابی حدرد اسلمی کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں آپؐ نے ٹھوس حربی منصوبہ بندی کی۔ آپؐ نے وقت ضائع کئے بغیر کسی بھی قسم کے ممکنہ حملے کے پیشِ نظر تیاریاں شروع کر دیں۔ آپؐ جانتے تھے کہ نفسیاتی دباؤ ڈالنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جنگ دشمن کی سرزمین پر لڑی جائے۔ اس طرح آپؐ خود کو مکّے کے پانچویں کالم سے بھی محفوظ کرنا چاہتے تھے۔

رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے مُخبروں کے ذریعے یہ بھی معلوم ہُوا کہ صفوان بن اُمیّہ کے پاس سلاح اور آلاتِ حرب کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ آپؐ نے اُس سے یہ اسلحہ عاریتہً مانگا تو اُس نے کہا کہ "اے محمدؐ! کیا آپ یہ چیزیں ہم سے غصباً لینا چاہتے ہیں"؟ حضورؐ نے فرمایا: "نہیں عاریتہً ضمانت کے ساتھ۔ سب چیزیں تم کو لوٹا دی جائیں گی۔" اس پر صفوان

Marfat.com

نے اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے ایک سو زرہیں اور اُن کے موافق دوسرے سلاح دیئے۔ آپؐ نے اُس کی بار برداری کا انتظام بھی صفوان ہی کے سپرد کیا اور صفوان نے اس کو قبول کیا۔[۵]

اس انتظام کے بعد آپؐ دو ہزار اہلِ مکہ اور دس ہزار صحابہؓ، جو مدینہ سے آئے تھے، کی معیّت میں شوال ۸ھ میں مکہ سے روانہ ہوئے۔

دوسری طرف ہوازن نے بھی خبریں حاصل کرنے کے لئے اپنے کچھ جاسوس بھیجے۔ جب وہ لوٹ کر گئے تو وہ لرزہ براندام تھے۔ مالک بن عوف نے اُن سے پوچھا کہ تمہاری ایسی حالت کیوں ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ ہم دیکھ کر آرہے ہیں کہ کچھ سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار ہیں۔ اُن کو دیکھ کر ہماری یہ حالت ہے۔ اگر ہم اپنے مقصد کے لئے جاتے تو ایک بھی بچ کر نہ آتا۔[۶] اِن جاسوسوں کی فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں مالک بن عوف نے فیصلہ کیا کہ وہ مسلم فوج کو حُنین کی گھاٹی میں گھیرے۔

آپؐ نے اِس مہم میں جاسوسی کی خدمت اُنیس بن ابی مرثد غنوی کے سپرد کی۔ اس کے بعد آپؐ نے حُنین کی طرف کوچ کیا جہاں گھمسان کا رَن پڑا۔ غزوہ کے آغاز میں مسلمانوں کی ہزیمت اُن کے ہراول دستے کے تغافل کا نتیجہ تھا۔ آپؐ کی فوج میں چونکہ نو مسلموں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے اُن میں اُس عزم واستقلال کا فقدان تھا جو کہ قدیم مسلمانوں کا شیوہ تھا۔ اُن میں سے کئی ایک اچانک ہزیمت سے آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اب یہ ہزیمت دریا سے ورے نہیں تھمتی اور کلدہ بن حنبل نے خوشی میں چلّا کر یہ کہا کہ آج سحر کا خاتمہ ہُوا۔ کچھ کو اپنی طاقت اور تعداد میں زیادہ ہونے کا بھی زعم تھا۔ عارضی ہزیمت کی دُوسری وجہ یہ تھی کہ ہراول دستہ فوج کے بڑے حصّے سے آگے آگے چلا۔ اس کا یہ فرض تھا کہ وہ دُشمن کی فوج کی ترتیب کے متعلق مکمل معلومات حاصل کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مُشرکین نے اچانک حملہ کیا تو مُسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے۔ بعد میں آپؐ کے استقلال کے

Marfat.com

باعث جنگ کا پانسہ بدلا، ورنہ مسلمان اگر تمام کے تمام نہ مارے جاتے تو ان کا ایک بڑا حصّہ برباد ضرور ہو جاتا۔ اب مسلمانوں نے دشمن پر قابو پایا۔ دشمن کی عورتوں، بچّوں اور مال مویشی کو مالِ غنیمت بنا لیا گیا۔[۸] آپؐ نے قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کر دیا بلکہ ان کو کپڑے بھی عطا کئے

حوالہ جات

۱۔ ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۵۲۳

۲۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۳۱۷

۳۔ ایضاً ص ۳۱۸ ؛ ابنِ سعد جلد دوم ص ۱۵۰ ؛ تاریخ طبری جلد سوم ص ۷۳ ؛ تاریخ ابنِ خلدون جلد اوّل ص ۸۱۴

۴۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۵۲۵

۵۔ ایضاً ص ۵۲۶

۶۔ ایضاً ص ۵۲۵ ؛ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۴۱۲

۷۔ استیعاب جلد اوّل ص ۳۰

۸۔ فتح الباری جلد ہشتم ص ۳۴

Marfat.com

غزوۂ طائف

طائف عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "دیوار"۔ چونکہ طائف کے اردگرد حصار تھا اِس لئے اس کا نام ہی یہ پڑ گیا۔ اس سے پہلے اس کا نام واج یا وجّ تھا۔ یہ بڑا محفوظ شہر تھا جس میں بڑے بڑے قلعے تھے جن کے دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ یہ سطح سمندر سے ۱۸۰۰ میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ پانی کی بہتات کی وجہ سے یہ علاقہ ماضی کی طرح آج بھی سرسبز و شاداب ہے۔ اہلِ طائف بڑے ثروت مند تھے اور اُن کا اصلی پیشہ سُود خوری تھا۔ وہ روپیہ قرض پر اُٹھا دیتے۔ اپنی زمینوں کی کاشت کے لئے اُنہوں نے غلام بھی رکھے ہُوئے تھے۔

ہجرت سے قبل حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے طائف میں تبلیغ اسلام کی کوشش کی تھی لیکن آپؐ اہلِ طائف کے دلوں پر پڑے ہُوئے قُفل نہ کھول سکے۔ دوسرے بقول ڈاکٹر محمد حمید اللہ مکّہ چونکہ طائف کے مال کے لئے نکاسی کی منڈی تھی اور ہر سال گرمیوں میں مکّے کے مالدار تاجر طائف آ کر اِس "ٹورسٹ ٹرافک" کے ذریعے وہاں کی آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ بنتے تھے۔ اِس لئے طائف کے لئے مُشکل تھا کہ مکّے کو ناراض کرے! اہلِ طائف مکّہ والوں کے مقابلے میں اس بات پر فخر کیا کرتے تھے کہ وہ گندم کی روٹی کھاتے ہیں جب کہ اہلِ مکّہ کی زیادہ تر گزر بسر کھجوروں پر ہوتی تھی۔

فتح مکّہ کے بعد اہلِ طائف (بنو ثقیف) نے اپنے لئے خطرے کی گھنٹیاں بجتے محسوس کر لی تھیں۔ اس لئے انہوں نے اپنے اتحادی بنو ہوازن کے ساتھ مل کر مکّہ کی جانب پیش قدمی کی تھی۔ غزوہ حُنین میں شکست کھانے کے بعد مالک بن عوف نے بھاگ کر سیدھے طائف میں جا کر دم لیا۔ اُس نے سب سے پہلے قلعے کی مرمت کروائی پھر سال بھر کا

Marfat.com

سامانِ رسد جمع کیا۔[۲] اس کے بعد قلعے کے اوپر مختلف مقامات پر منجنیقیں نصب کرنے کے علاوہ تیرانداز بھی متعیّن کیئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہلِ طائف بڑے جنگجو تھے اور آلاتِ حرب سے بھی اُن کو مکمّل آگاہی حاصل تھی۔

آپؐ کو اطلاع ملی کہ مالک بن عوف اور اُس کی قوم کے سرکردہ افراد کی ایک جماعت شکست خوردگی کے بعد طائف میں آکر جمع ہو گئی ہے۔ آپؐ نے خالدؓ بن ولید کو مقدمۃ الجیش کا سالار مقرّر کر کے پہلے روانہ فرما دیا۔ پھر آپؐ چل کر پہلے نخلہ، یمانیہ، پھر قرن، بعد ازاں مُلیح ہوتے ہوئے لیّتہ کے مقام پر بُحیرہ الرّغاء پہنچ گئے۔ وہاں سے ضَیقہ پر مقام کیا۔ اس راستے سے نکل کر آپؐ نخب کی جانب چلے۔ اِس سے اگلی منزل طائف تھی۔ وہاں آپؐ نے طائف کی فصیل کے سایہ میں پڑاؤ ڈال کر سب سے پہلے محاصرے کا جائزہ لیا۔ ایسے محاصرے کا تجربہ آپؐ کو خیبر میں ہو چکا تھا۔ اِس لئے آپؐ قلعہ شکن آلات حصن صعب اور الشق میں غنیمت میں حاصل کر چکے تھے اور پھر اُن کو حصن ابر کے معرکہ میں استعمال بھی کر چکے تھے۔ آپؐ نے انہی اطلاعات کی روشنی میں اپنے ساتھیوں کو جُرش میں حربی آلات کی عملی تربیت کے لئے بھیجا۔ اِن میں عروہؓ بن مسعود اور غنیدؓن ابن سلمہ قابلِ ذکر ہیں۔

طائف میں آپؐ نے سلمانؓ فارسی کے مشورے پر مُسلمانوں کو قلعوں پر منجنیق اور دبّابوں سے حملہ کرنے کا حُکم دیا۔ اس کے علاوہ آپؐ نے خاردار درختوں کے کانٹے لکڑیوں سے جھاڑ جھاڑ کر قلعہ کے اطراف میں پھیلا دیئے۔ دوسری طرف سے اہلِ طائف نے لوہے کے ٹکڑوں پر تیل سے کپڑے بھگو کر آگ لگا کر مُسلمانوں پر اُنہیں پھینکا۔ اِس پر مُسلمان محفوظ رہنے کے لئے مناسب فاصلے پر پیچھے ہٹ گئے۔ محاصرہ طوالت اختیار کرتا چلا جا رہا تھا۔ ایک روز آپؐ نے اعلان فرمایا کہ ہر وہ غلام جو طائف والوں کے پاس سے ہمارے پاس آجائے گا اُسے آزاد کر دیا جائے گا۔ اِس پر دس کے قریب افراد حاضر ہوئے، آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔ اُن سے معلوم ہُوا کہ بنو ثقیف کے پاس خورونوش کا سامان بہت

Marfat.com

زیادہ ہے۔اب آپؐ نے نوفلؓ بن معاویہ ویلمی سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔انہوں نے عرض کیا کہ لومڑی بھٹ میں گھس گئی ہے۔اگر یہ کوشش جاری رہی تو پکڑی جائے گی۔اور اگر چھوڑ دی گئی تو بھی نقصان نہیں دے سکتی[۴]۔ چنانچہ آپؐ نے محاصرہ اُٹھا لینے کا حکم دیا جو تقریباً پندرہ روز جاری رہا[۵]۔

حوالہ جات

۱۔ عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ص ۱۱

۲۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۳۳۸

۳۔ ایضاً ص ۳۳۹

۴۔ زرقانی جلد سوم ص ۲۸

۵۔ فتوح البلدان ص ۹۳

Marfat.com

سریہ قطبہؓ بن عامر

آپؐ نے صفر ۹ ھ میں قطبہؓ بن عامر کو بیس افراد کے ساتھ خثعم کے ایک قبیلے کی طرف بھیجا جو یمن کے علاقہ تہامہ میں آباد تھا۔ آپؐ نے اُن کو اچانک اور چاروں طرف سے حملہ آور ہونے کی ہدایت دی ۔ یہ مجاہدین دس اُونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جو باری باری اُن پر سوار ہوتے تھے ۔ راستے میں اُن کو ایک شخص ملا جس سے انہوں نے حالات معلوم کرنے کی کوشش کی ۔ وہ پہلے گونگا بن گیا مگر تھوڑی دیر کے بعد لوگوں کو پکار کر متنبہ کرنے لگا اور ڈرانے لگا۔ اِس پر مسلمانوں نے اُس کی گردن ماردی۔ پھر یہ لوگ وہیں رُکے رہے یہاں تک کہ پوری آبادی سو گئی۔ تب یہ لوگ یکایک اُن پر ٹوٹ پڑے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور جانبین میں بکثرت زخمی ہوئے ۔ خود قطبہؓ بن عامر شہید ہو گئے۔ بقیہ مجاہدین اُن کی عورتوں اور مویشیوں کو مدینہ لے آئے !

حوالہ جات

۱۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۳۵۰

Marfat.com

غزوۂ تبوک

موتہ کی لڑائی میں عیسائی اپنی عددی کثرت اور وسائل کی بہتات کے باوجود مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اب انہوں نے اُن پر ایک بھرپور وار کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ ہرقل نے اپنے سپاہیوں کے لئے ایک سال کی خوراک کا انتظام کیا۔ یہ اطلاعات اُن نبطی سوداگروں کے ذریعے مدینہ پہنچیں جو مدینہ سے روغنِ زیتون اور گیہوں کے عمدہ آٹے کی تجارت کیا کرتے تھے جن کی مدینہ میں بہت مانگ تھی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ رُومیوں کے ساتھ لخم، جذام، عاملہ اور غسّان کے قبائل بھی شامل ہو گئے ہیں اور ان کے دستے بلقار، جو شام اور وادی القریٰ کے درمیان اضلاع دمشق کا ایک شہر ہے، تک پہنچ بھی چکے تھے! دوسرے اُنہوں نے اِس معاملے میں اپنے حلیف قبائل پر بھی انحصار کیا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ عرب کے عیسائیوں نے ہرقل کو لکھ بھیجا تھا کہ محمدؐ دُنیا سے کُوچ کر چکے ہیں اور عرب قحط کی کثرت کے باعث بھُوکوں مر رہے ہیں، اُن کا مال و متاع ضائع ہو چکا ہے اس لئے ان کی مملکت کو آسانی کے ساتھ زیر کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ہرقل نے اِن حالات کے پیشِ نظر ایک رُومی سردار قباد کو چالیس ہزار فوجیوں پر مشتمل ایک لشکر دے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔

اِن دنوں غسّانیوں کے حملے کی افواہیں عام تھیں۔ اِس کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ عمرِ فاروقؓ کے ایک دوست عتبانؓ بن مالک نے ایک شب گھبراہٹ کے عالم میں اُن کے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھُلا تو کہا، "غضب ہو گیا!"۔ عمرِ فاروقؓ نے یہ سُنتے ہی کہا: "کیا غسّانیوں نے چڑھائی کر دی؟"۔ حالانکہ عتبانؓ بن مالک کے ذہن میں ایلاء سے پیدا ہونے والی ایک افواہ تھی یعنی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ازواجِ مُطہرّات کو طلاق دے دی تھی۔

Marfat.com

لیکن عمر فاروقؓ کی توجہ غسانیوں کے ممکنہ حملے کی جانب گئی کیونکہ اُس کا اُن دنوں عام چرچا تھا[2]
اِن اطلاعات کے پیشِ نظر آپؐ نے بھی جوابی کاروائی کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ نے حسب سابق یہ طے کیا کہ دشمن کو حملہ کرنے میں پہل نہ کرنے دی جائے اور نہ ہی اسے اِسلامی ریاست کی حدود میں داخل ہونے کا موقع دیا جائے۔ یہ عرب میں شدید گرمی کے دن تھے اور مسلمانوں کے لئے وسائل کی کمی کے باعث اِتنا طویل سفر بھی بڑا کٹھن تھا۔ قحط کے اثرات بھی نمایاں تھے اِس لئے رسد کی فراہمی بھی ایک بڑا مسئلہ تھا۔ آپؐ کا قاعدہ تھا کہ کسی غزوہ میں جاتے وقت صحیح مقام کی نشاندہی نہیں فرماتے تھے۔ موسم کی شدّت، قحط کے آثار، لمبی مسافت، عددی اقلیّت اور دشمن کی عددی کثرت وہ عوامل تھے جن کے پیشِ نظر اس دفعہ آپؐ نے اعلان فرما دیا کہ رُوم سے مقابلہ ہے اور وہیں جانے کا ارادہ ہے۔ آپؐ نے اغنیاء سے مالی اعانت اور انفاق فی سبیل اللہ کا مُطالبہ کیا۔[3]
مُسلمانوں کی اِن تیاریوں کے پیشِ نظر منافقین نے مُسلمانوں کے اعصاب کمزور کرنے کی سازشیں کیں۔ اُن کی مقدور بھر کوشش تھی کہ کسی نہ کسی وجہ سے مُسلمان اِس غزوہ میں شرکت سے گریز کریں۔ وہ دوسروں کو بھی یہ کہہ کر بہکانے لگے :۔

لا تنفروا فی الحر   یعنی ایسی گرمی میں مت نکلو

ایک مسخرے نے کہا کہ لوگوں کو معلوم ہے کہ مَیں حَسین وجمیل عورتوں کو دیکھ کر بے تاب ہو جاتا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ رُومیوں کی پری جمال نازنینوں کو دیکھ کر کہیں فِتنہ میں مُبتلا نہ ہو جاؤں۔[4]

آپؐ کو ایسی اطلاعات بھی ملیں کہ کچھ منافقین سویلم یہودی کے مکان میں جمع ہوئے ہیں اور لوگوں کو غزوہ تبوک میں شرکت سے بہکا رہے ہیں۔ اُس کا مکان جاسوم کے پاس تھا۔ آپؐ نے طلحہؓ بن عبیداللہ کو چند افراد کے ساتھ بھیجا کہ بیت سویلم کو نذرِ آتش کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ منافقین مکان سے بھاگ گئے[5] غزوہ تبوک کو منافقین کے اِس رویے کے پیشِ نظر فاضحہ (یعنی منافقین کا پول کھول دینے والا معرکہ) بھی کہتے ہیں۔

ہر مُسلمان سے جو بھی بن پڑا، اُس نے کیا۔ تاریخ عالم ایسی بے مثل قربانیوں کی مثال شاید

Marfat.com

فراخ دلی سے پیش نہ کر سکے۔ رجب ۹ ھ میں آپؐ ۱۰ ہزار گھوڑ سواروں اور ۲۰ ہزار پیادہ سپاہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اپنے کمزور وسائل کی بنا پر اس لشکر کو جیش العسرۃ کا نام دیا گیا۔ روانگی سے قبل آپؐ رومی افواج، اُن کے مقام اجتماع اور اُن کے ارادوں سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ آپؐ نے اس مہم میں علقمہ بن فغوار خزاعی کو اپنا راہبر مقرر فرمایا۔ آپؐ کی پہلی منزل ثنیۃ الوداع تھی جہاں آپؐ نے فوج کا مقدمہ اور میسرہ مرتب اور علم تقسیم فرمائے۔

یہ ایک طویل ریگستانی سفر تھا جہاں ریت کے جھکڑ چلتے تھے۔ اسلامی لشکر رات کو سفر کرتا اور دن کو آرام کرتا تاکہ گرمی کی شدت سے محفوظ رہ سکے۔ راتیں خاصی طویل تھیں اور دن کی حدّت سے بھی خالی نہ تھیں۔ دن کے وقت صرف وہ چٹانیں تھیں جو اتنی گرم ہوتی تھیں کہ اُن کو چھوا بھی نہیں جا سکتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ زمین آگ اُگل رہی ہے۔ پانی کی کمی نے مصائب میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ رومیوں کا خیال تھا کہ ایسے ناسا عد حالات میں مسلمان کبھی بھی مقابلے کے لئے مدینہ سے نہیں نکلیں گے۔ دوسرے اُن کی اطلاعات کے مطابق حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہو چکا تھا اور مسلمان اب قیادت سے عاری ہو چکے تھے[6]۔

جب آپؐ تبوک پہنچے تو رومیوں کو آپؐ کی پیش قدمی کی اطلاعات ملیں تو انہوں نے صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے ایک مخبر کو بھیجا جس نے موقع پر جا کر صورتِ حال سے آگاہی حاصل کی۔ اُس نے واپس جا کر ہرقل کو اطلاعات فراہم کیں جن کی روشنی میں روم کے اربابِ اختیارات کا کسی رائے پر اتفاق نہ ہو سکا۔ اس طرح ہرقل نے موقع کی نزاکت کے پیشِ نظر اسلامی لشکر کے مقابلے کے ارادے کو ملتوی کر دیا۔ رومیوں کی پسپائی کی اطلاعات آپؐ کو ملیں تو آپؐ نے تجویز کیا کہ لشکر وہاں کچھ روز مزید قیام کرے گا۔ چونکہ آپؐ اپنی ریاست کی حفاظت کے لئے تشریف لائے تھے اس لئے آپؐ نے رومی سرحدوں کے اندر جا کر تعاقب نہ کیا۔ آپؐ نے تبوک کے مقام پر مسلسل بیس روز تک دشمن کا انتظار کیا لیکن اُسے سامنے نہ آنا تھا سو وہ نہ آیا۔

اس مہم کے دوران میں آپؐ نے اسید بن حضیر اوسی کو ایک چشمۂ آب کا پتا لگانے کی

Marfat.com

خدمت سپرد کی۔ اِس عرصے میں آپؐ نے اِرد گرد کے کئی ایک سرداروں کے ساتھ معاہدات طے کئے جیسے حاکم ایلہ اور اہل دومۃ الجندل کے ساتھ۔ اِس طرح آپؐ نے اسلامی ریاست کی حیثیت کو مُسلّم کیا۔ آپؐ کو اس علاقے کے مُشرک قبائل میں اسلام کی تبلیغ کا موقع ملا۔ اِسی طرح آپؐ نے اِسلام دشمن پروپیگنڈے کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے بھی کام کیا۔

حوالہ جات

۱۔ زرقانی جلد سوم ص ۶۳-۶۴

۲۔ مُسلم کتاب النکاح

۳۔ ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۶۳۰ - ۶۳۲

۴۔ عیون الاثر جلد دوم ص 215 بحوالہ سیرۃ المصطفٰےؐ جلد سوم ص ۸۶ مولانا ادریس کاندھلوی

۵۔ ابنِ ہشّام جلد دوم ص ۶۲۲

۶۔ شاید اُن کے علم میں یہ بات نہ تھی کہ حضورؐ جب بھی کسی مہم پر مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے تو اپنی عدم موجودگی میں کسی نہ کسی ساتھی کو اپنا نائب مُقرّر فرما کر جاتے۔ یہ ایک لحاظ سے مُسلمانوں کی سیاسی تربیّت تھی۔ اِسی لئے جب فی الواقعہ آپؐ کا وصال ہُوا تو ابوبکر صدیقؓ نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ "لوگو! جو لوگ محمدؐ کی عبادت و پرستش کرتے تھے وہ سُن لیں کہ محمدؐ وفات پا چکے، اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ بے شک زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں"۔ (ابنِ ہشام جلد دوم ص ۸۰۴)

۷۔ کہا جاتا ہے کہ اصحاب الایکہ، جن میں شعیب علیہ السّلام کی بعثت ہُوئی تھی یہیں آباد تھے۔

Marfat.com

کامیابی کا راز

رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ ہر کام رازداری اور احتیاط سے کیا جائے۔ آپؐ کا یہ طریقِ کار آغاز سے ہی تھا۔ حتیٰ کہ آپؐ خفیہ طور پر عبادت کرنے میں احتیاطی تدابیر اختیار فرماتے۔ جب آپؐ نے مسلمانوں کو قریش کے مظالم کی بنا پر حبشہ ہجرت کرنے کا حکم دیا تو ساتھ ہی یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اس طریق سے روانہ ہوں کہ قریش کو کانوں کان اس کی خبر نہ ہو۔ اسی لئے آپؐ نے اُن کو اجتماعی ہجرت کی بجائے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں سفر کرنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی نقلِ مکانی کا قریش کو اُس وقت تک پتا نہ چل سکا جب تک ایک سو کے لگ بھگ مسلمان مکّہ چھوڑ کر نہ چلے گئے۔

جب اہلِ یثرب نے عقبہ کے مقام پر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تو اُس کو بیعت النساء کا نام دیا گیا۔ اس کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی تھی کہ اِس میں رازداری سے کام لیا گیا۔ اِس نام کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ وہ شخص جس کا دفاع مقصود ہے وہ لڑائی میں نہیں جائے گا اور بیعت کرنے والے اپنی تمام قوّت سے اُس کا دفاع کریں گے۔

بیعت عقبہ ثانیہ میں اہلِ یثرب کی تعداد بہتّر تھی۔ وہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں دیکھنے والوں سے چھپتے چھپاتے عقبہ میں جمع ہوتے گئے جہاں آپؐ بھی مقرّرہ وقت پر اپنے چچا عبّاس کی معیّت میں وہاں تشریف لے گئے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ خود آپؐ نے بھی یثرب کی طرف ہجرت فرمائی۔ قریش کے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم، پھر آپؐ کے قتل کی سازش اور اُس کے بعد عبداللہ بن اُبیّ کو دھمکی آمیز خط لکھنا قریش کی طرف سے انفرادی اور اجتماعی اعلانِ جنگ تھا۔ آپؐ اِس حقیقت سے مکمّل طور پر باخبر تھے جیسا کہ بیعت عقبہ ثانی کے موقع پر

Marfat.com

عباسؓ کی تقریر، خود آپؐ کا اہلِ یثرب سے استفسار اور سعدؓ بن عبادہ کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ انہی آنے والے خطرات کے پیشِ نظر آپؐ نے یثرب (اب مدینۃ النبیؐ) آکر مختلف قبائل کے ساتھ معاہدات کئے۔ میثاقِ مدینہ کی شقیں اور دفعات اس بات کی غماز ہیں کہ مدینہ پر حملہ قریب الوقوع ہے۔ آپؐ کو صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ قریش کب اور کہاں لڑیں گے۔ اس مقصد کے تحت آپؐ نے مختلف اطراف میں سرایا بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا تاکہ قریش کے بارے میں معلومات فراہم ہو سکیں۔ دریں اثنا مختلف قبائل سے حلیفی معاہدات بھی طے پائے۔ سرایا کی کثرت کی وجہ یہ بھی کہ قریش کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ آپؐ کے پاس کثیر فوج موجود ہے۔

رازداری کسی بھی جرنیل کے لئے بہت ضروری ہوتی ہے پہلے زمانے میں یہ کہا جاتا تھا کہ دُنیا میں شاید ہی کوئی شخص اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہو۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر بہترین منصوبے بنانے کے بعد اُن کو افشا کر دیا جائے تو دشمن کے لئے اس کا توڑ پیش کرنا آسان ہوگا۔ کسی معرکے کے عام منصوبے سے زیادہ سے زیادہ صرف رسد کے ذمہ دار افسران کو آگاہ کیا جانا چاہیئے۔ منصوبے کی بقیہ تفصیلات اُن کی تعمیل کے وقت سے پہلے نہیں بتانی چاہیئں۔ اِس سلسلے میں ہمارے پاس سریہ نخلہ کی مثال موجود ہے۔

ارتیابیت رازداری کی رُوح ہے۔ اگرچہ بیوقوف اپنے دشمنوں پر بھروسا کر لیتے ہیں لیکن زیرک افراد ایسا نہیں کرتے۔ جرنیل اپنی فوج کا سب سے بڑا نگہبان ہوتا ہے۔ اُسے اُس کے تحفظ کے متعلق ہمیشہ ہی محتاط ہونا چاہیئے۔ اُسے ہر لحظہ یہ دیکھنا ہوگا کہ کہیں یہ مصائب کا شکار نہ ہو جائے۔ لڑائیوں کے بعد عام طور پر تحفظ کا احساس پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ فتح حاصل ہو جاتی ہے اور یہ یقینی ہو جاتا ہے کہ دُشمن مکمل طور پر حوصلہ ہار چکا ہے۔

اِسی طرح فریب بھی بہت مفید ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے انسان صراطِ مستقیم کی بجائے چھوٹے راستوں سے ہوتا ہوا بھی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا مقصد اپنے منصوبوں پر پردہ ڈالنا ہوتا ہے۔ اپنی فوج کو مختلف راستوں سے لے جانا ہی کمال ہوتا ہے تاکہ دشمن کو پتہ نہ چل سکے۔

Marfat.com

آپؐ نے رازداری سے خُفیہ خبریں پہنچانے کا باقاعدہ انتظام کیا۔ عباسؓ بن عبدالمطّلب مکّہ میں آپؐ کے جاسُوس تھے۔ اسی طرح انسؓ ابن ابی مرثد الغنوی آپؐ کے اواس (طائف کے نزدیک) میں خُفیہ ایجنٹ تھے۔ ان کے علاوہ نجد میں المنذرؓ ابن عمرو السعیدی عرف اعنق لیموت بطور ایجنٹ کام کر رہے تھے۔ آپؐ اپنے کُوچ کو خُفیہ رکھتے اور عام طور پر توریہ فرمایا کرتے تھے۔ توریہ کے معنی شارحین بُخاری نے یہ لکھے ہیں کہ آپؐ ایسے مواقع پر مُبہم الفاظ استعمال فرماتے تھے جن کے کئی معانی ہو سکتے تھے۔ آپؐ ایسا اس مصلحت کے تحت کرتے کہ خُون ریزی نہ ہونے پائے اور محض لشکر کی نمائش ہی دُشمن کے دِلوں میں مسلمانوں کا دبدبہ اور ہیبت پیدا کر دے۔ ایسا ہی فتح مکّہ کے موقع پر ہُوا۔ بیت اللہ کا تقدّس بھی برقرار رہا اور اہلِ مکّہ سرنگوں بھی ہو گئے۔ آپؐ غیر معروف راستوں پر چل کر اچانک ہی دُشمن کے سر پر جا پہنچتے۔ اسی طرح اُونٹوں کے گلے سے گھنٹیاں علیحدہ کر دی جاتیں تاکہ دُشمن کو فوج کی حرکت کا علم نہ ہو سکے۔ عام طور پر خود مُسلمانوں کو بھی یہ علم نہ ہوتا کہ اُن کی منزل کون سی ہے؟۔ یہ احتیاطی تدبیر اس بنا پر بھی تھی کہ مدینہ میں منافقین پانچویں کالم کا کام کرتے تھے۔ وہ قریش کو مدینہ میں ہونے والے لمحہ بہ لمحہ واقعات سے آگاہ کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔

جب آپؐ نے طائف کے لئے کُوچ فرمایا تو آگے بڑھ کر اُسے ایک ایسے رُخ سے گھیرا جدھر وسیع میدان ہے اور پڑاؤ وغیرہ کی سہولت ہے، مگر جدھر سے آپؐ کے آنے کا اہلِ طائف کے ذہن میں شائبہ تک نہ تھا۔ صرف غزوہ تبوک توریہ سے مستثنیٰ ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے لئے کُوچ کے دِنوں میں گرمی اپنے شباب پر تھی اور سفر بھی دُور دراز علاقے کا تھا۔ اس کے علاوہ دُشمن عددی اعتبار سے کثرت میں تھا اس لئے آپؐ نے مُسلمانوں سے صاف صاف بیان کر دیا کہ تبوک پر جانے کا قصد ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان اپنے حالات کے موافق تیار کر لیں[۲]۔

آپؐ دُشمن کے مُتعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے بیک وقت مختلف وسائل اختیار فرماتے تھے تاکہ دُشمن کے مُتعلق اطلاعات بھی ملتی رہیں اور وہ مسلمانوں کی کسی بھی قسم کی نقل و حرکت

Marfat.com

سے غافل رہے۔ جیسا کہ غزوہ بدر میں آپؐ نے طلحہؓ بن عبداللہ اور سعیدؓ بن زید کو قریش کے تجارتی کارواں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی خاطر بھیجا لیکن جب وہ لوٹے تو ان کو پتا چلا کہ آپؐ کو کارواں کی آمد کی اطلاع اپنے دیگر وسائل سے ہو چکی ہے اور آپؐ مدینے سے روانہ بھی ہو چکے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ جنگی اسرار و رموز کو افشا نہ کیا جائے۔ اس طرح کا افشا منافقین کی علامت قرار دیا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ایسی تمام باتیں صرف سپریم کمانڈر کو ہی بتائی جائیں۔ جب آپؐ نے غزوہ اُحد کے بعد علیؓ مرتضٰی کو معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو اُن سے فرمایا: "اگر وہ گھوڑوں کو کوتل چھوڑ کر اُونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں تو سمجھو کہ مکہ کا قصد رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اُونٹوں کو ہانک رہے ہیں تو وہ مدینہ کا قصد کر رہے ہیں۔" آپؐ نے علیؓ مرتضٰی کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے مشاہدہ کا اظہار بَرملا نہ کریں۔ ایسے اقدامات اِس لئے ضروری تھے کیونکہ مدینہ میں یہودیوں اور منافقین کی موجودگی میں بَرملا اظہار نہایت ہی مُضر ہوتا۔

آپؐ نے مسلمانوں کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ جو خبریں بھی اُن تک پہنچیں اُن پر یقین یا عمل کرنے سے پیشتر اُن کی خُوب چھان بین کر لیا کریں۔ اطلاعات کی چھان پھٹک کرنے کے بعد آپؐ ضروری اقدامات فرماتے۔ جب بازنطینیوں کے حملے کی خبریں مدینے آئیں تو آپؐ نے فوری طور پر اُن کے ارادوں کو بھانپا اور اُن کی روانگی کی تاریخوں کا تعیّن کیا اگر آپؐ اِس طرح کی معلومات حاصل نہ کر پاتے تو زیدؓ بن حارثہ کی فوج کبھی بھی بازنطینیوں کے مرکزِ اجتماع پر نہ پہنچ سکتی۔ آپؐ خبروں کی چھان پھٹک کے بعد فوری طور پر ٹھیک وقت پر فیصلہ کرتے۔ جیسے غزوہ بنو مصطلق کے موقع پر عبداللہ بن اُبی نے مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک خُون ریز فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی تو آپؐ نے صحیح صُورتِ حال دیکھنے کے بعد فوری طور پر لشکر کے کُوچ کا حکم دے دیا۔ اِس طرح آپؐ کے بروقت اقدام کی بنا پر مسلمان منافقین کی چالوں سے محفوظ ہو گئے۔

منصوبہ بندی آپؐ کی سُنّتِ حسنہ تھی۔ چنانچہ آپؐ نے ہجرت کا منصوبہ بڑے غور و فکر

Marfat.com

اور تدبّر سے بنایا تھا۔ آپؐ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب آپؐ ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے تو وہاں پہلے یہ پوچھا کہ گھر میں کون کون ہے اور اُس کے بعد اپنی ہجرت کے متعلق ارشادِ ربانی سے آگاہ فرمایا۳۔ اِس سے معلوم ہُوا کہ آپؐ وسیع تر صورتِ حال کو مدِّ نظر رکھتے۔ کمال یہ ہے کہ آپؐ چھوٹی چھوٹی جزئیات پر بھی نظر رکھتے اور احکامِ ربّانی سے بھی انحراف نہ ہوتا۔

آپؐ کے جاسوسی نظام کا یہ دستور تھا کہ آپؐ کو براہِ راست اطلاعات فراہم کی جاتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جاسوسی کے شعبے کو مکمّل طور پر اپنے پاس ہی رکھا۔ اِس سے ہمیں یہ نکتہ ملتا ہے کہ ہیڈکوارٹرز کے ساتھ ہی اِن اطلاعات کا رابطہ ہونا چاہیئے تاکہ درمیان میں کسی بھی جگہ کوئی کڑی ٹوٹ نہ جائے۔ اِن اِطلاعات کو اپنے تک ہی محدود رکھنا اور صیغۂ راز میں رکھنا آپؐ کی عادتِ مُبارکہ تھی۔ شعبۂ جاسوسی کی کامیابی اور اعلیٰ کارکردگی آپؐ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے پیشِ نظر ہی تھی۔ غزوہ اُحد کے موقع پر شہر میں رہ کر لڑنے یا شہر سے باہر جاکر لڑنے کے متعلق آپؐ کی خاموشی سے منافقین اور قریش کے جاسوس بڑے حیران تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ آپؐ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ دشمن کے جاسوسوں کو صحیح اِطلاع نہ مل سکے۔

آپؐ غیر مُسلم افراد کی خدمات بھی معاوضہ پر حاصل کرتے تاکہ دشمن کے متعلق اطلاعات مل سکیں۔ جیسے ہجرت کے موقع پر عبداللہ بن اریقط کو راہبر بنایا جو ابھی مُشرک تھا لیکن ابوبکر صدیقؓ کو اُس پر کامل اعتماد تھا۴۔ وہ مکّہ سے عرج تک آپؐ کے ساتھ گیا۔ عرج سے مدینہ تک سعد العرجی کی خدمات مُستعار لی گئیں۵۔ عرب کے جغرافیائی حالات کے پیشِ نظر راہبروں سے خدمات لی جاتی تھیں جو پیشہ ور ہوتے تھے۔ غزوہ دومۃ الجندل میں آپؐ نے بنو عذرہ کا ایک شخص اپنے ساتھ لیا۔ اس کا نام مذکور تھا اور وہ ایک پیشہ ور راہبر تھا۔ غزوہ خیبر کے دوران میں ایک قلعے کے زمین دوز راستے کا پتا آنحضرتؐ کو ایک یہودی ہی نے دیا۶۔ غزوہ خیبر میں ہی آپؐ نے کنانہ بن ربیع سے بنی نضیر کے خزانے کا پوچھا تو اُس نے کہا کہ لڑائیوں میں خرچ ہو گیا۔ مگر بعد میں وہ خزانہ ایک کھنڈر سے مل گیا۔ اس کی خبر بھی آپؐ کو ایک یہودی سے ہی ملی۷۔

Marfat.com

مکہ میں قریش کے احوال سے آپؐ کو باخبر رکھنے کے لیے آپؐ کے دو قسم کے جاسوس سرگرم عمل رہتے تھے۔ جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا اُن میں سے بیشتر چھوٹے چھوٹے گروہوں میں خفیہ طور پر مدینہ ہجرت کر گئے تھے۔ لیکن کچھ لوگ قریش کی نظر میں آ گئے تھے جن کو وہاں زبردستی روک لیا گیا تھا۔ اِن لوگوں میں ایک سُنار بھی تھا جس نے اپنے مشرف بہ اسلام ہونے کا کسی سے اظہار نہ کیا۔ وہ مکہ میں ہونے والی سرگرمیوں سے آپؐ کو باخبر رکھتا اور مدینہ سے آپؐ کے جو ایجنٹ آتے وہ اُن کو اپنے ہاں پناہ بھی دیتا۔ آپؐ کے ایجنٹوں میں ایک آپؐ کے چچا عباسؓ بھی تھے جن کو مکہ میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ وہ زم زم کے کنوئیں کے محافظ تھے اور مکہ کی شہری ریاست کی دس رُکنی کونسل کے رُکن بھی تھے۔ مسجدِ حرام کی عمارت کی تولیّت بھی اُن کے سپُرد تھی۔ وہ اسلام قبول کرنے سے قبل بھی آپؐ کو قریش کی سرگرمیوں کی اطلاعات بھجواتے تھے۔ غزوہ بدر میں اُن کو ابو الیسیر نے گرفتار کیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ عباسؓ درپردہ اسلام لے آئے تھے۔ لیکن اپنے اسلام کو اس وجہ سے چھپاتے تھے کہ اُن کی بھاری رقوم بطور قرض قریش میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اُن کو اندیشہ تھا کہ اگر اُنہوں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا تو یہ رقمیں ڈوب جائیں گی۔[8]

علاوہ ازیں مکہ میں جو ضعفائے اسلام رہ گئے تھے وہ اُن کے تنہا ملجاء و ماویٰ تھے یہی وجہ ہے کہ جب بھی اُنہوں نے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اُنہیں باز رکھا اور فرمایا کہ:

"آپ کا مکہ میں مقیم رہنا بہتر ہے۔ خُدا نے جس طرح مجھ پر نبوّت ختم کی ہے اُسی طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا"۔[9]

مکہ میں غزوہ بدر کے انتقام کی تیاریاں جاری تھیں۔ عبّاسؓ نے حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے قریش کے لشکر کی جمعیت اور اُس کی روانگی کی کیفیت و مقصد کی اطلاع ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعے آپؐ کو بھیجی۔ یہ قاصد قبیلہ بنو غفار کا تھا جسے اُجرت پر مقرر کیا گیا تھا۔ اُنہوں نے لکھا کہ "قریش جنگ کے لئے مدینہ جا رہے ہیں اور وہ بہت بھاری لاؤ لشکر کے ساتھ ہیں۔ ہتھیار اور سامان بھی بے پناہ ہیں"۔ اُنہوں نے قاصد کو یہ تاکید بھی کی کہ تین دنوں کے اندر اندر

Marfat.com

وہ مدینہ پہنچ جائے۔ آپؐ کو یہ قاصد قبا میں ملا۔ اسی طرح عباسؓ نے بدرالموعود اور خندق کے مواقع پر بھی آپؐ کو قریش کے منصوبوں سے آگاہ کیا تھا۔ جب مدینہ پر احزاب نے یلغار کی تو آپؐ اُس وقت دومۃ الجندل کی طرف گئے ہُوئے تھے۔ جونہی آپؐ کو خبر ملی تو آپؐ آدھے راستے سے واپس آ گئے اور احزاب کے پہنچنے سے پہلے دو ہفتے کی مُہلت پا کر خندق کی کھدائی مکمّل کر لی۔

جاسُوس دونوں طرف پھیلے ہُوئے تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ مُسلمان ایک عظیم قائد کے ماتحت ایک اکائی کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اس کے برعکس قریش محض ضرورت کے لحاظ اور طاقت میں بدمست ہو کر کاروائی کرنے پر مجبُور ہُوئے تھے۔

مکّہ میں ہی بنوخزاعہ کے مُسلمان و مُشرک دونوں ہی آنحضرتؐ کے مُخلص رازدار تھے۔ یہ بھی مکّہ میں رُونما ہونے والے واقعات سے آپؐ کو آگاہ کرتے رہتے تھے۔ خزاعہ کے کم از کم دو افراد مکّی عہد میں مُسلمان ہو چکے تھے۔ ان میں ایک الیمہؓ تھے اور دوسرے ذوالشمالینؓ۔ آپؐ غیر مُسلموں سے بھی اطلاعات وصُول کیا کرتے تھے جیسے غزوہ تبوک کے موقع پر آپؐ کی اطلاعات کا ذریعہ نبطی سوداگر تھے۔

آپؐ کے جاسُوسی نظام کی ایک اور خصُوصیّت یہ بھی تھی کہ بعض دفعہ آپؐ کا کوئی جاسُوس اکیلا ہی آپؐ کو اطلاع دینے والا ہوتا جس کے متعلق کسی دوسرے کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں عباسؓ بن عبدالمطّلب کی مثال واضح ہے۔ بعض دفعہ آپؐ راہ گیروں سے بھی معلومات حاصل کرتے جیسے غزوہ ذی امر میں بنوثعلبہ کا ایک فرد مل گیا۔ اُس سے پُوچھ گچھ کی گئی تو معلوم ہُوا کہ بنوثعلبہ اور محارب ابھی تک اپنے گھروں سے باہر نہیں نکلے اور یہ طے کر چکے ہیں کہ مُسلمانوں کی آمد کا حال معلوم ہوتے ہی پہاڑوں میں جا کر دبک جائیں گے!!

عرب کا جغرافیہ مکمّل طور پر آپؐ کے سامنے تھا اور مختلف قبائل کی خصُوصیات سے بھی آپؐ کو آگاہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کو جب بھی کوئی اطلاع ملتی تو آپؐ تصدیق کرائے بغیر

Marfat.com

کوئی اقدام نہ کرتے۔ آپؐ کے پیشِ نظر یہ ارشادِ ربانی تھا۔[۱۲]

اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا یعنی اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو اُس کی تحقیق کر لو۔

اسی حکم کے پیشِ نظر آپؐ خبر کی فوری طور پر چھان پھٹک کر لیتے تھے۔ اس کی ایک بیّن دلیل غزوہ مریسیع ہے۔ جب آپؐ کو حارث بن ابی ضرار کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع ملی تو آپؐ نے بُریدہؓ بن حُصیب اسلمی کو بھیجا کہ صُورتِ حال کی خبر لائیں۔ اُنہوں نے اطلاعات کے برحق ہونے کی تصدیق کی۔ اس پر آپؐ نے تادیبی اقدامات کئے۔ غزوہ ہوازن میں آپؐ نے عبداللہؓ بن ابی حدرد اسلمی کو دشمن کی صفوں کے اندر بھیجا اور ہر معاملے کے متعلق صحیح اور قطعی معلومات حاصل کیں۔ مقصد یہ تھا کہ اگر مفاہمت کی کوئی صُورت نکل آئے تو بہتر ہے، بصورتِ دیگر موقع و محل کی نسبت خاطر خواہ انتظامات کئے جائیں۔ آپؐ کے انہی اوصاف کے پیشِ نظر دشمن کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ آپؐ تک غلط اطلاعات پہنچا کر آپؐ کو پریشان کر سکتا۔ اطلاعات حاصل کرنے کے انہی مکمّل انتظامات کی وجہ سے ہی آپؐ کو اپنی سپاہ کی ہر بات کی اطلاع ملتی رہتی جب بھی کوئی اہم بات ہوتی تو اُس کا تدارک فوری طور پر کیا جاتا۔ فتح مکّہ کے روز سعدؓ بن عبادہ نے یہ کہہ دیا کہ ”آج کا دن لڑائی کا دن ہے اور آج مکّہ کی حُرمت حلال ہو جائے گی“۔ اس پر آپؐ نے فوراً کمان اُن کے بیٹے قیسؓ کے حوالے کر دی جو ایک ٹھنڈے دِل و دماغ کے مالک تھے۔

منٹگمری واٹ جیسے مستشرقین کا یہ دعویٰ ہے کہ مُسلم جاسُوس قریش کے تجارتی قافلوں کے گزُرنے کا صحیح وقت و تاریخ معلوم کرنے سے قاصر رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مُسلم فوج یا مہم کی زد سے بچ جاتے تھے۔[۱۳]

یہ دعویٰ یکسر باطل ہے کیونکہ ایسے دَور میں جب کسی قسم کا کوئی لاسلکی نظام موجود نہ تھا آپؐ کے مُخبر آپؐ کو صحیح معلومات فراہم کرتے تھے۔ سریہ نخلہ کی مثال ہمارے سامنے ہے جسے مدینہ سے کوئی تین چار سو کلومیٹر دُور روانہ کیا گیا اور وہ مہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی۔ اسی طرح

Marfat.com

بدر سے پہلے قریش کے تجارتی کارواں کے متعلق آپؐ کی اطلاعات اتنی حتمی تھیں کہ آپؐ نے اپنے روانہ کئے ہوئے دو جاسوسوں کی واپسی کا بھی انتظار نہ کیا جن کو آپؐ نے اُسی قافلے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ آپؐ کے فعّال جاسوسی نظام ہی کی وجہ سے تھا کہ قریش غزوہ بدر کے بعد اگلی بار آپؐ کو للکارنے سے پہلے آپؐ کی اتھارٹی کو کم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا خیال ہے کہ آپؐ کے دَور میں استخبارات کے محکمے کی خاص طور پر نشوونما کی گئی۔ اور اندرونِ ملک و بیرونِ ملک آپؐ کو مکّہ، نجد اور طائف اور کئی دیگر جگہوں (اُن کی فتح سے پہلے ہی) میں ہونے والے واقعات سے باخبر رکھنے کے لئے خبریں بھیجنے والے مُقرّر کئے گئے[۱۴] آپؐ نے ابتداء سے ہی جاسوسی کے انتظام کے نظم پر بھرپور توجہ دی۔ آپؐ سرایا وغیرہ کے ساتھ جاسوسوں کو بھی بھیجا کرتے۔ جب آپؐ نے اُسامہؓ بن زیدؓ کو صفر ۱۱ھ میں شام کی طرف ایک لشکر دے کر بھیجا تو اُنہیں اپنے ساتھ طلائع اور جاسوس وغیرہ لے جانے کی ہدایت فرمائی[۱۵]

آپؐ نے اپنے منظّم نظامِ جاسوسی کے ذریعے یہ کوشش کی (اور اِس میں آپؐ مکمل طور پر کامیاب رہے) کہ رفتہ رفتہ قریش کے چاروں طرف مُسلمان یا مُسلمانوں کے حلیف جمع ہو جائیں۔ اِس کی مثالیں قبائل اسلم و خزاعہ کی ہیں جو مضافاتِ مکّہ میں آباد تھے۔ فتح مکّہ کے بعد آپؐ کا جاسوسی نظام دُور دراز تک پھیل گیا کیونکہ فتوحات کا سِلسلہ پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ جب خسرو پرویز کو اُس کے بیٹے نے قتل کیا تو آپؐ نے کسریٰ کے بھیجے ہوئے دو ایرانی افسروں سے فرمایا کہ "آج رات میرے ربّ نے تمہارے ربّ کو قتل کر دیا"[۱۶] کسریٰ کے قتل کی اطلاع حُدیبیہ کے روز آئی۔ اِس لئے قرینِ قیاس ہے کہ یہ واقعہ حُدیبیہ سے مہینہ بھر پہلے کا ہو گا اور اس عرصے میں ایران کی خبر اُس زمانے میں مکّے تک آ سکتی تھی۔

آپؐ کے مُخبر آپؐ کو دشمن کی ہر قسم کی حرکات سے آگاہ کرتے رہتے۔ آپؐ اطلاعات کے مختلف ذرائع کو بیک وقت کام میں لاتے[۱۷] اور اِس طرح معلومات جمع کرتے۔ غزوہ اُحد کے

Marfat.com

موقع پر آپؐ نے پہلے انسؓ و مونسؓ کو قریش کے بارے میں معلومات لینے بھیجا، اس کے بعد حبابؓ بن منذر کو قریش کی صحیح تعداد کا تخمینہ لگانے کے مشن پر روانہ کیا۔ تاجر ہونے کے ناطے ابوبکر صدیقؓ کا دائرہ تعلقات بہت وسیع تھا۔ وہ پل پل کی خبریں، لوگوں کو مکّے بھیج کر یا آس پاس کے علاقوں میں آنے جانے والوں کے ذریعے حاصل کرتے رہتے تھے[۱۷]۔

خبریں حاصل کرنے کا ایک انوکھا طریقہ ہمیں غزوہ سلیم (محرّم ۳ ھ) کے موقع پر بھی نظر آتا ہے۔ جب آپؐ اپنی منزل پر پہنچے کہ وہاں سے بحران تک ایک شب کی راہ باقی رہ گئی تھی تو قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی ملا۔ آپؐ نے اُس کی قوم کے احوال دریافت کئے تو اُس نے بیان کیا کہ وہ لوگ کل متفرق ہو کر اپنے مقام پر لوٹ گئے۔ آپؐ نے اُسے محبوس رکھنے کا حکم دیا اور اُس کی قوم کے ایک قسم کے حوالات کے سپرد کیا۔ ایسا آپؐ نے احتیاط کے پیش نظر کیا تاکہ ثابت ہو سکے کہ وہ غلط بیانی تو نہیں کر رہا۔ واپسی پر آپؐ نے اُس کو رہا کر دیا۔

قیدیوں سے معلومات حاصل کرنے کا رواج آج بھی موجود ہے۔ رُوس میں اکثر و بیشتر گشتی دستے قیدیوں کو پکڑنے کے لئے انٹیلی جنس کے مقاصد کے تحت استعمال کئے جاتے ہیں۔ اُن کو tongues کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک رُوسی فوجی حکم میں کہا گیا ہے: "دشمن کے متعلق بہترین معلومات قیدیوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں"[۱۸]۔

اندرونی اور بیرونی طور پر دشمنوں سے گھری ہوئی مدینہ کی اس چھوٹی سی ریاست کے تحفّظ کے لئے یہ نہایت ہی ضروری تھا کہ آپؐ کا جاسوسی نظام نہایت ہی مؤثر اور فعّال ہو۔ البتہ یہ پتا نہیں چلتا کہ جاسوسوں کی کُل تعداد کتنی تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اُس وقت کوئی مستقل فوج تو نہ تھی بلکہ بوقتِ ضرورت رضاکارانہ بُنیادوں پر مُسلمانوں پر یہ ذمّہ داری ڈال دی جاتی تھی۔ مگر یہ بات طے شدہ ہے کہ جاسوسی کے لئے آپؐ نے کافی لوگوں کو مُقرّر کر رکھا تھا اور بعض اوقات ایک ایک مہم کے لئے متعدد جاسوسوں کو روانہ کیا جاتا تھا۔ بعض سرایا جاسوسوں کی تربیّت کے لئے روانہ کئے جاتے تھے تاکہ اُن میں ڈسپلن پیدا ہو۔ اس سلسلے میں سریہ نخلہ کی مثال دی

Marfat.com

جا سکتی ہے جسے عبداللہؓ بن جحش کی سرکردگی میں ایک سربمہر مکتوب دے کر روانہ کیا گیا۔ آپؐ کو اطلاع ملی تھی کہ قریش کا ایک قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے مکّہ جا رہا ہے۔ آپؐ نے اس سریہ میں شامل افراد کو بھی سفر کی غرض و غایت سے آگاہ نہ فرمایا بلکہ محض سفر کی سمت بتائی۔ آپؐ نے عبداللہؓ بن جحش کو یہ ہدایت بھی فرمائی کہ وہ ایک خاص مقام پر جا کر مکتوب کھولیں اور ہدایات پر عمل کریں۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ آپؐ کی قافلے کے متعلق پہلے سے موصول شدہ اطلاعات کتنی صحیح تھیں۔ سریے کی براہِ راست جنوب کی طرف نہ بڑھنے میں یہ مصلحت کارفرما تھی کہ مکّہ کے گرد و نواح میں قریش کے کارندے فعّال ہوتے تھے۔ اگر اُن کو مسلمانوں کے اس دستے کی پیش رفت کا علم ہو جاتا تو اس سریہ کو بھیجنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔

بسا اوقات آپؐ خود بھی اطلاعات اور معلومات حاصل کرنے کی غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ صحیحین میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شب مدینہ میں ایک شور ہُوا۔ عامۃ النّاس نے خیال کیا کہ دشمن مدینہ پر چڑھ دوڑا ہے۔ لوگ حقیقتِ حال جاننے کے لئے اُس جانب دوڑے جدھر سے شور بلند ہُوا تھا۔ لوگ تھوڑی دُور ہی گئے تھے کہ انہیں رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس آتے ہوئے ملے۔ حضورؐ ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار اور تلوار حمائل کئے ہوئے تھے۔ آپؐ شور سُن کر سب سے پہلے اور تن تنہا تفتیش کو تشریف لے گئے تھے۔ لوگوں کو خوفزدہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا:- لم تراعوا لم تراعوا یعنی ڈرو نہیں ڈرو نہیں۔

آپؐ جاسوسوں کو روانہ کرتے، وہ دشمن کی خبریں لاتے اور اُس کے عساکر کا پتا چلاتے۔ جب آپؐ دشمن کو دیکھ پاتے تو ٹھہر جاتے، دُعا کرتے اور اللہ سے مدد چاہتے۔[19] آپؐ کی حربی حکمتِ عملی اپنے وقت اور زمانے سے بہت آگے تھی۔ آپؐ فرمایا کرتے کہ لڑائی ایک دھوکے کا کھیل ہی تو ہے۔ جنگ کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار میکیا ویلی نے آپؐ کی وفات کے نو سو سال بعد، نپولین نے اس سے دو سو سال بعد اور جاپانیوں نے صرف چند سال قبل کیا ہے اور وہ سب اپنی جگہ درست تھے کیونکہ اگر جنگ کسی مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تو پھر

Marfat.com

ذریعہ کے متعلق جھگڑا کیسا۔[20]

یُوں تو آپؐ نے اپنے ہر غزوہ اور سریہ میں جاسُوسوں سے کام لیا لیکن غزوہ احزاب میں مُسلمانوں کی فتح کلیتہً نظامِ جاسُوسی کی مرہُونِ منّت ہے۔ آپؐ فرمایا کرتے کہ لڑائی فراست کا نام ہے۔ اِس غزوہ میں نعیم بن مسعود اشجعی نے آپؐ کی منشا کے مطابق احزاب میں افتراق پیدا کر دیا۔ آپؐ پروپیگنڈے، افواہ اور نشر و اشاعت کی اہمیّت سے بخوبی واقف تھے۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس پر عصرِ حاضر کی جنگوں کا زیادہ تر انحصار ہے۔ آج متحاربین ایک دُوسرے کے متعلق پروپیگنڈے پر بے پناہ انحصار کرتے ہیں اور دشمن کی تشکیلات سے متعلق طرح طرح کی افواہیں اُڑاتے رہتے ہیں تاکہ اُس کے مورال پر منفی اثرات مُرتّب کئے جاسکیں۔ اِسی اصُول کے تحت آپؐ نے احزاب میں افتراق پیدا کرنے کے اقدامات کئے۔ آپؐ کو معلوم تھا کہ افواہ سازی سے دشمن بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے اور یہ کام نعیم بن مسعود اشجعی کے ہاتھوں انجام کو پہنچا۔ لڑائی کے دَوران ہی آپؐ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ احزاب بنو قریظہ کو مسلمانوں پر پیچھے سے وار کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں۔ اِس طرح مُسلمان دو تلواروں کے درمیان ہوتے اور خندق مسلمانوں کو نہ بچا سکتی۔ آپؐ نے احزاب کے نفسیاتی بندھن کو توڑا جس کی شروع سے ہی تارِ عنکبوت سے زیادہ اہمیّت نہ تھی اور ظاہر ہے کہ شجرِ نازک پر جو آشیاں بنتا ہے وہ کبھی پائیدار نہیں ہوتا۔

قریش کو اپنے وسائل پر بڑا ناز تھا اِس لئے ضروری تھا کہ اُن کی معیشت پر ضرب کاری لگائی جائے چنانچہ اس کے لئے آپؐ نے حبس الطریق کا طریقہ اختیار کیا۔ جب قریش پر دباؤ پڑا تو انہوں نے حبشہ میں مقیم مُسلمانوں کو اپنے ستم کا نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ ۶ھ میں آپؐ کو اپنے وسائل سے اُن کے اِرادوں کی اطلاع ملی تو آپؐ نے عمرو بن اُمیّہ ضمری نامی ایک غیر مُسلم کو اپنا سفیر بنا کر حبشہ بھیجا اور اُن مہاجرین کو مدینہ بُلا لیا![21]

آپؐ جاسُوسی کی اہمیّت سے بخُوبی واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ جن افراد کو یہ فریضہ سونپتے اگر وہ اِس بنا پر لڑائی میں شریک نہ ہو سکتے تو اُن کو اُن کی اہم کارگزاری کے

Marfat.com

باعث مالِ غنیمت میں سے حصّہ مرحمت فرماتے اور جہاد کے ثواب سے بھی بہرہ ور ہونے کی بشارت دیتے۔ اِس کی بیّن مثال غزوہ بدر کے موقع پر بھیجے گئے طلحہؓ اور سعیدؓ نامی جاسوسوں کی ہے۔ آپؐ نے اُن کو مالِ غنیمت میں سے بھی حصّہ دیا اور ثواب کی بشارت بھی سُنائی[۲۲]

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم عام طور پر لشکر کے ساتھ رات کو سفر جاری رکھتے تاکہ دُشمن کو مُسلمانوں کے متعلق علم نہ ہوسکے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپؐ دُشمن کے متعلق مکمّل طور پر آگاہی حاصل کرنے کی خاطر ہر طرف اپنے جاسُوس بھیجتے۔ ان کی فراہم کردہ اطلاعات کی روشنی میں آپؐ سویرے سویرے حملہ کرتے یا ایسا کرنے کا حکم دیتے جیسے سَریہ ابی سلمہؓ میں بنو اسد پر علی الصُّبح حملہ کیا گیا جو بہت کامیاب رہا۔ بنو اسد کو فرار ہونے میں ہی اپنی عافیّت نظر آئی۔ اِسی طرح رمضان ۷ھ میں ایک سَریہ جُہینہ کے خلاف بھیجا گیا۔ جب یہ لشکر وہاں پہنچا تو امیرِ لشکر اُسامہؓ بن زیدؓ نے مُخبر بھیجے۔ وہ خبر لائے تو آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک شب کو اُن کے قریب جا پہنچے اور دشمن کو بے خبری میں جالیا۔

آپؐ کی یہ واضح ہدایات تھیں کہ اگر دشمن کے سُفراء سے ملاقات کرنا مقصود ہو تو پڑاؤ کے ایسے حِصّے میں ملاقات کی جائے جہاں اُن کو مسلمانوں کے پڑاؤ کے متعلق کچھ حالات معلوم نہ ہوسکیں۔ اور اگر انہیں مرعُوب کرنا مقصُود ہو تو اُنہیں ایسے راستے اور طریقے سے لایا جائے کہ وہ لشکر کا بہترین راستہ اور جانور دیکھ سکیں۔ حُدیبیہ میں قریش کے سُفراء سے گفتگو اِسی ماحول میں ہُوئی۔

حُضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جیو پولٹیکل ماحول کے متعلق گہری بصیرت تھی۔ اِسی آگہی نے آپؐ کی اپریشنل اسٹریٹیجی میں بڑی رہنمائی کی۔ آپؐ نے اپنے بچپن کے پورے پانچ برس صحرا میں بسر کئے تھے۔ صحرائی قیام آپؐ کے ذہن پر طبّی اور ذہنی اثرات مُرتّب کئے تھے۔ ماہرینِ نفسیات کی یہ رائے ہے کہ اِن ابتدائی سالوں میں انسان جو کچھ سیکھتا ہے وہ اُس کے لاشعور میں جاگزیں ہو جاتا ہے اور یہ بار بار ذہن پر اُبھرتا ہے۔ یہی بات آپؐ کے معاملہ میں بھی

Marfat.com

صادق آتی ہے۔ اپنی مختلف مسافتوں میں آپؐ کا گزر مدائن، وادی القریٰ اور قوم ثمود کے علاقے سے بھی ہو چکا تھا۔ آپؐ نے اُن کے کھنڈرات دیکھے تھے۔ ابھی آپؐ بارہ برس کے ہی تھے لیکن آپؐ نہایت ہی تیز فہم تھے۔ آپؐ کے مشاہدے اور حافظے کی قوتیں بے مثال تھیں۔ آپؐ کو صحرائی زندگی کی صعوبتوں کا بھرپور احساس تھا۔

مکّہ ایک تجارتی مرکز تھا۔ جب بھی مکّہ میں بیرونی علاقوں سے تجارتی قافلے آتے یا مکّہ سے کسی دوسرے علاقے کے لئے روانہ ہوتے تو آپؐ دونوں موقعوں پر وہاں موجود ہوتے۔ اس طرح آپؐ کو مختلف علاقوں کے تاجروں اور شتربانوں سے بات چیت کرنے کا موقعہ ملتا جس سے آپؐ کی نظری معلومات میں کافی حد تک اضافہ ہوتا۔ اسی طرح بارہ برس کی عمر میں آپؐ کو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کی جنوبی سرحد کے مقام بصریٰ تک سفر کرنے کا بھی موقع ملا۔ اس سفر میں بھی آپؐ کی جیو پولیٹیکل معلومات میں اضافہ ہوا۔ یہ وہی سفر ہے جس میں آپؐ کی ملاقات ایک نصرانی راہب بحیرا نامی سے بھی ہوئی۔ اُس کا اصلی نام جرجیس تھا۔

آپؐ بعثت سے قبل تاجر تھے۔ تجارت کی غرض سے آپؐ کے لئے سفر کرنا روزمرّہ کا معمول بن گیا۔ یہ سلسلہ اُس وقت شروع ہوا جب آپؐ کی عمر پچیس برس کی ہوئی اور گھر گھر میں آپؐ کی امانت و دیانت کا شہرہ ہوا۔ اس پہلے سفر میں آپؐ کو نسطورا نامی ایک راہب نے دیکھ کر آپؐ کی نبوّت کی پیش گوئی کی تھی۔ خدیجۃ الکبریٰؓ کے نمائندے کی حیثیت سے آپؐ اُن تمام مقامات کو سفر پر جاتے رہے جہاں تک اُس وقت کارواں جاتے تھے۔ اس طرح آپؐ کو فلسطین، یمن اور عمّان جیسے دُور اُفتادہ علاقوں کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ اگر بعض معقول استنباطات صحیح ہوں تو آپؐ نے حبشہ کی طرف بھی سفر کیا ہوگا۔ مُسلمانوں کے حبشہ ہجرت کے وقت آپؐ نے جعفر طیارؓ کو نجاشی کے نام ایک تعارفی خط بھی دیا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ "وہ ایک ایسے مُلک کا بادشاہ ہے جس میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا"۔ نیز احادیث میں ایک سے زیادہ بار لفظ حبشی مروی ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً آپؐ نے کبھی حبشہ کا بھی سفر کیا تھا اور نجاشی

Marfat.com

سے ملاقات بھی کی تھی [۲۳]۔ اِن سفروں کو اختیار کرنے کا ایک فائدہ یہ ہُوا کہ آپؐ پر سفری زندگی کے رُموز کھُلے اور بعد میں یہی معلومات آپؐ کے لئے نہایت ہی مُفید رہیں۔ اِس طرح آپؐ کو تمام عرب قبائل کی اچھی شناخت تھی۔ اگر آپؐ کے سامنے کسی جگہ کا نام لیا جاتا تو آپؐ اس جگہ کے حالات و اطلاعات سے مکمّل معلومات رکھتے تھے۔

مدینہ اُٹھ آنے کے بعد آپؐ نے سب سے پہلے اقدام کے طور پر حبس الطریق کا طریقہ اختیار کیا۔ اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ مدینہ کے جنوب مغرب میں واقع حیص، رابغ اور خرّار کی بستیوں کے باسیوں سے دوستی کی طرح ڈالی جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو آپؐ کو قریش کے متعلق بروقت اطلاعات نہیں مل سکتی تھیں اور نہ ہی ان قبائل کو غیر جانبدار رکھا جا سکتا تھا۔ آپؐ نے اپنے اِس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف اطراف میں سرایا بھیجنے کا آغاز کیا تاکہ:۔

۱۔ آپؐ کی فوج کے سینیئر اور جونیئر کمانڈر علاقے کے جغرافیے سے کماحقّہٗ واقفیّت حاصل کر سکیں۔ اِس مقصد کے لئے آپؐ نے غزوہ بدر سے قبل مختلف اطراف میں دستے بھیجے۔ جب یہ غزوہ وقوع پذیر ہُوا تو آپؐ نے مدینہ کی حربی اہمیّت کو مکمّل طور پر محسوس کر لیا۔ اب مدینہ مُسلمانوں کے لئے جائے امن تھا۔

۲۔ اِرد گرد کے قبائل کی طاقت کا اندازہ لگانا اور اس کے ساتھ ہی یہ کوشش کرنا کہ اُن کے ساتھ حلیفی معاہدے کئے جا سکیں یا کم از کم اُن کو غیر جانبدار بنایا جائے۔ اِس طرح یہ بھی پتا چلتا کہ کون سا قبیلہ کس قبیلے کا حلیف ہے اور کس کی کس کے ساتھ دشمنی ہے۔ ان قبائل کی جنگی قوّت سے بھی آگاہی ہوتی اور راستے کی دشواریوں کا بھی پتا چل جاتا۔

غزوہ اُحد میں عارضی ہزیمت کے بعد مُسلمانوں کی سالمیت کو پہلے سے زیادہ خطرہ درپیش تھا۔ آپؐ نے دشمنوں کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھنے کے لئے اہم مقامات کی طرف طلایہ دستے بھیجنے شروع کئے۔

Marfat.com

۳۔ طاقت کا مظاہرہ کر کے دُشمن کے دِلوں میں ہیبت بٹھانا۔ آپؐ بعض اوقات طویل عرصے کے لئے مدینہ سے غیر حاضر رہے۔ جیسے غزوہ خیبر کے دوران میں آپؐ دو ماہ مدینہ سے باہر رہے لیکن آپؐ کی غیر حاضری میں مدینہ پر حملہ کئے جانے کی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ کے سُریع الحرکت دستے فوری طور پر کہیں بھی پہنچنے کی اہلیّت رکھتے تھے۔

۴۔ قریش کو یہ باور کرانا کہ اب اُن کی معاشی شہ رگ مدینہ کی اسلامی ریاست کے پنجے میں آ چکی ہے۔ آپؐ نے شام کو جانے والی تجارتی شاہراہ کو کاٹنے کے لئے حبس الطریق کا طریقہ اختیار کیا۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ آپؐ کا دُور دراز کے علاقوں پر بھی کنٹرول تھا۔ یہ فاصلہ تقریباً اسّی میل تھا۔ چونکہ آپؐ کے جاسُوس مکّہ میں بھی مقیم تھے اِس لئے آپؐ کو قریش کے قافلے کی مکّہ روانگی، افراد کی تعداد اور سمت وغیرہ تک کا پتا چل جاتا تھا۔ قریش اپنے تجارتی قافلوں کو تحفّظ دینے کے بارے میں بڑے فکر مند رہتے تھے۔ غزوہ بدر میں قریش کو ذِلّت آمیز شکست ہوئی۔ اب اُن کو دوبارہ اُس راستے کے استعمال کی جُرأت نہ ہوتی تھی۔ اُنہوں نے ستمبر ۶۲۴ء میں نجد کے راستے اپنا ایک قافلہ بھیجا لیکن اس کی اِطلاع بھی آپؐ کو ہو گئی اور اس قافلے پر مُسلمانوں کا حملہ کامیاب رہا۔ وقت اور فاصلے کی نسبت آپؐ کا اندازہ کس قدر کمپیوٹرائزڈ تھا۔ آپؐ کے ذہن میں یہ بات ضرور ہو گی کہ نجد میں مکّہ کے حلیف قبائل آباد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سَریہ کے قائد کو خصُوصی طور پر تربیت دی گئی اور اُن کی پسند کے افراد کو اُن کے ساتھ بھیجا گیا۔

انصارِ مدینہ کے مدینے سے ینبوع تک کے علاقے میں آباد قبائل سے پہلے ہی حلیفی تھی۔ اب آپؐ نے اُس کی تجدید کی اور اُس میں جنگی امداد کی شق بھی بڑھائی۔ بقول ڈاکٹر محمد حمید اللہ اِس تنظیم اور خاموش تیاری میں کئی مہینے لگ گئے[۲۴]

کھُلے صحرا میں جہاں آبادی چھدری ہوتی ہے خبریں بڑی پُراسرار تیزی سے سفر کرتی ہیں۔ اُس زمانے میں نہ تو مسلمانوں کی فوج کی کوئی مخصوص وردی تھی اور نہ ہی کُفّار کی۔ سب سے

Marfat.com

بڑی بات یہ تھی کہ سب کے سب ایک ہی زبان بولتے تھے۔ اس لئے جاسوسوں کی شناخت کرنا بھی بہت مشکل کام تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ اُن کو نقل وحرکت میں بھی کوئی مشکل پیش نہ آتی تھی۔ صحرا میں گھومنے پھرنے والے بدّو قبائل بھی مُخبری کا ایک بڑا وسیلہ تھے۔ شروع شروع میں اِن قافلوں کے متعلق ٹھیک ٹھیک اطلاعات ملنا مشکل ہوتا تھا۔ اِس کے لئے آپؐ نے ساحل کی طرف آباد جُہینہ سے دوستی کا معاہدہ کیا۔ مدینہ کے مشرق میں غطفان اور بنی سلیم آباد تھے جو قریش کے اتحادی تھے۔ اِن قبائل کی طرف مختلف سرایا بھیجے گئے اور اُن کو یہ باور کرایا گیا کہ مسلمانوں کے ساتھ دوستی اُن کے حق میں بہتر رہے گی۔ جب اسلامی ریاست کی وسعتوں میں اضافہ ہُوا تو دشمن کے لئے رات ہی رات خطرناک زون میں سفر کرنا آسان نہ رہا۔ لیکن اس کے لئے صبر اور مستقل چوکنّا رہنے کی ضرورت تھی۔[۲۵]

یہ اُس صبر ہی کا نمونہ تھا کہ آپؐ نے یہودیوں کی مستقل ریشہ دوانیوں کے باوجود اُن کو ایک طویل مُدّت تک نہ چھیڑا اور صرف قریش ہی کے ساتھ اپنا معاملہ کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپؐ اپنے مُخبروں کی اطلاعات کی بُنیاد پر چوکنّا بھی رہے۔ یہاں غزوہ احزاب کے دوران میں بنو قریظہ کے غدّاری کی طرف مائل ہونے اور آپؐ کو بروقت اُس کے متعلق پتا چل جانے کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ جب معاہدہ حدیبیہ طے پایا تو آپؐ نے سیاست اور ڈپلومیسی کا مظاہرہ کرتے ہُوئے قریش کو یہودیوں سے الگ کر لیا۔ آپؐ کے پیشِ نظر ایک اعلیٰ نصب العین تھا یعنی خُدا کی زمین کو فتنہ وفساد سے پاک کیا جائے اور عدل کا بول بالا ہو۔ جب عشق صادق ہو اور نصب العین اعلیٰ، تو کامیابی یقینی ہو جاتی ہے ؎

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق
معرکۂ حیات میں بدر و حُنین بھی ہے عشق

یہی وہ جذبہ تھا کہ ہر مسلمان بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہو گیا۔ نپولین کے اس قول میں کس قدر صداقت پائی جاتی ہے کہ "جنگ میں معنوی اسباب کی اہمیّت مادّی

Marfat.com

اسباب کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ان میں تین اور ایک کی نسبت ہوتی ہے"۔

آپؐ کی قیادت میں مسلم طاقت ایک فعّال طاقت تھی جو ایک نئے جذبے سے سرشار تھی۔ آپؐ نے اپنی فوج کے ہر سپاہی میں نظم کی جو رُوح پھونکی اُس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ آپؐ نے اپنی فوج کو اعلیٰ ترین اخلاقی اور رُوحانی خصوصیات کی مالک ہونے کے باوجود مادّی ذرائع سے بھی مُزیّن کیا کیونکہ فتوحات کی شرائط میں مورال، مادّی وسائل، نظم و ضبط، افواج کی شاطرانہ فوقیت، فیلڈ اور سٹاف افسروں کی پیشہ وارانہ مہارت کا اعلیٰ معیار اور ٹھوس حربی اصولوں کے ساتھ وابستگی بھی ضروری ہے۔ آپؐ کو اپنے جاسُوسوں کی فراہم کردہ اِطلاعات سے دُشمن کے اِرادوں، تعداد، تنظیم، اسلحہ و ہتھیاروں کی اقسام اور اسلوبِ جنگ کا پتا چل جاتا تھا۔ اسلوبِ جنگ کی ایک واضح مثال غزوہ طائف ہے جس میں مُسلمانوں کو پہلی دفعہ نئی طرز کی لڑائی سے واسطہ پڑا لیکن آپؐ نے پہلے سے اس کا سامنا کرنے کے لئے خاطر خواہ انتظام کر رکھا تھا۔

مکّہ میں زراعت نہیں ہوتی تھی لیکن یہ ایک بڑا تجارتی مرکز تھا۔ چین اور ہندوستان کی تجارت عرب سے ہی ہو کر بازنطینی ولایتوں کو جاتی تھی۔ قریش اُن اجناس کی بھی تجارت کرتے تھے جو افریقہ اور ہندوستان سے آتی تھیں مثلاً ہاتھی دانت، مصالحہ جات، خوشبوئیں، عِطریات، جواہرات اور سونے کا سُفوف وغیرہ۔ وہ مکّہ کے گرد و نواح سے عموماً چمڑے، گوند اور لوبان وغیرہ فروخت کے لئے لے جاتے تھے۔ مکّہ کے قریب عکّاظ جیسے اہم تجارتی میلے منعقد ہوتے تھے۔ قریش اِن میلوں میں گھی وغیرہ بھی فروخت کرتے تھے۔ اُونی کپڑے اور قبائیں بھی عرب کی مقامی پیداوار میں شامل تھیں۔ اِن اشیاء کے بدلے میں وہ زیادہ تر غلّہ حاصل کیا کرتے تھے۔ وہ شام سے ایران کے تیار کردہ ریشمی کپڑے لایا کرتے تھے۔ مکّہ چونکہ ایک مذہبی مرکز بھی تھا اس لئے عرب کے تمام بُت پرست اپنے بُتوں کی زیارت کے لئے مکّہ آیا کرتے تھے۔ اِن مذہبی سفروں کے دَوران میں بھی تجارت ہُوا کرتی تھی۔

Marfat.com

مکّہ سے شام کی طرف یہ تجارتی سفر ساحلِ بحرِ احمر کے کنارے ہُوا کرتے تھے۔ یہ ساحلی پٹی تقریباً اسّی میل چوڑی ہو گی۔ اِس میں دُشوار گزار، بنجر اور اُونچے پہاڑوں کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ مکّہ کے شمال میں سنگلاخ چٹانیں ہیں جو کم ارتفاع کی حامل ہیں۔ وادیوں کے رُخ عمودی تراش کے ہیں۔ اس وجہ سے یہاں عمیق اور خوفناک درّوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ ان وادیوں اور پہاڑوں کے سلسلوں میں سفر تجارتی معاہدوں کے تحت ہوتے تھے جو قریش نے دوسری قوموں سے کر رکھے تھے۔ مثال کے طور پر ایران، حبشہ اور بازنطینی سلطنت۔ قریش کے ایک جدِّ امجد قُصیّٰ نے قریش کے تجارتی قافلوں کو منظّم کیا تھا۔ اُس کے بعد ہاشم نے نجاشی اور قیصر سے آزادانہ نقل و حرکت کے فرمان حاصل کئے۔ ان معاہدوں کی وجہ سے یہ تجارتی قافلے بے کھٹکے سفر کیا کرتے تھے۔ رحلة الشتاء والصیف کے باعث اُن کے روابط دیگر اقوام سے بڑھے۔ خیبر اور دومة الجندل جیسے اہم تجارتی مراکز پر غالب، طے اور کلب جیسے اہم قبائل کے ساتھ روابط اِسی باعث تھے۔ انہی مقامات سے عراق، شام اور مصر کے راستے پھُوٹتے تھے۔ بحرین اور عمّان کے قبیلہ ربیعہ سے بھی قریش کی دوستی تھی۔ اِس دوستی کی وجہ سے اُن کی مشرقی عرب تک پہنچ ہو گئی۔ اگر کسی کو بحرین کے سُوقِ مُشقّر جانا ہوتا تو وہ قریشی بدرقہ ہی حاصل کرتا[26]۔ قریش شام جانے والی اپنی تجارتی شاہراہ کی اہمیّت سے بخُوبی واقف تھے جس کے بل پر اُن کی تجارت شام، رُوم اور مصر تک چل رہی تھی اور یہ ڈھائی لاکھ اشرفی سالانہ تک پہنچتی تھی[27]۔

مکّی عہد میں ابوذر غفاریؓ کے قبولِ اسلام کے واقعہ سے اِس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اُنہوں نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق سُن رکھا تھا۔ تحقیق کے لئے خود مکّہ گئے اور مشرف بہ اِسلام ہُوئے۔ اس کے بعد حرم میں گئے اور برملا اپنے مُسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ صُورتِ حال قریش کے لئے ناقابلِ برداشت تھی، وہ اُن پر ٹُوٹ پڑے اور مار مار کر ادھ مُوا کر دیا۔ عبّاس بن عبد المطّلب نے اُن کو بچایا اور قریش کو یہ احساس دِلایا کہ

Marfat.com

اُن کا تجارتی راستہ غفار کے قبیلے سے ہو کر گزرتا ہے۔ اِس وارننگ کو سُن کر انہوں نے زدوکوب سے ہاتھ کھینچ لیا۔[۲۸]

قریش حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کرتے تھے بلکہ وہ آنے والے خطرے کے الارم کو واضح طور پر سُن رہے تھے۔ اُن کو معلوم تھا کہ مستقبل میں مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ اُن کی معیشت کے لئے مُہلک ثابت ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب عبّاس نے اُن کو اُن کے تجارتی خطرے کا حوالہ دیا تو وہ جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔

جب آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس کے بعد بھی وہ آپؐ کی طرف سے قطعاً غافل نہ ہُوئے۔ اُن کی بھرپور کوشش تھی کہ آپؐ مدینہ میں جم نہ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہودیوں اور منافقین سے مسلسل رابطہ قائم رکھا۔ اُنہوں نے عبداللہ بن اُبی کو فہمائش بھرا خط لکھا۔ خط لکھنے کے لئے قریش نے اُس کا انتخاب کر کے معاملہ فہمی کا ثبوت دیا کیونکہ ہجرتِ نبویؐ سے قبل اُسے مدینہ کا بادشاہ بنانے کے باضابطہ انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ یہ خط درج ذیل تھا:[۲۹]

"تم نے ہمارے آدمی کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔ ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم لوگ انہیں قتل کر ڈالو یا انہیں یثرب سے نکال دو، ورنہ ہم سب مل کر بلا تاخیر تم پر ہلّہ بول دیں گے اور تم کو برباد کر کے تمہاری عورتوں کو اپنے قبضے میں کر لیں گے۔"

قریش نے عبداللہ بن اُبیّ سے بیعت عقبہ ثانی کے بعد بھی رجُوع کیا تھا تو اُس نے کہا تھا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہُوئی ہے اور میرے حُکم کے بغیر میری قوم ایسا نہیں کر سکتی۔"[۳۰]

اب قریش کا خط ملنے کے بعد اُس کی بدنیّتی نے دوبارہ جنم لیا۔ اُس نے اوس اور خزرج کے ساتھ ساتھ بنی قینقاع کو بھی مہاجرین کے خلاف اُکسانا شروع کر دیا۔ آپؐ کو اپنے ذرائع سے اِس سازش کی خبر ہُوئی تو آپؐ نے اس سے رابطہ قائم کیا اور اُسے اور اس کے رُفقا سے فرمایا:

Marfat.com

قریش نے تم سے ایسی چال چلی ہے کہ اگر تم اُن کی دھمکیوں میں آ گئے تو تمہارا نقصان بہت ہوگا بہ نسبت اس کے کہ تم اُن کی بات سے انکار کر دو گے۔ کیونکہ اگر تم مسلمانوں سے لڑو گے تو اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ہی بھائیوں اور فرزندوں کو (جو مسلمان ہو چکے ہیں) قتل کرو گے۔ اگر تمہیں قریش سے لڑنا پڑا تو وہ غیروں کا مقابلہ ہوگا۔"

اس طرح آپؐ نے اُسے کسی بھی قسم کے اقدام سے باز رکھا۔[۳۱] عبداللہ بن اُبیّ کو خط لکھ کر یہ واضح کر دیا تھا کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہوں گے۔ اُن کو صرف بنی کنانہ سے خطرہ تھا جن کے ساتھ اُن کے تعلّقات خوش گوار نہ تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ جب وہ مدینہ پر حملہ آور ہوں گے تو عقب سے کہیں بنی کنانہ اُن کے خلاف کارروائی نہ کر دیں۔ اس کے لئے اُنہوں نے درمیانی علاقے کے سردار سُراقہ کے ساتھ راہ و رسم بڑھائے۔ یہ وُہی سُراقہ ہے جس نے ہجرت کے موقع پر آپؐ کا تعاقب کیا تھا۔ وہ خود مکّہ گیا اور قریش کو اپنے ہر ممکن تعاون کی پیش کش کر کے اُن کے خدشات مٹا دیئے۔

ہجرتِ نبویؐ کے بعد سعدؓ بن معاذ عمرہ کی غرض سے مکّہ گئے اور وہاں اپنے دیرینہ دوست اُمیّہ بن خلف جُمحی کے ہاں قیام کیا۔ ایک دن عین حرم کے دروازے پر ابوجہل کے ساتھ سامنا ہو گیا جس نے اُن کو دیکھتے ہی کہا: "تم ہمارے دین کے مُرتدوں کو پناہ دو اور اُن کی امداد و اعانت کا دم بھرو اور ہم تمہیں اطمینان سے مکّہ میں طواف کرنے دیں؟ بخدا اگر تم ابوصفوان (اُمیّہ بن خلف) کے ساتھ نہ ہوتے تو یہاں سے زندہ نہیں جا سکتے تھے۔"

سعدؓ نے جواب دیا: "بخدا اگر تم نے مجھے اِس چیز سے روکا تو مَیں تمہیں اُس چیز سے روک دُوں گا جو تمہارے لئے اِس سے شدید تر ہے یعنی مدینے پر سے تمہاری راہ گزر۔"[۳۲]

اِس واقعہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ قریش کے دِل میں اندیشہ ہائے دُور و دراز نے جنم لے رکھا تھا۔ ممکن ہے کہ انہوں نے آغاز سے دو طرح کی کوششیں کی ہوں۔ اوّل: مدینہ میں مسلمانوں کا قافیہ تنگ کرنا اور دوم: نئے راستے کی تلاش جو بالآخر نجد والے راستے پر منتج

Marfat.com

ہُوا۔ یہ راستہ نجد کی وسیع تر سطح مُرتفع سے ہو کر جاتا تھا جو خلیج فارس تک چھ سو میل تک چلی گئی ہے۔ دُوسری طرف قریش کی دھمکیوں کے پیشِ نظر حضُورؐ مُسلسل متفکّر رہتے تھے کیونکہ مدینہ میں متواتر ایسی خبریں آ رہی تھیں کہ قریش مدینہ پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ مُدّت تک یہ حال رہا کہ آپؐ اور آپؐ کے ساتھی راتیں جاگ جاگ کر گزارتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؐ اکثر گشت لگایا کرتے تھے۔[۳۳] حضُورؐ نے شرُوع شرُوع میں جو دستے باہر بھیجے اُن میں زیادہ تر مہاجرین ہوتے تھے اور ایک آدھ رہنما کے طور پر انصار میں سے ہوتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ مہاجرین کو اس علاقے کی واقفیّت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ یہ مقصد پُورا ہو گیا اور اردگرد کے علاقے کے جغرافیائی، سیاسی اور عسکری حالات معلوم ہُوئے اور کئی ایک قبائل سے مُعاہدات طے کرنے کی بھی نوبت آئی۔ میثاقِ مدینہ کی رُو سے مدینہ نے اردگرد کے قبائل پر اپنی سیادت قائم کر لی۔

۱۲ صفر ۲ھ کو جب اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کو لڑنے کی اجازت مرحمت فرمائی[۳۴] تو اُس کے بعد آپؐ نے قومی جنگ کا تصوّر پیش کیا۔ اب یہ ضروری ہو گیا کہ مُسلمان اپنی قوّت میں مزید اضافہ کریں اور قریش پر مزید دباؤ ڈالیں۔ اس مقصد کے لئے آپؐ نے پُوری اُمّت کے وسائل مجتمع کئے کیونکہ آپؐ کا مقابلہ ایک ایسے دشمن سے تھا جس نے مُسلمانوں کا اُس وقت بھی تعاقب کیا جب وہ سمندر پار ہجرت کر کے حبشہ میں پناہ گزیں ہُوئے تھے۔ انہوں نے اپنی پہلی ناکامی کے بعد ایک دفعہ پھر نجاشی کو مہاجر مُسلمانوں کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے ایک وفد بھیجا۔ آپؐ کو مکّہ میں مقیم اپنے خبر رسانوں کے ذریعے جب یہ اطلاعات ملیں تو آپؐ نے عمرو بن اُمیّہ الضمری کو وہاں سفیر بنا کر بھیجا اور اس طرح قریش کی سازش کو ناکام بنایا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نجاشی نے خانہ جنگی کے بعد اپنی جلاوطنی کا عرصہ ضمرہ قبیلے میں بسر کیا تھا اور ممکن ہے کہ عمرو بن اُمیّہ ضمری کے ذاتی تعلقات اُس وقت سے قائم ہوں۔[۳۵] اس کے بعد جب انہوں نے مدینہ ہجرت کی تو وہاں بھی اُن کو چین سے نہ بیٹھنے دیا کیونکہ اُن کو معلوم تھا کہ اسلام قبول کر لینے کی شکل میں لوگ

Marfat.com

اُن کے مذہبی تفوّق کو بھول جائیں گے جس کے طفیل عرب میں اُن کو سیادت حاصل تھی۔

اہلِ مکّہ نے مدینہ کے قرب و جوار میں کئی ایک حملہ آور دستے روانہ کئے جن کا مقصد مُسلمانوں کی طاقت کو پرکھنا تھا۔ یہ ایک طرح سے مُسلمانوں کے دفاع اور میثاقِ مدینہ کے اثرات دیکھنے کا ایک عملی امتحان تھا جس کی روشنی میں قریش نے اپنے تجارتی راستے کے مستقبل کی حفاظت کرنا تھی۔ کرز بن فہری کا مدینہ کی چراگاہ پر حملہ (ربیع الاوّل ۲ھ) اسی قسم کا تھا۔ قریش مستقبل قریب میں مدینہ کے ساتھ ایک بھرپور تصادم کی تیاریوں میں مصروف تھے تاکہ اسلام اپنی جڑیں نہ پکڑ سکے۔ دوسرے اس مہم کا مقصد ساحلی پٹّی کی شاہراہ کا نعم البدل بھی تلاش کرنا تھا۔ کرز بن فہری نے واپسی پر ساحلی راستے کو اختیار نہ کیا اور ایسا ہی اُس نے اپنے پیش قدمی والے سفر میں کیا ہو گا۔[۳۶]

قریش کی تجارتی شاہراہ کی ناکہ بندی کا مُسلمانوں کو ہر لحاظ سے حق پہنچتا تھا کیونکہ یہ علاقہ اب مدینہ کی ریاست کے زیرِ اثر تھا۔ اِس راستے سے قریش اپنی تجارت کر کے جو کثیر دولت کماتے تھے وہ مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں پر صَرف کی جاتی تھی۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی ریاست اپنے علاقے کے تقدّس کو رَوندنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ آپؐ نے جو حکمتِ عملی اختیار کی ایسی ہی پالیسی ۱۹۱۶ء۔ ۱۹۱۸ء میں امیر فیصل اور ٹی ای لارنس نے بھی اختیار کی۔ پہلی عالمگیر جنگ میں تُرکوں نے مکّہ اور مدینہ میں بھاری گریژن تعیّنات کیں جن کے ذمّے مدینہ سے دمشق تک تعمیر کی گئی ریلوے کی دیکھ بھال تھی۔ فیصل اور لارنس نے مدینہ کے شمال میں خود کو تعیّنات کیا جہاں وہ شام کو جانے والی اِس شہ رگ پر ضرب کاری لگانے کی پوزیشن میں تھے۔

آپؐ نے ایک طرف قریش کی تجارتی شاہراہوں کی ناکہ بندی کی تو دوسری طرف آپؐ نے نفسیاتی طریقے بھی استعمال کئے۔ ۵ھ میں محمدؓ بن مسلمہ انصاری اپنے ایک دستے، جو تیس افراد پر مشتمل تھا، کے ساتھ بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اُثال کو گرفتار کر کے مدینہ لائے۔ انہوں نے مشرّف بہ اسلام ہونے کے بعد قریش کو غلّے کی برآمد روک دی۔ یمامہ مکّہ کا پیداواری علاقہ

Marfat.com

تھا۔ اہلِ مکہ اِس بندش سے بلبلا اُٹھے۔ آپؐ نے اِس بندش کا اثر محسوس کرا دینے کے بعد یہ پابندی اُٹھا لینے کا حکم دیا۔[۳۷] اس کے علاوہ قحط کے زمانے میں اہلِ مکہ کو پانچ سو اشرفیاں بھی روانہ فرمائیں۔

جزیرہ نمائے عرب کا زیادہ سے زیادہ طول ۱۵۵۵ میل اور عرض زیادہ سے زیادہ ۶۳۲ میل ہے۔ اس کا کُل رقبہ ۱۸۶۶۰۰ مُربع میل ہے۔ یہ ایک بے آب وگیاہ ملک ہے، جہاں جا بجا خُشک ریتلے اور پتھریلے علاقے اور ملے جُلے سر سبز وشاداب اور زرخیز خطّے پائے جاتے ہیں۔ وسطی حِصّے کا نام نجد ہے جس کے لُغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ یہاں پانی کی فراوانی ہے۔ عرب میں پہاڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ مجموعی طور پر آب وہوا اتنی گرم ہے کہ زندگی کوسوں دُور ہے۔ بادِ صرصر کے طُوفانوں میں قافلوں کا ریگستان میں دب کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنا ایک عام معمول ہے۔ عام درجۂ حرارت ۱۱۹ فارن ہیٹ اور رات کو ۱۰۰ درجے سے کم نہیں ہوتا۔ البتہ پہاڑی اور ساحلی علاقوں میں درجۂ حرارت کم ہوتا ہے۔ جہاں کہیں چشمے اور وادیاں ہیں وہاں نخلستان زندگی کا پتا دیتے ہیں۔

صحراؤں کی ان وسعتوں میں بادیہ پیمائی کوئی سہل کام نہ تھا۔ صحرا میں لڑی گئی جنگ کی مُشکلات کسی بھی دُوسری جنگ سے زیادہ ہوتی ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ بڑے بڑے سُورماؤں نے اس سے مُنہ موڑا ہے۔ سکندرِ اعظم نے اِس سے اجتناب کیا اور نپولین نے اِسے اپنے لئے ناموزوں خیال کیا۔ اطالیوں نے صحرا پر قابُو پانے کی کوشش کی لیکن صحرا نے اُن کو شکست دے دی۔ اسلام نے تو جنم ہی صحرا میں لیا۔ آپؐ کی قائدانہ صلاحیتوں نے مُسلمانوں کی تربیّت صُورتِ حال اور وقت کی کمی جیسے عناصر کو پیشِ نظر رکھ کر کی۔ آپؐ نے شہر کے باسیوں اور تاجروں کو مدینہ میں اپنے قیام کے پہلے ڈیڑھ سال میں ہی عظیم الشّان صحرائی جنگجوؤں میں ڈھال دیا۔[۳۸] مدینہ ایک مُرتفع وادی میں واقع ہے۔ دو پہاڑ شمالاً جنوباً واقع ہیں اور تین دشت آتش فشانی مادہ کے شرقاً غرباً اور جنوباً واقع ہیں۔ مدینہ کی آب وہوا آج کی طرح

Marfat.com

اُن دِنوں میں بھی معتدل تھی ۔ مہاجرین کے لئے مدینہ اور اس کے مضافات کا ماحول اور جغرافیہ یکسر نیا تھا۔ اُن کے آگاہی اور ماحول کے تقاضوں کا عادی ہونا اُس وقت کے اہم تقاضے تھے ۔ آپؐ کے پیشِ نظر مُسلمانوں کو حربی ماحول کی صعُوبتوں سے بھی آگاہ کرنا تھا۔

مدینہ کی اِسلامی ریاست کے درج ذیل دُشمن تھے :۔

۱۔ قریشِ مکّہ جن کے مظالم سے تنگ آکر مُسلمانوں نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ ہجرت کی تھی۔ اُن کی طرف سے آنکھیں مُوند لینا کسی طور بھی ممکن نہ تھا۔

۲۔ یہُودِ مدینہ اہلِ کتاب ہونے کے باوجود حقیقی یہُودیّت کی تعلیمات کو فراموش کر بیٹھے تھے ۔ وہ سیاسی، عسکری اور معاشی لحاظ سے بہت طاقتور تھے۔ شرُوع میں اُن کا خیال تھا کہ مُسلمان اُن میں ضم ہو جائیں گے لیکن ایسا نہ ہونا تھا نہ ہُوا ۔ اُنہوں نے دُشمن سے ہر طرح کی سازباز کی اور فوجی و سیاسی اتحاد کی کوشش بھی ۔

۳۔ منافقینِ مدینہ نے مُسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے بظاہر اسلام قبول کر لیا۔ درحقیقت وہ دُشمنوں سے سازباز کرتے تھے اور مُسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلاتے تھے ۔ وہ مارِ آستاں و مارِ آستیں ہی رہے ۔

۴۔ قبائلِ عرب جو مدینہ کے گرد و نواح میں آباد تھے اِن میں عیسائی بھی تھے اور مُشرک بھی۔ اِن میں سے کئی ایک قبائل کے ساتھ قریش کے حلیفانہ تعلّقات تھے ۔

جب چاروں اطراف دُشمن ہوں تو چوکنّا رہنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے ۔ آپؐ نے مُسلمانوں کو جہاد کے لئے تیار کرنے کے ساتھ ساتھ ایک نہایت ہی مربُوط اور منظّم نظامِ جاسُوسی بھی ترتیب دیا ۔ آپؐ نے مُسلمانوں کو جذبۂ شہادت سے سرشار کر دیا لیکن کامیابی سے ہمکنار اپنے اُس نظام کی آنکھ سے کیا جس کا تعلق ذہن سے ہے ۔ آپؐ نے رازوں کے متعلق مُہر بلب رہنے کی ہدایت فرمائی ۔ آپؐ نے دشمن کو یہ تاثر دیا کہ آپؐ اس کی طرف سے غافل ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی ۔ آپؐ بخوبی جانتے تھے کہ چوکنّا رہنا ہی آزادی کی قیمت

Marfat.com

ہے۔آپؐ نے دُشمن کے متعلق باخبر رہنے کے لئے اُس کی صفوں میں اپنے جاسُوسوں کا جال پھیلا دیا۔اپنے انہی جاسُوسوں کے ذریعے ہی آپؐ دشمن کی ہر قسم کی زیرِ زمین اور ظاہری سرگرمیوں سے باخبر رہتے تھے۔آپؐ کے اختیار کردہ انہی ذرائع سے دُشمن کے قلوب ہیبت سے لرز جاتے [39] یہ ذریعہ بھی تھی اور مقصود بالذّات بھی۔اس کے ذریعے نفسیاتی اور طبعی اثرات مرتّب ہوتے۔ محض مواصلاتی اور آمدورفت کے راستے کاٹ دینے ہی کافی نہیں ہوتے۔اصل بات دُشمن کے ایمان کو متزلزل کرنا ہوتی ہے تاکہ دائمی اثر پیدا ہو۔غزوہ بدر میں فتح کے بعد جب مُسلمان واپس ہُوئے تو روحارہ کے مقام پر کچھ لوگوں نے اُن کو مُبارک باد دی۔مسلمہؓ بن سلامہ نے جواب دیا: "تم لوگ کس چیز کی مُبارک باد دے رہے ہو؟ خُدا کی قسم! یہ تو گویا بندھے ہُوئے اُونٹ تھے جن کو ہم نے ذبح کر دیا۔"[40]

آپؐ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ دشمن کو کمزور اور تنہا کیا جائے۔غزوہ فتح مکّہ اور غزوہ حُنین میں قریش کو عام معافی اور ہزاروں کی تعداد میں قیدیوں کی رہائی اِس کی بیّن دلیلیں ہیں۔آپؐ کو دُشمن پر نہایت ہی مناسب وقت پر ضرب کاری لگانے کی عادت تھی جب کہ اُس کے اعصاب بھی جواب دے چُکے ہوتے۔مکّہ ایسے ہی فتح ہُوا کیونکہ آپؐ کے جاسُوس آپؐ کو مسلسل اطلاعات فراہم کرتے رہتے تھے۔آپؐ نے اپنے عسکریوں کو باور کرایا کہ وہ لڑائی کے اُس مقام اور طریقہ کے لئے کام کریں جو اُن کے لئے مُفید ہے اور اُس کے خیال کرنے پر دشمن کو مجبُور کر دے۔اور یہ سب کچھ آپؐ کے جاسُوسی کے نظام کے ہی رہینِ منّت تھا۔

فنِ سپہ گری کسی بھی دوسرے فن کی طرح نظریہ بھی ہے اور اصُول بھی۔ورنہ یہ فن نہ ہوتا۔ جنگ میں حقیقت کو خیال پر، عمل کو باتوں پر اور تعمیل کو نظریے پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ فوج کی تربیت و تشکیل اکیلے کسی فرد کے لئے بہت مُشکل کام ہوتا ہے کیونکہ بعض فنّی شاخوں کا مخصُوص علم ہوتا ہے۔اِس حقیقت کے باوصف کہ آپؐ ایک پیغمبرؑ تھے آپؐ نے مختلف مواقع پر اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا جیسے غزوہ اُحد کے موقع پر آپؐ نے مُسلمانوں سے

Marfat.com

مشورہ کیا کہ مدینہ کے اندر رہ کر قریش کا مقابلہ کیا جائے یا مدینہ سے باہر نکل کر۔ غزوہ طائف کے موقع پر منجنیق اور دبّابے کا فن عروہؓ بن مسعود اور غیلانؓ بن اسلمہ جُرش سے سیکھ کر آئے۔ محاصرہ طویل ہونے کی صورت میں آپؐ نے نوفلؓ بن معاویہ دیلمی سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ لومڑی بھٹ میں گھس گئی ہے۔ اگر یہ کوشش جاری رہی تو پکڑی جائے گی۔ اور اگر چھوڑ دی گئی تو بھی نقصان نہیں دے سکتی۔

غزوہ اُحد کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مُشرک عورتوں سے نکاح کرنے کی ممانعت کر دی[۱۳]۔ عسکری اعتبار سے اِس حکم کا فائدہ یہ ہُوا کہ ایسی عورتوں کے ذریعے اہم رازوں کے افشا ہونے کے جو امکانات تھے اُن کا آئندہ کے لئے سدّباب کر دیا گیا۔ دوسرے مُسلمانوں کی نئی نسل پر ایسی عورتوں کی مُشرکانہ تعلیم و تربیّت کا اثر پڑنا لازمی تھا، لہٰذا اس امکان کو بھی ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ اِس آیت کا نزول کتنا بروقت تھا۔ اِس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ معاہدہ حُدیبیہ کی رُو سے اہلِ مکّہ اور اُن کے مُشرک حلیفوں کے مدینے کے مسلمانوں کے ساتھ میل جول کے راستے کھُل گئے تھے۔ اِس طرح ایک ایسا فتنہ پیدا ہو سکتا تھا جس کے ذریعے قریش و یہود کے لئے مسلمانوں کے فوجی راز معلوم کرنے، ان میں پھُوٹ ڈالنے اور بالواسطہ طریقے سے مُشرکانہ عقائد پھیلانے کی راہ ہموار ہو سکتی تھی۔ یہاں یہ ذکر برمحل معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں بھی اِسی طرحِ ایک قانون کے ذریعے کلیدی عہدیداروں پر پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ غیر مسلم خواتین کے ساتھ شادی نہیں کر سکتے۔

جدید فنِ سپہ گری نے ایک کمانڈر کے لئے درج ذیل نکات کو مدّنظر رکھنے پر زور دیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام ہی خصُوصیات آپؐ میں بدرجہ اُتم موجود تھیں۔ ان کے ہی بدولت کامیابی نے آپؐ کے قدم چُومے:۔

۱۔ اپنے ہدف کا تعیّن کرنا چاہیئے۔

۲۔ دشمن کی صلاحیت کے خلاف سوچنا اور منصوبہ بندی کرنا۔

Marfat.com

۳۔ کمانڈر افواج کے بڑے حصّے کے لئے وقف ہو جائے اور اس کے لئے رسد کا اہتمام کرے۔ضرورت پڑنے پر کمک روانہ کرے۔

۴۔ بڑے حصّے اور چھوٹے حصّوں کے درمیان مواصلات کا نظام قائم کرے۔ اپنی افواج میں ایسا نظام قائم کرے کہ یہ افواج ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کر سکیں۔

۵۔ کمانڈروں کے درمیان باہمی اتحاد اور مفاہمت کے لئے کانفرنس کا انعقاد۔

۶۔ سپریم کمانڈر خطرات کے معنوں میں سوچے اور فیصلے کرے۔ یہ حُکم کا حاصل ہوگا۔ خطرات اور فیصلے بھی حُکم کا حاصل ہوتے ہیں۔

۷۔ اِس علاقے میں کمزوری یا ضرب پذیری کو تسلیم کرنا۔

۸۔ کمانڈر جو کچھ بھی کرنا چاہتا ہے وہ اُس کے متعلق اندازہ لگا سکتا ہے یا پیش گوئی کر سکتا ہے۔ یہ اُس کی ذِمّہ داری ہے۔ اُسے دُشمن کی ہر صلاحیت کے خلاف اقدام کرنے کا اختیار حاصل ہونا چاہیئے۔

۹۔ سرحد کے پار اقدامات کے تلازم کو تسلیم کرنا۔ کمان کے تمام حِصّوں کے ایسے اقدامات کو سمجھنا۔ اُسے اُن کے اثرات کو بنظرِ تحسین دیکھنا چاہیئے۔

۱۰۔ اگر دشمن کی کوئی فوج موجود ہے لیکن اُس کی نشان دہی نہ ہو رہی ہو تو وہ کسی بھی لمحہ ضرب کاری لگانے والی زبردست فوج بن سکتی ہے، جب تک اس کی نشاندہی نہ کی جائے۔

۱۱۔ کمانڈر محض خبر رسانی کے پیش کئے گئے مواد پر انحصار نہیں کر سکتا۔ اُسے اپنے تخمینے لگانے پڑیں گے۔ اُسے دشمن کے جائے پڑاؤ اور طاقت کا علم ہونا چاہیئے۔ خبر رسانی کا ذریعہ ہی اُس کے نمعلوم خطرات کو کم کر سکتا ہے۔ اس کی روشنی میں اُسے بہتر طور پر اطلاعات حاصل ہوں گی اور وہ واضح صورتِ حال سے کوئی فیصلہ کر سکے گا۔ اگر ضرورت پڑے تو وہ کسی دوسرے طریقے سے سوچ سکتا ہے۔

۱۲۔ علاقے کی پڑتال کے لئے ایسی علامتیں اشارے کے طور پر استعمال کی جانی چاہئیں

Marfat.com

جن سے علامتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔

۱۳۔ کمانڈر خطرات کے پیرائے میں سوچتے ہیں۔

۱۴۔ یہ فیصلہ کرنا کمانڈر کا کام ہے کہ اُسے کتنے خطرات مول لینے ہیں۔ البتہ خبر رسانی کے ذرائع کی بدولت وہ اپنے نمعلوم خطرات کم کر سکتا ہے۔ یہی خبر رسانی کے ذرائع کا واحد مقصد ہوتا ہے۔ اس طرح فیصلہ کرنے کے لئے واضح تصویر اس کے سامنے آجائے گی۔

حوالہ جات

۱۔ قرآن حکیم ۴ : ۱۰۲-۱۰۴

۲۔ بُخاری کتاب الجہاد والسیر جلد دوم ص ۱۲۹

۳۔ ابنِ ہشام جلد اوّل ص ۵۳۴ ؛ زاد المعاد جلد دوم ص ۱۱۶

۴۔ ابنِ سعد جلد سوم ص ۱۷۳

۵۔ اسد الغابہ جلد دوم ص ۲۸۶-۲۸۷

۶۔ سیرۃ شامی بحوالہ عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ص ۹۸

۷۔ ابنِ ہشام جلد دوم ص ۴۰۳

۸۔ ایضاً جلد اوّل ص ۴۴۷

۹۔ اسد الغابہ جلد سوم ص ۱۱۰

۱۰۔ ابنِ اسحاق ص ۳۲۸، ۴۳۴ ؛ ابنِ سعد جلد سوم ص ۲۶۵، جلد چہارم ص ۲۹۴۔

۱۱۔ سیرۃ الرسُول ص ۳۶۰ محمد حسین ہیکل

۱۲۔ قرآن حکیم ۴۹ : ۶

۱۳۔ Watt, Montgomery; Muhammad at Medina, P. 6.

Marfat.com

۱۴- Hamidullah, Dr. Muhammad; *Muhammad Rasulullah*, P. 117.

۱۵- رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیاستِ خارجہ ص ۳۸۷ محمد صدیق قریشی

۱۶- ابنِ سعد جلد دوم ص ۳۶

۱۷- اصحابِ رسولؐ اور اُن کے کارنامے ص ۴۲ نبی احمد سُہا

۱۸- Garthoff, Raymond L; How Russia Makes War, P. 263.

۱۹- زادالمعاد جلد دوم ص ۱۳۳

۲۰- محمد رسول اللہ ص ۲۶۷-۲۶۸ آر وی سی باڈلے

۲۱- سیرۃ شامی بحوالہ رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۱۱۱ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

۲۲- اسد الغابہ جلد سوم ص ۱۵۹ ؛ مغازی الرسول ص ۱۱۴ واقدی

۲۳- رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۱۵ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

۲۴- عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ص ۲۶

۲۵- Hamidullah, Dr. Muhammad; Muhammad Rasulullah, P. 69.

۲۶- رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۳۲ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

۲۷- سیرتِ سرورِ عالمؐ جلد دوم ص ۷۲۰ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی

۲۸- بُخاری کتاب المناقب جلد دوم ص ۵۰۰ ؛ ابنِ سعد جلد چہارم ص ۲۲۵

۲۹- سُنن ابی داؤد کتاب الجہاد جلد دوم ص ۶۷

۳۰- ابنِ سعد جلد اوّل ص ۳۲۳

۳۱- بُخاری کتاب الجہاد جلد چہارم ص ۴۱

Marfat.com

۳۲۔ ایضاً کتاب المغازی بروایت سعدؓ بن معاذ؛ مغازی الرسول ص ۳۵ واقدی

۳۳۔ سُنن ابی داؤد باب خبر النضیر؛ بخاری باب الجہاد؛ سُنن نسائی باب اجلاء النضیر؛ سیوطی۔لباب فی اسباب النزول تفسیر سُورۃ نورُ آیت ۵۵

۳۴۔ قُرآنِ حکیم ۲ : ۱۹۰

Hamidullah, Dr. Muhammad; *Muhammad Rasulullah,* P. 70.۔۳۵

Ahmed, Brig. Gulzar; The Battles of the Prophet of Allah, Vol. II, P.۔۳۶ 22.

۳۷۔ زاد المعاد جلد دوم ص ۲۱۳

Ahmed, Brig. Gulzar; The Battles of the Prophet of Allah, Vol. II, P. ۔۳۸ 35.

۳۹۔ قُرآنِ حکیم ۳۳ : ۲۶-۲۷

۴۰۔ تہذیب سیرۃ ابنِ ہشام ص ۱۵۳

۴۱۔ قرآنِ حکیم ۲ : ۲۲۱

Marfat.com

ضمیمہ ا

(ا) راہبر:

۱۔ عبداللہ بن اریقط: ان کا تعلق وائل بن بکر سے تھا۔ سفر ہجرت نبویؐ میں مکہ سے العرج تک راہبر کے فرائض ادا کئے۔ اُس وقت مُشرک تھے لیکن اپنے پیشہ ورانہ فرائض میں دیانت داری کا ثبوت دیا۔

۲۔ سعد العرجی: ان کا تعلق بنو کنانہ کی شاخ اسلم سے تھا۔ سفر ہجرت نبویؐ میں العرج سے مدینہ تک راہبر کے فرائض ادا کئے۔

۳۔ ابو خیثمہ حارثی: ان کا تعلق قبیلہ اوس کی شاخ حارث سے تھا۔ انہوں نے غزوہ اُحد میں مدینہ سے اُحد تک راہبری کی۔

۴۔ ثابت بن ضحاک: ان کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ عمرو بن عوف سے تھا۔ انہوں نے غزوہ حمراء الاسد میں مدینہ سے حمراء الاسد تک راہبری کی۔

۵۔ ولید بن زہیر: یہ سریہ قطن میں راہبر تھے۔

۶۔ مذکور: ان کا تعلق خاندان عذرہ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے غزوۂ دومتہ الجندل میں مدینہ سے دومتہ الجندل تک راہبری کی۔

۷۔ مسعود بن ہنیدہ: ان کی خدمات غزوہ مریسیع میں مدینہ سے مریسیع تک حاصل کی گئیں۔ ان کا تعلق خاندان اسلم کے ساتھ تھا۔

۸۔ ابو حدرد: یہ بھی خاندان اسلم کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اُن کی خدمات مدینہ سے علاقہ غطفان تک پہنچنے کے لئے حاصل کی گئیں۔

۹۔ عمرو بن عبد نہم: غزوہ حُدیبیہ میں مدینہ سے حُدیبیہ تک پہنچنے کے لئے راہبر بنے۔ ان کا تعلق خاندانِ اسلم کے ساتھ تھا۔

Marfat.com

۱۰۔ حسیل بن نویرہ: قبیلہ غطفان کے خاندان اشجع کے اس فرد نے غزوہ خیبر میں مدینہ سے خیبر تک راہبری کی۔ سریہ بشیرؓ بن سعد میں بھی ان کی خدمات حاصل کی گئیں۔

۱۱۔ عبداللہ بن نعیم اشجعی: قبیلہ غطفان کے خاندان اشجع کے اس راہبر کی خدمات غزوہ خیبر میں حاصل کی گئیں۔

۱۲۔ یاسر: یہ خیبر کا رہنے والا یہودی تھا۔ غزوہ خیبر کے دوران میں اس کی خدمات سے فائدہ اُٹھایا گیا۔

۱۳۔ ابو عریض: یہ بھی خیبر کا یہودی تھا۔ اُس نے بھی یاسر جیسے ہی فرائض ادا کیے۔

۱۴۔ سماک: یہ بھی خیبر کا یہودی تھا جس نے مہم کے دوران میں مسلمانوں کی راہبری کی۔

۱۵۔ غالب بن عبداللہ: ان کا تعلق بنو کنانہ کی شاخ لیث سے تھا۔ غزوہ فتح مکہ میں مکہ تک پہنچنے کا مختصر راستہ بتایا۔

۱۶۔ علقمہ بن فغواء: بنو خزاعہ کی شاخ عامر بن ربیعہ کے اس راہبر نے غزوہ تبوک میں مدینہ سے تبوک تک راہبری کی۔

(ب) بشراء الرسول:

۱۔ زیدؓ بن حارث: غزوہ بدر کی فتح کی بشارت دینے اہلِ سافلہ کی طرف گئے۔

۲۔ عبداللہؓ بن رواحہ: غزوہ بدر کی فتح کی بشارت دینے اہلِ عالیہ کی طرف گئے۔

۳۔ عبداللہؓ بن سلام: غزوہ بنی قینقاع میں اہلِ مدینہ کو مسلم فوج کی خیریت سے آگاہ کرنے پر مامور تھے۔

۴۔ جعال بن سراقہ ضمری: غزوہ ذات الرقاع کے دوران میں مسلم فوج کی خیر و عافیت سے اہلِ مدینہ کو آگاہ کرنے گئے تھے۔

۵۔ سلمہ بن اسلم اشہلی: صلح حدیبیہ کی خبر مدینہ میں پہنچائی تھی۔

Marfat.com

۶۔ یعلی بن امیہ: سریہ موتہ کی خبر دینے مدینہ آئے۔
۷۔ نہیک بن اوس: غزوہ حنین میں مسلم سپاہ کی خیریت سے آگاہ کرنے مدینہ آئے۔

(پ) جاسوس:

جاسوسی کا کام زیادہ تر غیر معروف افراد سے لیا جاتا کیونکہ اُن کی پہچان مشکل ہوتی۔ زیادہ تر جاسوس مغربی قبائل سے لئے جاتے۔ اِس کی ایک وجہ تو اُن کا غیر معروف ہونا تھا اور دوسرے وہ تمام علاقوں سے واقف ہوتے تھے۔ ذیل میں محض چند ایک نام ہی درج کئے جا رہے ہیں جب کہ حقیقت میں اُن کی تعداد کہیں زیادہ ہو گی۔ اِن میں سے کچھ انفرادی طور پر سرگرم عمل تھے اور کچھ طلائع وغیرہ لے کر جاتے اور معلومات حاصل کرتے تھے۔

۱۔ عدیؓ بن ابی الزغباء: اِن کا تعلق جُہینہ سے تھا۔ اِن کو غزوہ بدر سے قبل قریش کے تجارتی قافلے کی خبر معلوم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔
۲۔ بسبسؓ بن عمرو: اِن کا تعلق بھی جُہینہ سے تھا۔ اِنہوں نے بھی قریشی قافلے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا فریضہ ادا کیا۔
۳۔ طلحہؓ بن عبد اللہ: اِن کا تعلق قریش کی شاخ تیم سے تھا۔ یہ بھی قریشی قافلے کے احوال دریافت کرنے گئے تھے۔
۴۔ سعیدؓ بن زید: یہ قریش کی شاخ عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ بھی مندرجہ بالا فرض ادا کرنے گئے تھے۔
۵۔ سعدؓ بن ابی وقاص: غزوہ بدر میں میدانِ جنگ اور قریش کے احوال معلوم کرنے گئے۔
۶۔ زبیرؓ بن عوام: یہ قریش کی شاخ اسد سے تعلق رکھتے تھے۔ اِنہوں نے بھی سعدؓ بن ابی وقاص جیسے ہی فرائض ادا کئے۔ اِس کے علاوہ بنو قریظہ کی غداری کی خبروں کی

Marfat.com

تصدیق کے لئے بھی گئے۔

۷۔ عمارؓ بن یاسر: بنو مذحج کی شاخ عنس کے اِن صاحب کو غزوہ بدر میں دشمن کے خیمہ زن ہونے کے بعد اُن کی خبریں لینے کے لئے بھیجا گیا۔

۸۔ عبداللہؓ بن مسعود: اِن کا تعلق ہذیل سے تھا۔ اِن کے ذمّے بھی عمارؓ بن یاسر جیسے ہی فرائض تھے۔

۹۔ انسؓ بن فضالہ: بنی خزرج کی شاخ ظفر کے اِن صاحب کو غزوہ اُحد سے قبل قریش کے متعلق معلومات لینے بھیجا گیا۔

۱۰۔ مونسؓ بن فضالہ: یہ انسؓ کے بھائی تھے۔ انہوں نے بھی اپنے بھائی جیسے فرائض ہی ادا کئے۔

۱۱۔ حبابؓ بن منذر: بنی خزرج کی شاخ سلمہ سے تعلق رکھنے والے حبابؓ کو دشمن کے میدانِ اُحد میں خیمہ زن ہونے کے بعد بھیجا گیا تاکہ اُن کی خبریں لائیں۔

۱۲۔ مالکؓ بن خلف: قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوہ اُحد سے قبل اطلاعات کی فراہمی کے لئے گئے اور فرائض کی انجام دہی کے دوران میں شہید ہو گئے۔

۱۳۔ نعمانؓ بن خلف: اپنے بھائی کے ساتھ اُنہی جیسے فرائض پر روانہ ہوئے اور شہید ہوئے۔

۱۴۔ ابوبکر صدیقؓ: غزوہ بن لحیان میں دشمن تک خبریں حاصل کرنے گئے۔ اِس سے قبل غزوہ حمراء الاسد میں بھی اطلاعات حاصل کیں۔

۱۵۔ علیؓ مرتضٰے: غزوہ بدر میں دشمن کے متعلق خبریں حاصل کیں۔ غزوہ اُحد کے بعد دشمن کے متعلق اطلاعات حاصل کرنے گئے۔

۱۶۔ عبداللہؓ بن عمرو مزنی: غزوہ حمراء الاسد میں اطلاعات فراہم کیں۔

۱۷۔ سفیانؓ بن خالد: غزوہ حمراء الاسد میں اطلاعات فراہم کیں۔

۱۸۔ سلیطؓ بن سفیانؓ: اپنے والد جیسی خدمات ادا کیں۔

Marfat.com

۱۹۔ نعمانؓ بن سُفیانؓ: اپنے والد جیسی خدمات ادا کیں۔

۲۰۔ معبد خزاعی: غزوہ اُحد کے بعد ابوسُفیان کے حوصلے پست کئے۔

۲۱۔ سعدؓ بن معاذ: قبیلہ اوس کی شاخ عبدالاشہل سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوہ حمراء الاسد میں قریش اور احزاب میں بنو قریظہ کے بارے میں پتا لگایا کہ اُن کا کردار کیا ہے۔

۲۲۔ ولیدؓ بن زہیر: سریہ قطن میں دشمن کے متعلق معلومات فراہم کیں۔

۲۳۔ عبدؓ اللہ بن اُنیس: سریہ عبدؓ اللہ بن اُنیس میں یہ لڑنے والے بھی ہیں اور جاسوسی کے فرائض بھی ادا کیئے۔

۲۴۔ اُمیہؓ بن خویلد: بنی کنانہ کی شاخ ضمرہ کے ان صاحب کو رجیع کی مہم میں قریش کے ارادوں کا پتا لگانے بھیجا گیا۔

۲۵۔ عمرؓو بن اُمیہؓ: یہ بھی بنی کنانہ کے ضمرہ خاندان سے تھے۔ اور رجیع کی مہم میں قریش کے ارادوں کا پتا لگانے گئے۔

۲۶۔ بریدؓہ بن حصیب: قبیلہ اسلم کے بریدؓہ کو مریسیع کی مہم میں بنو مصطلق کے ارادوں کے بارے میں پتا لگانے کے لئے بھیجا گیا۔

۲۷۔ زیدؓ بن ارقم: غزوہ مصطلق میں انہوں نے عبداللہ بن اُبی کی بدطینتی کی خبر آپؐ کو دی۔

۲۸۔ اُسیدؓ بن حضیر: اوس کی شاخ عبدالاشہل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ غزوہ احزاب میں بنو قریظہ کے بارے میں پتا لگانے بھیجے گئے۔

۲۹۔ سعدؓ بن عبادہ: خزرج کی شاخ ساعدہ کے سعدؓ غزوہ احزاب میں دشمن تک جاکر خبریں معلوم کرنے گئے تھے۔

۳۰۔ خواتؓ بن جبیر: خزرج سے تعلق رکھنے والے خواتؓ کے ذمے بھی سعدؓ بن عبادہ جیسا ہی فرض تھا۔

۳۱۔ حذیفہؓ بن یمان: بنی غطفان کے حلیف عبدالاشہل سے تعلق رکھنے والے حذیفہؓ

Marfat.com

غزوہ احزاب میں دشمن کے ارادوں کو معلوم کرنے گئے۔

۳۲۔ **نعیمؓ بن مسعود**: پہلے سریہ قروہ میں اہم کردار ادا کیا۔ پھر غزوہ احزاب میں ممد ثابت ہوئے۔

۳۳۔ **عبادؓ بن بشیر**: یہ اوس کی شاخ عبدالاشہل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ غزوہ حدیبیہ اور غزوہ خیبر میں دشمن کی خبریں لائے۔

۳۴۔ **بشرؓ بن سفیان**: بنی خزاعہ کے خاندان کعب سے تعلق رکھنے والے اِن صاحب نے حدیبیہ میں قریش کے ارادوں کا پتا لگایا۔

۳۵۔ **حسیلؓ بن نویرہ**: انہوں نے سریہ بشیرؓ بن سعد انصاری میں اطلاعات فراہم کیں۔

۳۶۔ **انیسؓ بن ابی مرثد غنوی**: ان کا تعلق قیس عیلان کے خاندان غنی سے تھا۔ یہ اوا اس میں مدینہ کے خفیہ ایجنٹ تھے۔ اس کے علاوہ اِن کو حنین میں ہوازن کے ارادوں کی خبر لگانے کے لئے بھیجا گیا۔

۳۷۔ **عبداللہؓ بن ابی حدرد**: قبیلہ اسلم کے عبداللہؓ نے حنین میں دشمن کی کمین گاہ کا پتا لگانے کا فریضہ ادا کیا۔ اس کے علاوہ مالک بن عوف نصری کے حالات بھی انہوں نے ہی معلوم کیئے۔

۳۸۔ **عبداللہؓ بن رواحہ**: سریہ عبداللہؓ بن رواحہ سے قبل دشمن کے احوال دریافت کیئے۔ ان کا تعلق خزرج کی شاخ حارث سے تھا۔

۳۹۔ **زیادؓ بن حنظلہ**: اِن کا تعلق بنو تمیم کے ساتھ تھا۔ انہوں نے مسلیمہ کذّاب کے ارادوں کا پتا لگایا۔

۴۰۔ **المنذرؓ بن عمرو السیعدی**: یہ اعنق لیموت کے نام سے مشہور تھے اور نجد کے علاقے میں اپنی جاسوسی کی سرگرمیوں میں سرگرمِ عمل تھے۔

۴۱۔ **عباسؓ بن عبد المطلب**: یہ مکّہ میں رہتے ہوئے مدینہ کو تمام حالات سے باخبر رکھتے تھے۔

Marfat.com

ضمیمہ ۲

واقعاتِ عظیمہ

ولادتِ مسعود	۲۱ر اپریل ۵۷۱ء	۱۲ر ربیع الاوّل ۱ عام الفیل	واقعہ فیل سے ۵۰ روز قبل
حلیمہؓ کی رضاعت	۲۹ر اپریل ۵۷۱ء	۲۰ر ربیع الاول ۱ عام الفیل	
مکہ میں آمد اور دوبارہ بنی سعد سے واپسی	۵۷۳ء	۲ عام الفیل	
بنی سعد سے واپسی	۵۷۷ء	۶ عام الفیل	
والدہ محترمہ کا انتقال	۵۷۷ء	۶ عام الفیل	
عبدالمطّلب کا انتقال	۵۷۹ء	۸ عام الفیل	
شام کا سفر اور بحیرا راہب سے ملاقات	۵۸۳ء	۱۲ عام الفیل	
جنگِ فجار میں شرکت	جون ۵۸۶ء	۱۵ عام الفیل	
حلف الفضول میں شرکت	جولائی ۵۸۶ء	۱۵ عام الفیل	
شام کا سفر اور نسطورا راہب سے ملاقات	جولائی ۵۹۵ء	۲۵ عام الفیل	
تعمیرِ کعبہ اور آپؐ کی تحکیم	۶۰۵ء	۳۵ عام الفیل	
بعثت	۹ر فروری ۶۱۰ء	۹ر ربیع الاوّل ۴۰ عام الفیل	
آغاز نزولِ قرآن حکیم	۱۴ر اگست ۶۱۰ء	۱۸ر رمضان المبارک ۱ بعثت	
خفیہ دعوت کا آغاز	۱۴ر اگست ۶۱۰ء	۱۸ر رمضان المبارک ۱ بعثت	

Marfat.com

علانیہ تبلیغ	آغاز ۶۱۴ء	۴ بعثت	
ہجرتِ حبشہ	اپریل 615ء	رجب ۵ بعثت	
شعب ابی طالب میں محصوری	۳۰ ستمبر 615ء	یکم محرّم ۶ بعثت	
ابوطالب کی رحلت	جنوری فروری 619ء	رمضان ۱۰ بعثت	
دعوتِ اسلام اور طائف کا سفر	فروری مارچ 619ء	۲۷ شوال ۱۰ بعثت	
قبائل میں تبلیغِ اسلام	اپریل مئی 619ء	۱۰ بعثت	
بیعتِ عقبہ اولیٰ	جولائی ۶۲۱ء	ذی الحجہ ۱۲ بعثت	
بیعتِ عقبہ ثانی	جون ۶۲۲ء	ذی الحجہ ۱۳ بعثت	
مکّہ سے غارِ ثور کو روانگی	۱۰ ستمبر ۶۲۲ء	۲۷ صفر ۱۴ بعثت	جمعہ شب
غارِ ثور سے روانگی	۱۳ ستمبر ۶۲۲ء	یکم ربیع الاوّل	بروز شنبہ
قبا میں ورود	۲۰ ستمبر ۶۲۲ء	۸ ربیع الاوّل ۱ھ	بروز دوشنبہ
قبا سے مدینہ کو روانگی	۲۴ ستمبر ۶۲۲ء	۱۲ ربیع الاوّل ۱ھ	بروز جمعۃ المبارک
میثاقِ مدینہ	دسمبر جنوری ۶۲۳ء	جمادی الآخر ۱ھ	
سریہ حمزہ	مارچ ۶۲۳ء	رمضان ۱ھ	
سریہ رابغ	اپریل ۶۲۳ء	شوال ۱ھ	
سریہ خرّار	مئی ۶۲۳ء	ذی قعد ۱ھ	
اذنِ جہاد	۱۵ اگست ۶۲۳ء	۱۲ صفر ۲ھ	
غزوہ ودّان	اگست ۶۲۳ء	صفر ۲ھ	
غزوہ بوّاط	ستمبر ۶۲۳ء	ربیع الاوّل ۲ھ	
غزوہ بدر الاُولیٰ	ستمبر ۶۲۳ء	ربیع الاوّل ۲ھ	
غزوہ ذوالعشیرہ	دسمبر ۶۲۳ء	جمادی الآخر ۲ھ	

Marfat.com

سریہ نخلہ	جنوری ۶۲۴ء	رجب ۲ھ	
تحویلِ قبلہ	۱۱ر فروری ۶۲۴ء	۱۵ر شعبان ۲ھ	
غزوہ بدر	۱۳ر مارچ ۶۲۴ء	۱۷ر رمضان ۲ھ	بروز چہار شنبہ
غزوہ بنی سلیم	۲۱ر مارچ ۶۲۴ء	۲۵ر رمضان ۲ھ	
غزوہ بنو قینقاع	۱۰ر اپریل ۶۲۴ء	۱۵ر شوال ۲ھ	
غزوہ سویق	۲۹ر مئی ۶۲۴ء	۵ر ذی الحجہ ۲ھ	
غزوہ ذی امر	جولائی ۶۲۴ء	محرّم ۳ھ	
سریہ زید بن حارث	اکتوبر نومبر ۶۲۴ء	جمادی الآخر ۳ھ	
سریہ محمد بن مسلمہ	۴ر ستمبر ۶۲۴ء	۱۴ر ربیع الاوّل ۳ھ	
غزوہ بحران	ستمبر اکتوبر ۶۲۴ء	ربیع الثانی ۳ھ	
سریہ قروہ	اکتوبر نومبر ۶۲۴ء	جمادی الآخر ۳ھ	
غزوہ اُحد	۲۲ر مارچ ۶۲۵ء	۶ر شوال ۳ھ	
غزوہ حمراء الاسد	۲۴ر مارچ ۶۲۵ء	۸ر شوال ۳ھ	
سریہ قطن	۱۳ر جون ۶۲۵ء	یکم محرّم ۴ھ	
سریہ عبداللہ بن اُنیس	۱۷ر جون ۶۲۵ء	۵ محرّم ۴ھ	
سریہ رجیع	جولائی اگست ۶۲۵ء	صفر ۴ھ	
بئر معونہ	جولائی اگست ۶۲۵ء	صفر ۴ھ	
غزوہ بنی نضیر	اگست ستمبر ۶۲۵ء	یکم ربیع الاوّل ۴ھ	
غزوہ ذات الرقاع	اکتوبر نومبر ۶۲۵ء	جمادی الاوّل ۴ھ	
غزوہ بدر الاخریٰ	اپریل ۶۲۶ء	ذی قعد ۴ھ	
غزوہ دومۃ الجندل	۲۴ر اگست ۶۲۶ء	۲۵ر ربیع الاوّل ۵ھ	

Marfat.com

غزوہ مریسیع	۲۸ر دسمبر ۶۲۶ء	۳ر شعبان ۵ھ
غزوہ احزاب	۳۱ر مارچ ۶۲۷ء	۸ر ذی قعد ۵ھ
غزوہ احزاب سے واپسی	۱۵ر اپریل ۶۲۷ء	۲۳ر ذی قعد ۵ھ
غزوہ بنو قریظہ	اپریل مئی ۶۲۷ء	ذی الحجہ ۵ھ
سریہ محمدؓ بن مسلمہ انصاری	یکم جون ۶۲۷ء	۱۰ محرم ۶ھ
غزوہ بنی لحیان	۲۱ر جولائی ۶۲۷ء	یکم ربیع الاول ۶ھ
سریہ عکاشہ بن محصن	ستمبر ۶۲۷ء	ربیع الآخر ۶ھ
سریہ جموم	ستمبر ۶۲۷ء	ربیع الآخر ۶ھ
سریہ ذی القصہ	ستمبر ۶۲۷ء	ربیع الآخر ۶ھ
سریہ بنو ثعلبہ	ستمبر ۶۲۷ء	ربیع الآخر ۶ھ
غزوہ ذی قردہ	ستمبر ۶۲۷ء	ربیع الآخر ۶ھ
سریہ عیص	ستمبر اکتوبر ۶۲۷ء	جمادی الاول ۶ھ
سریہ کلاب	اکتوبر نومبر ۶۲۷ء	جمادی الآخر ۷ھ
سریہ تربہ	اکتوبر نومبر ۶۲۷ء	جمادی الآخر ۷ھ
سریہ حسمی	اکتوبر نومبر ۶۲۷ء	جمادی الآخر ۶ھ
سریہ طرف	اکتوبر نومبر ۶۲۷ء	جمادی الآخر ۶ھ
سریہ وادی القریٰ	نومبر دسمبر ۶۲۷ء	رجب ۶ھ
سریہ دومۃ الجندل	جنوری ۶۲۸ء	شعبان ۶ھ
سریہ فدک	جنوری ۶۲۸ء	شعبان ۶ھ
سریہ اُمّ القرفہ	جنوری فروری ۶۲۸ء	رمضان ۶ھ
سریہ عبداللہ بن رواحہ	فروری مارچ ۶۲۸ء	شوال ۶ھ

Marfat.com

سریہ کرز بن جابر الفہری	مارچ	۶۲۸ء	شوال	۶ھ
غزوہ حُدیبیہ	۱۳ر مارچ	۶۲۸ء	یکم ذی قعد	۶ھ
حُدیبیہ سے مدینہ واپسی	۲۸ر مارچ	۶۲۸ء	ذی الحجہ	۶ھ
غزوہ خیبر	مئی جون	۶۲۸ء	محرّم	۷ھ
غزوہ وادی القریٰ و تیماء	مئی جون	۶۲۸ء	محرّم	۷ھ
سریہ کدید	جون جولائی	۶۲۸ء	صفر	۷ھ
سریہ خربہ	جنوری	۶۲۹ء	رمضان	۷ھ
سریہ بنی مرّہ	فروری	۶۲۹ء	شوال	۷ھ
سریہ بشیر بن سعد	فروری	۶۲۹ء	شوال	۷ھ
عمرۃ القضا	مارچ	۶۲۹ء	ذی قعد	۷ھ
سریہ موتہ	اگست ستمبر	۶۲۹ء	جمادی الاوّل	۸ھ
سریہ ذات السلاسل	ستمبر اکتوبر	۶۲۹ء	جمادی الآخر	۸ھ
سریہ سیف البحر	اکتوبر نومبر	۶۲۹ء	رجب	۸ھ
قریش کی معاہدہ حُدیبیہ کی خلاف ورزی	نومبر	۶۲۹ء	رجب	۸ھ
غزوہ فتح مکّہ (مدینہ سے روانگی)	یکم جنوری	۶۳۰ء	۱۰ر رمضان	۸ھ بروز چہار شنبہ
مکّہ میں داخلہ	۱۱ر جنوری	۶۳۰ء	۲۰ر رمضان	۸ھ
سریہ خالدؓ بن ولید	۱۶ر جنوری	۶۳۰ء	۲۵ر رمضان	۸ھ
سریہ عمروؓ بن العاص	۱۶ر جنوری	۶۳۰ء	۲۵ر رمضان	۸ھ
سریہ سعدؓ بن زید اشہلی	۱۷ر جنوری	۶۳۰ء	۲۶ر رمضان	۸ھ

Marfat.com

سریہ خالدؓ بن ولید	۲۱ر جنوری	۶۳۰ء	شوال	۸ھ	
غزوہ حُنین	جنوری فروری	۶۳۰ء	۱۱ر شوال	۸ھ	
غزوہ طائف	فروری	۶۳۰ء	شوال	۸ھ	
سریہ عُیینہؓ بن حصن	اپریل مئی	۶۳۰ء	محرّم	۹ھ	
سریہ قطبہؓ بن عامر	مئی جون	۶۳۰ء	صفر	۹ھ	
سریہ ضحاکؓ بن سفیان کلابی	جُون جولائی	۶۳۰ء	ربیع الاوّل	۹ھ	
سریہ علقمہ بن مُجزز مُدلجی	جُون جولائی	۶۳۰ء	ربیع الاوّل	۹ھ	
سریہ بنو طے	جولائی اگست	۶۳۰ء	ربیع الآخر	۹ھ	
غزوہ تبوک	نومبر	۶۳۰ء	رجب	۹ھ	
سریہ خالدؓ بن ولید	نومبر	۶۳۰ء	رجب	۹ھ	
سریہ علیؓ مرتضٰی	دسمبر	۶۳۱ء	رمضان	۱۰ھ	
سریہ اُسامہؓ بن زیدؓ	۲۴ر مئی	۶۳۲ء	۲۸ر صفر	۱۱ھ	
وصالِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم	۸ر جون	۶۳۲ء	۱۲ر ربیع الاوّل	۱۱ھ	دوشنبہ

Marfat.com

کتابیات

۱۔ قرآن حکیم

۲۔ تفہیم القرآن — سیّد ابوالاعلیٰ مودودی — مکتبہ تعمیرِ انسانیت لاہور ۱۹۶۶ء

۳۔ بُخاری — ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بُخاری — مکتبہ رحمانیہ لاہور ۱۹۸۵ء
ترجمہ:۔ علّامہ وحید الزّماں

۴۔ سیرت النّبیؐ حِصّہ اوّل و دوم — ابنِ ہشّام — شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۲ء
ترجمہ:۔ مولانا عبدالجلیل صدیقی

۵۔ تاریخ طبری حِصّہ اوّل — ابی جعفر محمد بن جریر طبری — نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۷ء
ترجمہ:۔ سیّد محمد ابراہیم

۶۔ مغازی الرّسولؐ — علّامہ واقدی — مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۸۸ء
ترجمہ:۔ بشارت علی خان

۷۔ تاریخ ابنِ خلدون حِصّہ اوّل — علّامہ عبدالرحمٰن بن خلدون — نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۶ء
ترجمہ:۔ علّامہ حکیم احمد حسین

۸۔ زادالمعاد جلد اوّل و دوم — حافظ ابنِ قیّم — نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۲ء
ترجمہ:۔ رئیس احمد جعفری

۹۔ فتوح البلدان — احمد بن یحییٰ بن جابر الشہیر بلاذُری — نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۲ء
ترجمہ:۔ سیّد ابوالخیر مودودی

۱۰۔ اسدالغابہ فی معرفتہ الصحابہ — علّامہ ابنِ اثیر جزری — مصر

Marfat.com

۱۱- اصابہ فی تمییز الصحابہ	حافظ ابنِ حجر عسقلانی	مصر	۱۸۹۷ء
۱۲- استیعاب	حافظ ابن عبد البرؒ	حیدرآباد دکن	۱۹۰۰ء
۱۳- شرح مواہب لدنیہ	زرقانی	مصر	
۱۴- فتح الباری	یعقوبی	مصر	۱۳۲۵ء
۱۵- الوفا باحوال المصطفٰیؐ	عبدالرحمٰن ابن جوزی ترجمہ:- علامہ محمد اشرف سیالوی	فرید بک سٹال لاہور	
۱۶- مدارج النبوّت حصہ دوم	شیخ عبدالحق محدّث دہلوی ترجمہ:- مفتی غلام معین الدین نعیمی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی	
۱۷- محمدؐ رسول اللہ	شیخ محمد رضا (مصری) ترجمہ:- محمد عادل قدوسی	کراچی (تاج کمپنی لمیٹڈ)	
۱۸- سیرۃ الرسولؐ	ڈاکٹر محمد حسین ہیکل ترجمہ:- مولانا محمد وارث کامل	مکتبہ کاروان لاہور	۱۹۷۱ء
۱۹- آنحضرتؐ بحیثیت سپہ سالار	محمود خطاب شیت ترجمہ:- رئیس احمد جعفری	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور	
۲۰- الجہاد فی الاسلام	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی	دفتر ترجمان القرآن لاہور	۱۹۴۸ء
۲۱- سیرت سرورِ عالمؐ جلد اوّل و دوم	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی	ادارہ ترجمان القرآن لاہور	۱۹۸۰ء
۲۲- سیرۃ النبیؐ جلد اوّل	علامہ شبلی نعمانی	اسلام آباد	۱۹۸۵ء
۲۳- رحمۃ للعالمینؐ جلد اوّل، دوم و سوم	قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور	
۲۴- عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکمرانی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ	کراچی	۱۹۸۷ء

Marfat.com

۲۵-	رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ	کراچی	۱۹۶۱ء
۲۶-	عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ	ڈاکٹر محمد حمید اللہ	لاہور	۱۹۸۲ء
۲۷-	خطباتِ بہاول پور	ڈاکٹر محمد حمید اللہ	اسلام آباد	۱۹۸۵ء
۲۸-	حدیث دفاع	میجر جنرل محمد اکبر خان	فیروز سنز لاہور	۱۹۵۸ء
۲۹-	اسلامی طریقِ جنگ	میجر جنرل محمد اکبر خان	فیروز سنز لاہور	۱۹۵۹ء
۳۰-	محمدؐ عربی	محمد عنایت اللہ سبحانی اصلاحی	لاہور	۱۹۷۴ء
۳۱-	پیغمبرِ اعظم و آخرؐ	ڈاکٹر نصیر احمد ناصر	یا زور سنز لمیٹڈ لاہور	
۳۲-	محمدؐ	کانسٹین ویرزیل جورجیو ترجمہ:- مشتاق حسین میر	گجرات	
۳۳-	حیاتِ رسالت مآبؐ	راجہ محمد شریف	جوہر آباد	۱۹۷۲ء
۳۴-	محمد رسول اللہ	رونلڈ وکٹر کورٹنے باڈلے ترجمہ:- سیّد محمد امین زیدی	لاہور	۱۹۷۸ء
۳۵-	رسولؐ میدانِ جنگ میں	سیّد واجد رضوی	مقبول اکیڈمی لاہور	
۳۶-	رسولِ کریمؐ کی جنگی اسکیم	عبد الباری	لاہور	۱۹۸۶ء
۳۷-	اصحّ السیّر	مولانا عبد الرؤف دانا پوری	نور محمد اصح المطابع کراچی	
۳۸-	محسنِ انسانیتؐ	نعیم صدیقی	اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور	۱۹۸۶ء
۳۹-	رسولِ رحمتؐ	مولانا ابو الکلام آزاد مرتبہ:- مولانا غلام رسول مہر	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور	
۴۰-	جلالِ مصطفٰےؐ	میجر امیر افضل خان	راولپنڈی	۱۹۸۱ء
۴۱-	پیغمبرِ انسانیتؐ	مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی	لاہور	۱۹۸۴ء
۴۲-	عہدِ نبویؐ کے غزوات و سرایا	ڈاکٹر رؤفہ اقبال	لاہور	۱۹۸۴ء
۴۳-	قصص القرآن جلد چہارم	مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی	دہلی	۱۹۶۲ء

Marfat.com

۴۴۔	نبی رحمتؐ جلد اول و دوم	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی	۱۹۸۳ء
۴۵۔	جمالِ مصطفےٰؐ جلد چہارم	عبدالعزیز عرفی	گیلانی پبلشرز کراچی	۱۹۸۲ء
۴۶۔	النبی الخاتمؐ	سید مناظر احسن گیلانی	لاہور	۱۳۹۹ھ
۴۷۔	حیاتِ رسولؐ	عارف بٹالوی	لاہور	۱۹۷۵ء
۴۸۔	پیغمبرِ انقلابؐ	علامہ وحید الدین خان	لاہور	۱۹۸۳ء
۴۹۔	ہادی العالمؐ	محمد ولی رازی	دارالعلم کراچی	۱۹۸۴ء
۵۰۔	سیرۃ المصطفےٰؐ جلد اوّل، دوم وسوم	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	لاہور	
۵۱۔	نقوشِ رسولؐ نمبر جلد چہارم، پنجم و دوازدہم	مدیر:۔ محمد طفیل	لاہور	
۵۲۔	رسولِ اکرمؐ کی سیاستِ خارجہ	محمد صدیق قریشی	لاہور	۱۹۸۷ء
۵۳۔	اصحابِ رسولؐ اور اُن کے کارنامے جلد اوّل	نبی احمد سُہا	لاہور	
۵۴۔	فنِ سپہ گری	سن تزو ترجمہ:۔ میجر جنرل احسان الحق ڈار	راولپنڈی	۱۹۸۳ء

Marfat.com

55. Ahmed, Brig. Gulzar; The Battles of the Prophet of Allah, Vols. I & II, Rawalpindi, 1981, 1983.
56. Ahmed, Brig. Gulzar; The Prophet's Concept of War, Lahore, 1986.
57. Ali, Syed Ameer; The Spirit of Islam, London, 1953.
58. Bashmeal, Muhmmad Ahmed; The Great Battle of Badr, Lahore.
59. Garthoff, Raymond L; How Russia Makes WAr, London, 1954.
60. Glubb, Lt. General Sir John Bagot; The Great Arab Conquests, London, 1963.
61. Guillaume, A; The Life of Muhammad (A Translation of Ibn - i - Ishaq's *Sirat Rasul Allah*), Oxford University Press, 1955.
62. Hamidullah, Dr. Muhammad; *Muhammad Rasulullah,* Karachi, 1979.
63. Lings, Martin; Muhammad (his life of the earliest sources), Lahore, 1987.
64. Machiavelli, Noccolo; The Art of War, New York, 1965.
65. Malik, Brig. S. K.; The Quranic Concept of War, Islamabad, 1980.
66. Montros, Lynn; War Through Ages, Rawalpindi, 1986.
67. Muir, Sir William,; Life of Mahomet, Edinburg.
68. Rehman, Dr. S.M; Colonel Bashir Hussain; Major Qamar ul Islam; Early Battles of Islam; Rawalpindi, 1984.
69. Rowen, Rechard; The Story of Secret Service, London.
70. Sarwar, Hafiz Ghulam; Muhammad, The Holy Prophet, Lahore, 1980.
71. Watt, W. Montgomery; Muhammad At Medina, Oxford, 1956.
72. Wright, Q; A Study of War, London, 1942.

Marfat.com

دُنیا کی تاریخ ایک نظر میں

اِنسائیکلوپیڈیا (تاریخِ عالم)

مرتب:
ولیم ایل لینگر
ترجمہ و تہذیب:
مولانا غلام رسول مہر

انگریزی زبان میں ۱۰,۰۰,۰۰۰ جلدیں
فروخت ہو چکی ہیں،
خوشنما اُردو ٹائپ بہترین ولایتی کاغذ حسین
گرد پوش، تین جلدوں میں مکمل سیٹ:

- اِنسائیکلوپیڈیا تاریخِ عالم (تاریخِ اسلام) حضرت رسولِ کریم کی ولادت سے لے کر ۱۹۵۹ء تک مسلم ملکوں کے تمام اہم واقعات ۷۰ روپے (جلد اوّل)
- اِنسائیکلوپیڈیا تاریخِ عالم (تاریخِ عمومی) اقوامِ عالم کے حالات یعنی ابتداء سے لے کر عہدِ نپولین کے آخر تک ۸۰/- روپے (جلد دوم)
- اِنسائیکلوپیڈیا تاریخِ عالم (تاریخِ عمومی) عہدِ نپولین کے بعد سے ۱۹۵۹ء تک کے حالات! ۱۰۰ روپے (جلد سوم)

بہ اشتراک مکتبۂ فرینکلن - لاہور

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز
لاہور ● حیدر آباد ● کراچی

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسولِ اکرم کا نظامِ جاسوسی

پروفیسر محمد صدیق قریشی

Marfat.com